ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلٰلاً مبیناً

الحمد للہ والمنۃ کہ اہل ہنود اور اہل اسلام کے عقاید بطرز نقل تاریخی واقعات اور بعض مسیحی علماء فضلا کے منصفانہ خیالات پر روشنی ڈالنے والا رسالہ موسوم بہ اسم تاریخی

مصنفہ

جج بہادر حسرت شاہ صوفی عرف عزیز احمد قادری قوم
[illegible] نجیب [illegible] مصنف نقارۂ شریعت وغیرہ

منشی محمد آغا جان صاحب پرنٹر [illegible]

وکٹوریہ پریس بدایوں میں چھپا

بار اول ۵۰۰ جلد　　　قیمت فی جلد [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواحد الاحد الذی ھدانی للایمان وجعلنی من المسلمین والطائفین للکعبۃ المکرمۃ والزائرین للمدینۃ المنورۃ بلطفہ السرمد وھو الذی القی فی قلوب سلفاء الملۃ المبارکۃ ان یسمونی بعزیز احمد والصلوٰۃ علیٰ رسولہ سیدنا محمد وعلیٰ الہ وازواجہ واصحابہ من الازل الی الابد

امابعد ویدوں پرانوں اور شاستروں کی تقلید کرنے والوں مسئلہ تناسخ (اواگون) پر ایمان رکھنے والوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میرا نام جے بھادر حسن شاہ صوفی عرف عزیز احمد قادری ہے - میں قوم کا کایستہ ہوں شہر فتحپور میں جو الہ آباد کی قسمت کا ایک ضلع ہے ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوا ایام طفولیت سے ہندو دہرم کے اوپدیشکوں کی اواز میرے کانوں میں پڑنے لگی کہ ویدک دہرم جملہ مذاہب سے قدیم ہے جس زمانہ میں مصر و یونان و روم وغیرہ کے مختلف مذاہب کا پتہ نہ تہا اہل دنیا کے کان مذہب کے نام سے اشنا نہ تھے روے زمین پر ویدک دہرم کے عمارت کی بنیاد قایم ہوئی جو فوراً منزل بمنزل عظیم الشان بن کر اسمان سے باتیں کرنے لگی جب سے دنیا قایم ہوئی اس دہرم میں بڑے بڑے مہاتما گذرے جن کی نظیر کسی دوسری قوم میں نہیں مل سکتی موجودہ زمانہ میں بہی پہاڑ کی چوٹیوں

دریا کے غاروں میں بے شمار دھرماتما ایسے موجود ہیں جو کور باطنوں کو چشم زدن میں قدرت کے عجائبات کا مشاہدہ کرنے اور دور دراز ملکوں کی چیزوں کو گھر بیٹھے دیکھنے کے قابل بنا دیتے ہیں ایسے دھرماتماؤں کی مثال ست چتانند موجود ہیں جس کو فیض باطنی حاصل کرنا ہو پشکر (اجمیر شریف کے قریب واقع ہے اہل ہنود اس تیرتھ کو تمام تیرتھوں کا گرو سمجھتے ہیں) جاکر اون سے حاصل کرلے یہ آواز متواتر سنتے سنتے ۱۹۰۸ء میں مجھکو فیض باطنی حاصل کرنے کا شوق ہوا بلا سوچے سمجھے نکل کھڑا ہوا پشکر پہنچا اور ست چتانند کا چیلا ہو گیا ست چتانند نے مجھکو حبس دم کرنے کا طریقہ سکھلا کر وطن واپس جانے کا حکم دیا گرو کے حکم کے مطابق فتحپور واپس آیا جہاں ۱۹۰۸ء میں سلسلہ ملازمت سرکاری میں داخل ہو گیا ۱۹۰۹ء میں خوش قسمتی سے میں کو رنتھہ ڈیہہ (دریائے گنگ کے ایک طرف ایسے مقام پہ آباد ہے جس کے متابل دریا کے دوسرے جانب بنگال کے مشہور شہر شاہ آباد کا حصہ ضلع بکسر آباد ہے) کو تبدیل ہو گیا جہاں پہنچکر فرصت کے وقت لب دریا سنسان مقام میں ریاضت کرنے میں مصروف ہوا اور ہندوستان کے ہر خطہ کے لوگوں سے جو اشنان کی غرض سے وہاں آتے تھے نیز بروقت ضرورت بغرض انجام کار منصبی دیگر مقامات میں خود جاکر مختلف دھرموں پنتوں - پنتھوں اور سماجوں کے لوگوں سے دریافت کرکے میں نے معلوم کیا کہ پیدا کرنے والے کا کوئی خاص نام مقرر نہیں اوس کے ہزاروں نام ہیں جس کا جس نام سے جی چاہے اوس کو اوسی نام سے یاد کرے اس کلیہ قاعدے کے موافق کالیتہ - چترگپت - کو - آریہ - اوم - کو - گوشائیں - جگناتھہ - کو - پنج پیریہ - پنج پیر - کو - چیرو - سنیلا - کو - ڈھانگر - برنا بہوانی - کو - گڈریہ - کالی - کو - کہار - کالوبابا - کو - بنجارہ - بنجاری دیوی - کو - لوہار اور بڑہی - بشن کرما - کو - آگرہ کے لودھہ - سید محسن خاں - کو - سنیاسی - نراین - کو -

شیوی - شیو - کو - وشنوی - وشنو - کو - شاکتی - دیبی - کو - گنیشی - گنیش - کو
جینی - چوبیس جینا - کو - دادو پنتھی - ست رام - کو - ست نامی - ست نام - کو - بیجا
پہیا - کو - بھیکا پنتھی - اتما - کو - مالی - بھوانی - کو - بھنگی - لال بیگی - کو - نانک پنتھی
واہ گرو - ست سری اکال - کو - بندھیلا ٹھاکر - بالا گوپالا - راداہا کرشن - کو -
بھربھونجہ - چنداکرتال - مہابیر - کو - بھاٹ - گوری - سارد ا - کو - بھیل - ماتاجی
اگری - کو - دوسادھ - راہو - کیتو - کو - ہیوڑا - دیبی - ظاہر پیر - کو - ربیاسی
رام - جانکی - کو - رادھاسوامی - ست چتانند - برہم - پرماتما - کو - بھوین ہارے گویا
دہرتی ماتا - باندی مائی - کالی - پہاڑی دیبی - کو - کبیر پنتھی - ستیا پرش - نرانکار - ہری
رام - گوبند - کو - چہوٹے سنیاسی - گنیش - رودر - بھگوتی - سورج - نراین - کو - کلولہ
درگا - کالکا - پنچ پیر - ہردیا - غازی میاں - ہٹیلے - برم دیوتا - بڑا پورکھ - کو - بہر
اگوان - دیوا - بھوانی - پھول متی - بنروپیر - کالکا - کاشی داس بابا - کو - جاٹ - مہادیو
دیبی - گوگا - لکھ دت - پیارے جی - رن دیو - داؤجی - جمنادیبی - ظاہر دیوان
زین الدین - شیخ سدو - کو - چمار - بھوانی - جگیشور کالادت - گجادت - ظاہر پیر
ناگر سین - ٹیڑھادیو - وندھیابنسی دیبی - برناپیر - برتیا - پرکہالگ - کو - معبود حقیقی سمجھکر
پوجتے ہیں اور اپنے مرادوں کے بر لانے کی انہیں سے التجا کرتے ہیں - زمانہ موجودہ کے
تعلیم یافتہ لوگ بھگوان اور پرمیشور کو یاد کرتے ہیں جن کا تپہ نہ ویدوں میں ہے نہ پرانوں
میں - بعض ہندو کہتے ہیں کہ پیدا کرنے والا مرد ہے بعض کہتے ہیں کہ پیدا کرنے والی عورت
ہے - عموماً عورتیں پیدا کرنے والی کو اپنے مانند شوہر والی عورت سمجھتی ہیں جس کو گوراپاربتی
دیوی - سیتا - درگا - کالی - رادھا - رکمنی - لچھمی - جانکی - بھوانی وغیرہ کے ناموں
سے یاد کرتی ہیں -
سناتن دہرمی یعنی پرانے ہندو کہتے ہیں کہ برہما کے منہ سے برہمن بازو سے کہشتری

ران سے ویش اور پاؤں سے شودر پیدا ہوئے۔ جس ترتیب سے ایک عضو کو دوسرے عضو پر فضیلت ہے اوسی ترتیب سے ایک ذات کو دوسری ذات پر فضیلت ہے۔ اس کے برعکس آریہ سماجی کہتے ہیں کہ تمام علوم کو پڑھنے پڑھانے سے برہمچریہ۔ راست گوئی وغیرہ اصول پر عمل کرنے اگنی ہوتر پچھ ایشٹی ہوم وغیرہ کرنے نیک اولاد پیدا کرنے اور پنچ مہایگ کرنے سے برہمن کا جسم بنتا ہے جو سب سے افضل ہے۔ جو طاقت اور توانائی کا کام کرے وہ کھشتری۔ جو رانوں کی طاقت سے غیر ملک میں اشیا لیجاوے وہ ویش جو پاؤں کے مانند بے عقلی کا کام کرے (پاؤں کا کام بے عقلی ایک عجیب فلاسفی ہے) وہ شودر ہے اور ایسی ترتیب سے ایک ذات کو دوسری ذات پر فضیلت ہے۔

برہمن کہتے ہیں کہ تمام ذاتوں سے ہماری ذات افضل ہے لیکن چترگپت کو جو کایستھوں کے مورث اعلیٰ ہیں پوجتے اور اون کے مندروں کا چڑھاوا لیتے ہیں کایستھ اپنے مورث اعلیٰ کے پوجنے والی قوم برہمن کو برعکس اس کے کہ اپنے سے کمتر سمجھیں برتر سمجھتے ہیں اور بجائے اس کے کہ برہمنوں سے اپنے پاؤں پوجاویں اولٹا برہمنوں کے پاؤں چھوتے پالاگی اور ڈنڈوت کرتے ہیں۔ ممالک متوسط اور برار کے ایک چوتھائی ہندو برہمنوں کی فضیلت کو نہیں تسلیم کرتے آدھے سے زیادہ ہندو برہمنوں سے گرومنتر نہیں لیتے۔ لنگایت کی قوم جو دہرم کی بہت بڑی پابند سمجھی جاتی ہے اپنی قوم کو اور بدھ مت والے چھتری کی قوم کو برہمن کی قوم سے افضل سمجھتے ہیں۔ ممالک متحدہ کے بعض بعض ہندو عام طور پر یہ کہاوت کہتے ہیں۔ ؎

آج کل کے بامہنوں کو کبھی نہ دیجئے دان　　کم سہیت نر کے چلے سنگہہ لئے ججمان

بروقت ملاقات ایک برہمن دوسرے برہمن کو نمشکار کرتا ہے جس کے جواب میں

دوسرا برہمن بھی نمسکار کرتا ہے بقیہ قومیں جو برہمنوں کو افضل سمجھتی ہیں وہ برہمن کو دیکھ کر پالاگی یا ڈنڈوت مہراج کہتی ہیں جس کے جواب میں برہمن چھتری کو جے ہو یعنی تمہاری فتح ہو ویش کو کلیان ہو یعنی تمہاری عمر بڑے ہے شودر کو جیاؤ یعنی تمہاری عمر زیادہ ہو۔ کہتا ہے ایک سنیاسی دوسرے سنیاسی کو نمونارائن کہتا ہے لیکن جو سنیاسی جس سنیاسی کی عظمت کرتا ہے وہ اوس کو ڈنڈوت کرتا ہے بعض ہندو ایک دوسرے سے ملاقات ہونے پر رام رام۔ بعض جے رام۔ بعض سیتا رام بعض رادھا کشن وغیرہ کبیر پنتھی سلام صاحب کو۔ نانک شاہی واہ گرو کی فتح یا ست سری اکال۔ آریہ سماجی نمستے کالیتھ سلام۔ بندگی۔ اداب عرض۔ تسلیمات عرض وغیرہ کہتے ہیں۔ جس کے جواب میں دوسرا شخص کہنے والے کے الفاظ کو بجنسہ ادا کر دیتا ہے۔

بعض ہندو کہتے ہیں کہ برہمن چھتری ویش اور شودر مردوں کا برہمن چھتری ویش اور شودر ہی کی عورتوں سے شادی بیاہ علی الترتیب ہونا چاہئے بعض کہتے ہیں کہ ذات کی قید کے علاوہ جنم پتر کی قید بھی ضروری ہے۔ جن مردوں اور عورتوں کا آپس میں جنم پتر ملجاوے اونہیں کے ساتھ ایک دوسرے کا بیاہ کرنا چاہئے جنم پتر کے ملجانے کا یہ مطلب ہے۔ کہ بعد شادی شوہر اور زوجہ میں موافقت رہے گی ہر دو کی عمریں مساوی ہوں گی اس قاعدہ کے موافق کالیتھ۔ برہمن چھتری اور ویش جنم پتر کا میلان کر کے اپنی اپنی لڑکیوں کا بیاہ کرتے ہیں لیکن زمانہ موجودہ میں ہر شخص کے مکان میں بیوہ عورتیں موجود ہیں بہت سے زن و شو میں موافقت نہیں اس پر بھی کوئی شخص برہمنوں سے جواب نہیں طلب کرتا کہ جب تمہارے ارشاد کے موافق عمل کیا گیا تو یہ حادثہ کیوں واقع ہوا۔ زن و شو میں مخالفت کیوں پیدا ہوئی۔ بعض لوگ صدہا جنم پتر کا میلان کرانے پر ایک جنم پتر بھی ایسا

نہیں حاصل کر سکتے جو جنم پتر کا میلان کرنے والے کے مرضی موافق ہو مجبوراً اوس
برہمن سے جو جنم پتر لکھتا ہے کہتے ہیں کہ مہاراج ایسا جنم پتر لکھدو جو تمام نقایص
کو دور کر دے اور شخص معلوم کے ساتھہ ہماری لڑکی کا بیاہ ہو جاوے - برہمن دستور
کے موافق روپیہ لے کر نیا جنم پتر لکھہ دیتا ہے - اور اس طرح سے اون مردوں
اور عورتوں کا بیاہ جن کا جنم پتر در اصل ایک دوسرے سے نہیں ملتا فوراً ہو جاتا
ہے - سادہ کی قوم جنم پتر کی شادی بیاہ کے واسطے مطلق ضرورت نہیں سمجھتی
بعض چھتری رذیل قوم کی لڑکیاں خرید کر اون کے ساتھہ بیاہ کرتے ہیں اور جنم پتر
کا میلان نہیں کراتے جو قومیں عورتوں کا ازدواج مکرر کرنا جایز سمجھتی ہیں وہ
جنم پتر کو ایک فعل عبث سمجھتی ہیں - عموماً ہندو کہتے ہیں کہ شادی بیاہ صرف ذات
کے اندر جایز غیر ذات میں ناجایز ہے لیکن اس کے برعکس جزیرہ انڈمان
میں جہاں برہمن چھتری اور ویش ذات کے لوگ جرم کا ارتکاب کرنے پر
جلاوطن کر کے بھیجے جاتے ہیں کسی ذات اور گوتر کی مطلق پرواہ نہیں کرتے جو
عورت اون کو دستیاب ہو جاتی ہے اوس کے ساتھہ بیاہ کر لیتے ہیں - کانپور کے
کنجہ جیبہ بھڑبھونجا - جو حلوائی کا پیشہ کرتے ہیں حلوائی کی لڑکی سے کمانیوں کے
ڈوم کہار سیار اجپوت کی لڑکی سے بمبئی کے کنبی مرہٹہ کی لڑکی سے آسام کے
کالیتہ بیدیا کی لڑکی سے پنجاب کے سنار نائی اور کہاسی کنبٹ کی لڑکی سے سادہارن
برہمو سماج کے برہمن کالیتہ اور بیدیا آپس میں ایک دوسرے کی لڑکی سے بیاہ
کر لیتے ہیں جاٹ گوجر اور راجپوت کے بعض بعض گوتر کے لوگ چمار اور دیگر
رذیل اقوام کی لڑکیاں خرید کر کے اون کے ساتھہ بیاہ کرتے ہیں ذات کا
کوئی شخص اعتراض نہیں کرتا جبتک خود شادی کرنے والا معترض نہیں ہوتا اس
کے برعکس بنگال میں اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے ایسی بی بی تجویز کرتا

ہے۔ جس کو وہ ذات کی لڑکی نہیں ثابت کر سکتا۔ فوراً برادری سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اہل ہنود میں کوئی قوم ایسی نہیں جو ذات کے ہر گوتر میں شادی بیاہ کرنا جایز سمجھتی ہو اور منو کے اس قانون کی کہ برہمن کا برہمن کی لڑکی سے چہتری کا چہتری کی لڑکی سے اور ویش کا ویش کی لڑکی سے بیاہ ہو پوری پوری پابندی کرتی ہو۔ بلکہ زمانہ موجودہ میں ہر ذات کے لوگوں نے اپنی اپنی ذات میں جد اجد اگوتر انتخاب کئے ہیں جس گوتر نے شادی بیاہ کے واسطے جو گوتر انتخاب کیا ہے وہ اوسی گوتر میں شادی بیاہ کرنا جایز سمجھتا ہے۔ اور غیر گوتر میں شادی بیاہ کرنے کو نا جایز تبلاتا ہے۔ برہمن کی قوم میں منجملہ ۱۸۸۶ گوتر کے سناڈہ اور کنوجیہ دو مشہور گوتر ہیں سناڈہ کے گوتر میں دو در گوتر ہیں ایک در گوتر کو ساڑھے تین گھر دوسرے کو دس گھر کہتے ہیں ساڑھے تین گھر والے دس گھر والی لڑکیوں کے ساتھہ بیاہ کرنا جایز سمجھتے ہیں لیکن اپنی لڑکیوں کا دس گھر والو کے ساتھہ بیاہ کرنا جایز نہیں سمجھتے تہوڑا زمانہ گذرا جب فرخ آباد میں سناڈہ اور کنوجیہ برہمن بلند شہر میں سناڈہ اور گوڑ برہمن ایک دوسرے کی لڑکیوں کے ساتھہ بیاہ کرتے تھے لیکن کچھہ زمانہ سے کنوجیہ اور گوڑ برہمن نے سناڈہ کی لڑکیوں کا اپنے لڑکوں کے ساتھہ بیاہ کرنا تو جایز رکھا لیکن اپنی لڑکیوں کا سناڈہ کے لڑکوں کے ساتھہ بیاہ کرنا ناجایز قرار دیا چہتری قوم کے لوگ لڑکا اور لڑکی کی شادی بیاہ کے واسطے علیحدہ علیحدہ گوتر کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں اس قاعدہ کے موافق۔ بڑہیلا گوتر گہنبسی اور بہیس کی لڑکیاں لتیا۔ امیٹھیا گوتر کو اپنی لڑکیاں دیتا ہے۔ اودہ کا چندیل گوتر۔ چوہان۔ گہروار۔ رکیوار۔ چند ٹہکری کی لڑکیاں لیتا اور گوڑ۔ سوم بنسی بنوار کو اپنی لڑکیاں دیتا ہے اعظم گڈہ کا چندربنسی گوتر۔ بسین۔ سکروار۔ نندوک۔ راٹہور۔ پلوار۔ گوتم۔ اوجینی۔

چندیل - بیس - سنگیل - اور میناگوتر کی لڑکیاں لیتا - اور گارگ منبی - رگھبنسی - سورج بنسی - چوہان گوتر کو اپنی لڑکیاں دیتا ہے - علیگڈھ میں گہلوٹ گوتر - کچھواہا - راٹھور - بارگوجر - سولنکھی - باچھل - جیس - جنگھارا - بندر گوتر کی لڑکیاں لیتا اور چوہان - بارگوجر - پنوار - تومار اور ڈھکرا گوتر کو اپنی لڑکیاں دیتا ہے -

اگرچہ برہمن چھتری اور ویش کہتے ہیں کہ شادی بیاہ کرنا گوتر کے اندر قطعی ناجائز ہے - لیکن ساکل دیپی برہمن اپنے گوتر کی لڑکی سے بیاہ کرنا جائز سمجھتے ہیں کالیتھ کی قوم کہتی ہے کہ صرف گوتر کی لڑکی سے بیاہ کرنا جائز غیر گوتر کی لڑکی سے قطعی ناجائز ہے ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں اس قوم کے لوگ اسی قاعدہ پر عمل کرتے ہیں سری باستب سری باستب کی لڑکی سے سکسینہ سکسینہ کی لڑکی سے گوڑ گوڑ کی لڑکی سے وغیرہ وغیرہ بیاہ کرتے ہیں عموماً اہل ہنود کہتے ہیں کہ دور دراز مقامات کی لڑکیوں سے بیاہ کرنا چاہیئے اس کے برعکس متھرا کے باشندے کہتے ہیں - ع

متھرا کی بیٹی گوکل کی گائے   کرم پھوٹے تو انت کو جائے

برہمو سماجی ماں - لڑکی - بہن - چچی - نانی اور ناتن کے علاوہ ہر عورت سے بیاہ کرنا جائز سمجھتے ہیں بہار کے لوگ کہتے ہیں ع چچیرا - ممیرا - پھوپھیرا - مسیرا - یہ چار ناتہ بچ کے شادی ہوتی ہے - مدراس ممالک متوسط برار - بمبئی - کرناٹک اور میسور کی بعض بعض قومیں بھانجی کے ساتھ ارناڈن کی قوم اپنی بڑی لڑکی کے ساتھ کہانڈ کی قوم اپنی خالہ یعنی ماں کی بہن کے ساتھ دھماتھا تا کی قوم سوتیلی ماں کے ساتھ کوڈیا کی قوم بیوہ ماں کے ساتھ بیاہ کرنا جائز سمجھتی ہے وام مارگی کی قوم کہتی ہے کہ کسی عورت کو نہ چھوڑنا چاہیئے خواہ اپنی لڑکی یا بہن یا ماں کیوں نہ ہو سب کے ساتھ جماع کرنا چاہیئے ع کرے کرائے کنبہ باڑھے - سنیاسی کہتے ہیں کہ سنیاسیوں کو بیاہ کرنا جایز نہیں (اگر ہر شخص اس قاعدہ پر عمل کرے تو دنیا کا خاتمہ ہو جائے) آریہ سماجی کہتے ہیں کہ مرتے دم تک

حاصل کرتی ہے لیکن اگر زائیدہ کی ماں کا کسی کے ساتھ بیاہ ہوجاتا ہے اوس وقت
یہ لڑکا نانا کے جایداد سے ترکہ نہیں حاصل کر سکتا۔ مدراس میں ودارم کے طریقے
کی بیاہی ہوئی بی بی شوہر کے مکان میں نہیں رہتی بلکہ اپنے باپ کے گھر رہ کر شوہر
سے قلیل رقم حاصل کرتی ہے اس بی بی سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اوس کو
اگر باپ اپنی اولاد نہیں تسلیم کرتا تو یہ اولاد اپنے نانا کا ترکہ حاصل کرتی ہے۔
آریہ سماج بیاہ کی آٹھہ قسمیں تبلاتی ہے۔ باہم رضامندی سے بیاہ ہونا۔ زیور
پہنا کر داماد کو لڑکی دینا۔ دولھا سے کچھ لیکر دولھا کو لڑکی دینا۔ دھرم کی ترقی
کے واسطے لڑکی دینا۔ دولھا دلہن کو کچھہ دے کر بیاہ کرنا۔ بے قاعدہ بے موقع
کسی وجہ سے مرد عورت کا بامرضی میل ہونا۔ جبراً یا فریب سے لڑکی حاصل کرنا
خفتہ یا شراب پی ہوئی لڑکی سے بالجبر ہم بستر ہونا۔ ان آٹھوں قسموں میں سے
جس قسم کا بھی بیاہ ہوگا وہ جایز ہوگا اور جو اولاد پیدا ہوگی وہ ترکہ حاصل کرے
گی لیکن تعزیرات ہند ساتویں اور آٹھویں قسم کا بیاہ کرنے والوں کو سزا دیتی ہے
جو سماج کے اس قاعدہ پر عمل کرتا ہے دعویٰ دائر ہونے پر قیدخانہ میں بھیجا جاتا ہے
زمانہ موجودہ میں پولنڈری طریقہ پنجاب کے کنیٹ۔ جاٹ۔ راجپوت۔ کشمیر کے
ٹھاکر اور میگہ ملابار ساحل کے صرف رذیل اقوام اور تبت کے تمام اقوام میں پایا
جاتا ہے اسلامی سلطنت کے زمانہ میں ٹیپو سلطان نے اپنا آخری فرمان ۱۷۸۸ء میں
جاری کیا جس میں ایک عورت کو دس شوہر بنانے کی ممانعت فرمائی برٹش عملداری
کے زمانہ میں مدراس ہائیکورٹ نے اعلان کیا کہ مروجہ دستور کے موافق مرد اور
عورت کا تعلق صحیح نہیں بلکہ زناکاری ہے اس وجہ سے کہ اس دستور کے موافق
عورت آزاد ہے جب چاہے شوہر تبدیل کرے اور خاندان میں رہکر مرضی
موافق اپنا شوہر انتخاب کرے ۱۸۹۶ء میں ایکٹ ۴ نافذ ہوا جس کی وجہ سے حق

وراثت قایم کرنے کے واسطے ہر شخص باقاعدہ بیاہ کرنے پر مجبور رہوا۔ ریاست شراونکور میں مردوں نے اولاد کی پرورش کرنا موقوف کردی تھی جس کی وجہ سے ریاست کو ایک نیا قانون نافذ کرنا پڑا جس میں ہر شخص کو اپنے اولاد کی پرورش ترک کرنا اور ایسی عورت کے ساتھ جس کا مذہبی طریقہ سے بیاہ ہوا ہو مباشرت کرنا جرم ٹھیرایا ۔ سنہ ۱۹۱۶ء میں شملہ کے تعلیم یافتہ جماعت نے پریوہنی سبھا قایم کرکے پولندری طریقہ کے بیاہ کو ناجایز قرار دیا اور اس طریقہ کے مسدود کرنے کا بیڑہ اوٹھایا۔

ممالک متحدہ میں عموماً کالیستہ برہمن چھتری اور ویش بیوہ عورتوں کا بیاہ کرنا جایز نہیں سمجھتے لیکن دیگر قومیں جایز سمجھکر بیواؤں کا دوسرا بیاہ کرتی ہیں دیگر اقوام کے مانند مدراس کی بعض بعض قومیں ممالک متوسط کے بنجارا ماروا‌ڑکے راجپوت پنجاب کی پہاڑی قومیں بروده اور اوڑلیہ کی جبلہ ذاتیں بیواؤں کا ازدواج مکرر نہایت آزادی سے کرتی ہیں کشمیر میں ٹھاکر قوم کی بیوہ عورتیں دوسرا بیاہ نہیں کرسکتیں لیکن اپنے متوفی شوہر کے مکان میں رہکر جس شخص سے چاہتی ہیں تعلق پیدا کرتی ہیں غیر کے نطفہ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اوس کو مرے ہوے شوہر کی قرار دیتی ہیں اور متوفی کے ملکیت کا جائز وارث بناتی ہیں۔

ممالک متحدہ کے کالیستہ برہمن چھتری اور ویش کہتے ہیں کہ خواہ کیسی ہی سخت ضرورت درپیش اسئے کوئی شخص اپنی بی بی سے قطع تعلق نہیں کرسکتا لیکن اس قاعدہ کے بالکل برعکس سادہ کی قوم اور تمام رذیل قومیں جب چاہتی ہیں اپنی عورتوں سے حسب ضرورت قطع تعلق کردیتی ہیں۔ برہما میں بدھ مذہب کی عورتیں اپنی شوہروں کو مفلس مریض اور نامرد ہونے کی علت میں اور شوہر اپنی بیبیوں کو آشناؤں سے ملاقات کرنے غیروں کے مکانوں میں جانے محنت اور اطاعت سے

سکونت اختیار کرتا ہے۔ اوس کے چھوٹے بھائیوں میں سے جو سب سے بڑے بھائی کی بی بی سے مانوس ہوتا ہے وہ سب سے بڑے بھائی کے شامل رہ کر اوس کے بی بی سے جماع کرتا ہے۔ اور جو سب سے بڑی بھاوج سے مانوس نہیں ہوتا وہ دوسرے بھائی کے شامل ہوکر اوس کی نئی بی بی سے مجامعت کرتا ہے۔ پنجاب میں پولنڈری طریقہ کا بیاہ کرنے والے دوہرا مکان بناتے ہیں اگلے حصہ میں تمام بھائی پچھلے حصہ میں صرف ایک بی بی رہتی ہے۔ ان بھائیوں میں سے جب کوئی بھائی مشمولہ بی بی کے پاس جاتا ہے وہ دروازہ پر اپنا جوتا یا ٹوپی اوتار کر رکھدیتا ہے تاکہ کوئی دوسرا شخص مکان کے اندر داخل ہونے کی جرارت نہ کرے جب مباشرت کرنے والا فارغ ہوجاتا ہے وہ جوتا یا ٹوپی کو جو اوس نے دروازہ پہ اوتار کر رکھدیا تھا اوٹھا لیتا ہے تاکہ دوسرے بھائیوں کو مباشرت کرنے کا موقع ملے۔ جو لوگ ملازمت یا تجارت کی غرض سے باہر جاتے ہیں وہ لوگ باری باری سے مسکن پہ آتے ہیں سب سے بڑا بھائی جو گھر میں موجود رہتا ہے وہ اپنی بی بی کو تہوڑی دیر کے واسطے تخلیہ میں جانے اور چھوٹے بھائی سے مباشرت کرانے کی اجازت دیتا ہے۔ اس بی بی کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے۔ وہ بڑے بھائی کی کہلاتی ہے۔ لیکن اولاد اپنے ماں کے شوہروں کی جس قدر زیادہ تعداد دیکھتا ہے اوسی قدر زیادہ ناز کرتا ہے اور ماں کے کل شوہروں کو اپنا باپ سمجھتا ہے بعض مقامات میں پہلا لڑکا بڑے بھائی کا دوسرا دوسرے بھائی کا تیسرا تیسرے بھائی کا چوتھا چوتھے بھائی کا مسلسل نامزد کیا جاتا ہے۔ خواہ کل بھائیوں نے بھاوج کے ساتھ مباشرت کی ہو یا نہ کی ہو بچہ کسی کے نطفہ سے پیدا ہوا ہو مگر لڑکا سلسلہ وار نامزد کیا جاتا ہے۔

نیلگری کے ٹوڈا ائر اور کرمبا اقوام میں جس شخص کے حقیقی بھائی نہیں ہوتے

اوس کے ماموں زاد، چچازاد، خالوزاد، پھوپھازاد بھائی بھاوج کے ساتھ جماع کرنے کے حقدار سمجھے جاتے ہیں۔ جب عورت حاملہ ہوتی ہے وہ اس امر کو طے کرتی ہے کہ حمل اوس کے شوہروں میں سے کس شوہر کے نطفہ سے قرار پایا ہے سنتھال کی قوم اپنی چھوٹی سالیوں کے ساتھ باری باری سے جماع کرتی ہے۔ کشمیر کے علاقہ بدر میں بڈھا آدمی جوان عورت کے ساتھ اس غرض سے بیاہ کرتا ہے کہ اوس کی بی بی اپنے بڈھے شوہر کیواسطے ایسی اولاد پیدا کرے اس جوان عورت کی اولاد جو نامعلوم شخص کے نطفہ سے پیدا ہوتی ہے بچنگا کہلاتی ہے۔ اگلے ہندو ففنن ایسے اولاد کو کنشت راجہ کہتے تھے۔ دارجیلنگ میں بہت سے لوگ جن کے درمیان میں کسی قسم کا رشتہ نہیں ہوتا مشمولہ بی بی رکھتے ہیں پنجاب میں بھی جن لوگوں کے بھائی نہیں ہوتے وہ غیر شخص کے شاملات میں بی بی رکھتے ہیں یہ لوگ ایک دوسرے کو دہرم بھائی کے نام سے پکارتے ہیں۔ نیپال میں نیوار قوم کی عورت جب چاہتی ہے بستر پر روانگی کی نشانی دو سپیاریاں رکھ کر چلی جاتی ہے۔ جس کو چاہتی ہے اپنا شوہر بناتی ہے اور اولاد پیدا کرتی ہے جب اس شوہر سے آزردہ خاطر ہوتی ہے۔ اپنی اولاد کو جو نئے شوہر کے نطفہ سے پیدا ہوتی ہو ساتھ لیکر اپنے پرانے شوہر کے مکان میں چلی جاتی ہے۔ آریہ سماج کہتی ہے کہ جب شوہر تکلیف دہندہ دایم المرض یا اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ ہو اوس وقت اوس کی عورت غیر مرد سے اولاد حاصل کرے اس قسم کے تعلقات کو نیوگ کہتے ہیں وواہ اور نیوگ میں فرق یہ ہے کہ بیاہے مرد اور عورت کا تعلق زندگی بھر رہتا ہے جو کسی طرح سے قطع نہیں ہوسکتا۔ مرد کو عورت کی کفالت اور عورت کو مرد کی خدمت کرنا پڑتی ہے۔ لیکن نیوگ والے مرد و عورت بجز مجامعت اور کچھ سروکار نہیں رکھ سکتے۔ کشمیر میں کشتوار قوم کی کنواری لڑکیاں بچہ جنتی ہیں جن کی پرورش نانا کرتا ہے اولاد ماموں زاد بھائیوں کے برابر ترکہ

اگر کوئی مرد برہمچاری رہے تو اچھا ہے لیکن عورت دس اولاد پیدا کرے (عجیب بات ہے) اسی بنا پر دیا نند سرستی نے اپنا بیاہ نہیں کیا بقیہ ہندو کہتے ہیں کہ بیاہ ضرور کرنا چاہیئے اس وجہ سے کہ مہابھارت کے آدپرب میں لکھا ہے کہ ایک برہمن بڑا بھاری پنڈت ودوان اپنا بیاہ نہیں کرتا تھا اتفاقاً اوس کا اوس کنواں کے پاس گذر ہوا جس میں اوس کے باپ دادے لٹکے تھے برہمن نے ان لٹکے ہوے لوگوں سے پوچھا تم کون ہو اور کس جرم کی یہ سزا بھگت رہے ہو لٹکے ہوے - برہمنوں نے جواب دیا کہ ہمارے ذاتی کرم ایسے تھے جو ہم کو بلا کھٹکے سرگ میں لیجاتے مگر ہم کو یہ سزا ہمارے بیٹے کے اس کرم کی وجہ سے ملی ہے کہ وہ اپنا بیاہ نہیں کرتا یہ کلام سُن کر ودوان برہمن نے فوراً اپنا بیاہ باسک ناگ کی بیٹی سے کرلیا اوس کے باپ دادے بیاہ ہوتے ہی کنواں سے نکل کر سرگ کو چلے گئے - منو کا قول ہے کہ جو برہمن چھتری اور ویش وید نہ پڑھے یجہ نہ کرے اور بیٹیا نہ حاصل کرے وہ نرک میں جاتا ہے نرک کا نام پت اور ترا کے معنی محافظ چونکہ بیٹیا باپ کو نرک سے بچاتا ہے اس لئے پتر کہلاتا ہے -

عام طور پر اہل ہنود کہتے ہیں کہ ایک بی بی کی موجودگی میں دوسرا بیاہ کرنا جایز نہیں - آریہ سماجی کہتے ہیں کہ تمام عمر میں صرف ایک مرتبہ بیاہ کرنا چاہئے لیکن اس کے برعکس راجہ دسرتھ کی تین رانیوں کا ہونا بھی تسلیم کرتے ہیں سوتیا ڈاہ کی کہاوتیں بھی بیان کرتے ہیں سے کاٹھ کی سوت بری ہوتی ہے سے مورا جیا نہ تپیاوی سوت کا پانوں ہلتا جاے بھوین ہار کی قوم کہتی ہے کہ عورتوں کی تعداد معین نہیں جس کا جس قدر جی چاہے وہ اوسقدر بیبیاں رکھے ۱۸۷۱ء میں کلکتہ سے بہودواہ شایع ہوا جس نے ظاہر کیا کہ ایک موضع میں چار شخص ایسے ہیں جن کے پاس ۶۵ - ۵۶ - ۵۵ - ۴۱ بیبیاں موجود ہیں ایک شخص جس کی عمر صرف بیس سال کی ہے سولہ بیبیاں رکھتا ہے - ۱۸۹۲ء میں

جگندر ونا تھ بھٹا چارجی نے تحریر کیا کہ اگلے زمانہ میں اعلیٰ درجہ کی کلین لوگ بلا وقت سو بیبیاں رکھ سکتے تھے اب تک لوگوں کے پاس اس کثرت سے بیبیاں موجود ہیں کہ اون کا نام پتہ اور سکونت تحریر کرنے کے لئے باقاعدہ اوارجہ رکھا جاتا ہے۔ کالیستہ کی قوم کہتی ہے کہ ایک عورت کا صرف ایک شوہر ہونا چاہیئے اس قوم کی اگر کوئی عورت بدچلنی کے جرم میں ماخوذ ہوتی ہے تو برادری کے لوگ اوس کو اور اوس کے تمام رشتہ داروں کو فوراً ذات سے نکال دیتے ہیں - بدچلن عورت کی دوسری شادی نہیں ہوسکتی اور نہ برادری کا کوئی شخص اوس کے یا اوس کے رشتہ دارون کے ساتھ کھانا کھا سکتا ہے اس قاعدہ کے بالکل برعکس ڈیرہ دون کے پرگنہ جون سار کی پہاڑی اقوام کا ہر وہ شخص جس کے بہت سے بھائی ہوتے ہیں صرف اپنا بیاہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آپس میں اتفاق قایم رکھنے اور زمین کو تقسیم نہ کرنے کی غرض سے تمام چھوٹے بھائیوں کو بھاوج پر اکتفا کرنا چاہیئے اس قسم کا بیاہ پلندری بیاہ کہلاتا ہے - جس کے ذریعہ سے ماں کے بطن کی کل اولاد یا شوہروں کی جماعت کے کل بیٹے ایک بی بی سے جماع کرنے کے مستحق سمجھے جاتے ہیں - اس قاعدہ کے موافق بڑے بھائی کے عدم موجودگی میں دوسرا دوسرے کی عدم موجودگی میں تیسرا تیسرے کی عدم موجودگی میں چوتھا اسی طرح سے مسلسل ہر ایک بھائی باری باری سے اپنی بھاوج کے ساتھ جماع کرتا ہے جس کو مکان میں موقع نہیں ملتا وہ کھیت میں اپنا مطلب پورا کرتا ہے جو اس امر پر رضامند نہیں ہوتا وہ اپنا علیحدہ بیاہ کرتا ہے - تبت اور بھوٹان میں سب سے بڑا بھائی اپنا بیاہ کرتا ہے جس کی بی بی سے اوس کے تمام چھوٹے بھائی باری باری سے جماع کرتے ہیں اگر ان میں سے کوئی اپنا علیحدہ بیاہ کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنا اصلی مکان جس میں اون کے تمام بھائی رہتے ہیں چھوڑ دیتا ہے اور دوسرے مکان میں

گریز کرنے یا بانجھ ہونے کی علت میں چھوڑ دیتے ہیں۔ برودھ جموں۔ ممالک متوسط میں مرد عورتوں سے عورتیں مردوں سے جب چاہتی ہیں قطع تعلق کر دیتی ہیں چتراول میں جادم راجپوت کی عورتیں اپنی زندگی میں دس شوہر تبدیل کرنے کا اختیار رکھتی ہیں چھتیس گڈھ میں جملہ اقوام اور آسام میں کہاسی قوم کی عورتیں خود مختار ہوتی ہیں جب چاہتی ہیں اپنا شوہر تبدیل کرتی ہیں۔

عام طور پر ممالک متحدہ میں تعلیم یافتہ اور شائستہ قومیں اپنی مستورات کو پردہ میں رکھتی نہیں لیکن حال میں ویدک دہرم کا از سر نو پرچار کرنے والوں نے اعلان کیا کہ ویدک دہرم میں مستورات کو پردہ میں رکھنے کی اجازت نہیں عورتوں کو پردہ کرنے کا طریقہ جو ہندوستان میں مروج ہے وہ اسلامی تعلیم کا نتیجہ ہے اہالیان دارجیلنگ نے اس تعلیم سے پورا پورا سبق حاصل کر کے رسم پردہ داری کو ایسا موقوف کر دیا گویا وہ لوگ اس رسم سے واقف ہی نہ تھے۔

برہمن اور چھتری جنیو پہنتے ہیں بقیہ قومیں نہیں پہنتیں لیکن تھوڑے زمانہ سے بہت سی قوموں نے جنیو کا پہنا شروع کر دیا۔ برہمن اور چھتری غیر ذات کے لوگوں کو جنیو پہنے ہوئے دیکھکر کڑھتے ہیں اور برطانوی حکومت کے خوف سے اس کا کچھہ انسداد نہیں کر سکتے۔ عموماً تمام ہندو سر پر چوٹی رکھتے ہیں بعض بہت بڑی بعض بہت چھوٹی بعض صرف برائے نام دو چار بال رکھتے ہیں۔ بعض بیکار سمجھکر بالکل نہیں رکھتے مرہٹہ کہتے ہیں کہ گائے کے کھر کے برابر سر پر چوٹی ہونا چاہئے عموماً تمام کالستھ برہمن چھتری اور ویش کان چھداتے ہیں ان کے علاوہ بہت سی قومیں کن چھیدن کرتی ہیں اور بہت سی نہیں کرتیں بعض بعض لوگ کان کے ساتھہ ناک بھی چھداتے ہیں۔ بعض ننگے مادرزاد رہتے ہیں بعض پتوں کے ذریعہ سے ستر پوشی کرتے ہیں بعض لنگوٹی باندہتے ہیں بعض دہوتی بعض پاجامہ اور تمام دیگر قسم کے

کپڑے پہنتے ہیں اگرچہ عموماً عورتوں اور مردوں کے لباس میں فرق ہوتا ہے لیکن کوشٹی قوم کی عورتیں مردانہ لباس پہنتی ہیں سدا سوہاگن پنتھ کے مرد زنانہ لباس پہنتے ہیں۔

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے شہروں کے رہنے والے کایستھ برہمن چھتری اور ویش وغیرہ تیلی دھوبی کوری چمار پاسی بھنگی وغیرہ کے جسم کو اور اون کی چھوئی ہوئی چیزوں کو چھونا روا نہیں رکھتے دیہات کے باشندے چھوت ذاتوں کے گلی کوچہ سے ہوکر نکلنا جائز نہیں سمجھتے مدراس کے بعض حصص میں اچھوت ذات کے لوگ چھوت ذات کے لوگوں کو اپنے قریب دس بارہ گز کے فاصلہ پر آنے کی اجازت نہیں دیتے اتفاق سے اگر کوئی شخص اون کے مقابل دس بارہ گز کے فاصلہ پر آجاتا ہے یا ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا باشندہ چھوت ذات کے لوگوں کے جسم کو یا اون کی چھوئی ہوئی چیزوں کو چھولیتا ہے یا اگر کوئی دیہاتی اون کے گلی کوچہ سے ہوکر نکلتا ہے۔ فوراً اپنے مکان پر پہنچ کر نہاتا ہے اور کپڑے بدلتا ہے محض اس بنا پر کہ یہ لوگ نجس ہیں ان کے جسم کو یا ان کی چھوئی ہوئی چیزوں کو چھونے سے اور ان کے جسم میں سرایت کی ہوئی ہوا کو محسوس کرنے سے جسم اور کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے لیکن اس کے بالکل برعکس ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کا کوئی شہر ہو یا قریہ مدراس کا کوئی گوشہ ہو یا ہندوستان کا کوئی خطہ عموماً ہر جگہ کے باشندے ریلوے اسٹیشن کے ٹکٹ گھروں ٹرین کے کمپارٹمنٹوں تھیٹر کے درجوں قید خانوں کے وارڈوں سرکاری دفاتر کے کمروں گنگا اشنان کے میلوں شہر کے بازاروں تنہائی کے گوشوں میں چھوت چھات کا کچھ خیال نہیں کرتے تمام ذات کے لوگ ہر ذات کے لوگوں کو چھوتے ہیں چمار پاسی وغیرہ کا ماڑا ہوا غلہ بنایا ہوا گڑ اور شکر تیلی کا نکالا ہوا تیل کوری کا بنایا ہوا

کپڑا خرید کرتے ہیں دھوبی کا دھویا ہوا لباس پہنتے ہیں طازمان فوج اور پولیس سرکاری وردی کو شفاخانہ کے مریض سرکاری بستر کو جو ہر ذات کا استعمال کیا ہوا ہوتا ہے۔ استعمال کرتے ہیں کسی ذات کے جسم کو یا اون کی چھوئی ہوئی چیزوں کو چھونے سے یا اون کے جسم میں سرایت کی ہوئی ہوا کو محسوس کرنے سے نہ تو ناپاک ہوتے ہیں اور نہ لباس بدلتے ہیں۔ اگرچہ ہندو دھرم کی پشتکیں طہارت کے قواعد نہانے سے عاجز ہیں لیکن عام طور پر اہل ہنود روزانہ کھانا کھانے سے قبل نہاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہانے کے بعد کھانا کھانے سے زیادہ کھانا کھایا جاتا ہے دیگر صوبہ جات کے باشندے خاصکر اون مقامات کے لوگ جہاں سردی بہت زیادہ ہوتی ہے بغیر نہائے ہوے کھانا کھانا جایز سمجھتے ہیں جو لوگ بغیر نہائے کھانا کھانا جایز نہیں سمجھتے وہ لوگ بغیر منہ دھوے ہوے تمباکو اور دوا کھانا حقہ پینا جایز سمجھتے ہیں۔ عموماً تمام اہل ہنود صرف کھانا کھانے کے قبل اور چھوت ذات کے لوگوں کو چھونے پر نہانا ضروری سمجھتے ہیں بجز ان دو صورتوں کے اور کسی صورت میں نہانے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

عام طور پر تمام اہل ہنود اجنبی شخص کو دیکھکر اوس کی ذات کا معلوم کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ اندازہ کر سکیں کہ اوس کے ہاتھ کا پانی اور اوس کا جسم چھونے کے قابل ہے یا نہیں کوئی شخص کسی کا عقیدہ دریافت کرنے کی مطلق ضرورت نہیں سمجھتا عموماً چھوت ذات کے لوگ کنوے سے پانی بھرنے نہیں پاتے اچھوت ذات کے لوگ ہر شخص کو چھوتے پانی پلاتے ہیں اور جو پانی لوٹے میں بچ رہتا ہے اوس کو ناپاک سمجھکر پھینک دیتے ہیں صرف پھینکنے پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ لوٹے کو مٹی سے مل کر پانی سے دھونے کے بعد قابل استعمال سمجھتے ہیں لیکن برعکس اس کے ہر ذات کے لوگ اسٹیشنوں میں ایک ہی نل کا پانی پیتا اور ایک گلاس سے دوا یا الکحل ایک بوتل سے لیمنڈ اور سوڈا واٹر پیتے ہیں مگر سنگدیس کو برداشت کے لوگ نہاتے ہیں

کھاتے ہیں دودھ دہی گھی تیل شہد وغیرہ ہر ذات کا چھوا ہوا استعمال کرتے ہیں
غذا کی تمام چیزوں کو جو پکا کر تیار کیجاتی ہیں دو حصوں میں منقسم کرتے ہیں ایک حصہ
کو پکی دوسرے کو کچی کہتے ہیں روغن کے بلا آمیزش پکایا ہوا کھانا کچی اور روغن کی آمیزش سے
پکایا ہوا کھانا پکی کہلاتا ہے لیکن اس قاعدہ کے برعکس چاول اور دال اگرچہ روغن کی آمیزش سے
پکائی جاوے کچی گوشت ترکاری اگرچہ بلا روغن پکائی جاوے پکی کہلاتی ہے اکثر اضلاع ممالک
متحدہ آگرہ و اودھ میں دھان کو ادبال کر سکھلانے کے بعد کوٹتے ہیں جو چاول نکلتے ہیں
اون کا شمار نہ تو کچی میں کرتے ہیں اور نہ پکی میں ممالک متحدہ کی قریب قریب تمام
اچھوت قومیں کچی ننگے بدن اور پکی کپڑے پہن کر کھانا جائز سمجھتی ہیں۔ لیکن جو
لوگ کچی کپڑے پہن کر کھانا ناجائز سمجھتے ہیں روزمرہ دہوتی پہن کر شادی بیاہ
میں بچھائی پر بیٹھ کر جو کپڑے کی ہوتی ہے کھاتے ہیں۔ نوشہ اور شہبالا کو تمام
کپڑے سر سے پانوں تک پہنا کر اپنے ساتھ کھلاتے ہیں۔ اچھوت ذات کے لوگ
ہوں یا چھوت ہر دو ذات کے لوگ کسی شخص کے ساتھ ایک برتن میں کھانا نہیں کھاتے
ذات کا ہر شخص علیحدہ علیحدہ کھانا کھاتا ہے ہر ذات کے لوگ کچی اپنے گوتر کی اور
پکی تمام اپنے ذات کے لوگوں کی پکائی ہوئی کھاتے ہیں سنیاسی اپنے ہاتھ کی پکائی
ہوئی نہیں کھاتے یہ لوگ جہاں تک ممکن ہوتا ہے۔ برہمن یا چھتری کا پکایا ہوا کھانا
کھاتے ہیں لیکن جب ان ذاتوں کے لوگ دستیاب نہیں ہوتے ہر ذات کا پکایا ہوا
کھاتے ہیں برم ہنس کسی وقت کسی قوم کو مخصوص نہیں کرتے جب اون کو کوئی شخص
خواہ کسی مذہب و ملت کا ہو کھلا دیتا ہے کھالیتے ہیں۔ ہندو اور جینی مت کے اگروالے
ایک دوسرے کے ساتھ ازدواج کرنا جائز لیکن کھانا کھانا ناجائز سمجھتے ہیں اون
کی لڑکیاں جب بیاہ کر دولہا کے گھر جاتی ہیں کنبہ کے لوگ اون کو برادری
میں شامل کر لیتے ہیں اس وقت سے رخصت ہوکر جب اپنے والدین کے مکان پر

جاتی ہیں اپنا کھانا علیحدہ پکا کر کھاتی ہیں قریب قریب تمام اچھوت قومیں حلوائی کی پکائی ہوئی پکی کھاتی ہیں لیکن کنوجیہ برہمن حلوائی کی پکائی ہوئی صرف وہ چیزیں کھاتے ہیں جن میں دودھ یا کھویا کا زیادہ حصہ شامل ہوتا ہو یہ لوگ کچی اپنے تمام گوتر کی پکائی ہوئی نہیں کھاتے اور کہتے ہیں کہ تین کنوجیہ تیرہ چولھا جس کا مطلب یہ ہے کہ کنوجیہ برہمن اپنے قریبی رشتہ دار کا بھی پکایا ہوا کھانا نہیں کھا سکتے ۔ کایستھ ۔ چھتری اور ویش کی قومیں برہمنوں کی پکائی ہوئی کچی کھاتی ہیں لیکن ہر برہمن کی پکائی ہوئی نہیں کھاتیں ہر خطہ زمین کے لوگوں نے اس مقصد کے واسطے جدا جدا گوتر مقرر کیے ہیں الہ آباد کے قسمت کے لوگ کنوجیہ برہمن کا روہیلکھنڈ کی قسمت کے لوگ سناڈہ برہمن کا پکایا ہوا کھانا کھاتے ہیں اکثر اضلاع کی اچھوت قومیں چمار ۔ پاسی دوسادھ وغیرہ برہمنوں کا پکایا ہوا کھانا نہیں کھاتیں ۔ بھنگی کی ذات میں بھی مثل دیگر اقوام کے بہت سے گوتر ہیں جو بالمیکی ۔ دھانک ۔ ہری ۔ ہیلا ۔ راوت وغیرہ کے نام سے مشہور ہیں ہر گوتر کا بھنگی یہودیوں ۔ پارسیوں ۔ عیسائیوں ۔ مسلمانوں اور تمام اقوام ہنود کا جھوٹا کھانا کھاتا ہے ۔ لیکن ایک گوتر کا بھنگی دوسرے گوتر کے بھنگی کے ساتھ نہیں کھاتا ۔ اور فخر کرتا ہے کہ فلاں گوتر کا بھنگی مجھ سے ذات میں کم ہے میں اس کے ساتھ کھانا نہیں کھا سکتا ۔ جس طرح پر ایک بھنگی دوسرے گوتر کے بھنگی کے ساتھ کھانا نہیں کھاتا اسی طرح پر ہندو دھرم کے قریب قریب ہر ذات کے لوگ غیر گوتر کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ کر کھانا نہیں کھاتے ۔ قوم کایستھ باوجود اس کے کہ جملہ اقوام ہنود سے زیادہ شائستہ اور تعلیم یافتہ ہے مگر اس قوم کے لوگ بھی غیر گوتر کے ساتھ کچی کھانا روا نہیں رکھتے پکی کھاتے ہیں ایک حقہ نہیں پیتے ۔ لیکن ایک تازہ [illegible] میں پنجاب اور کشمیر [illegible] سے کوئی اور [illegible]

قومیں ایک دوسرے کے ساتھ کہانا کہاتی ہیں اور ایک دوسری قوم کا ہاتھ پیتی ہیں جگنا تھ میں تمام ذاتیں ایک دوسری ذات کا چہوا ہوا کہانا یا کسی قومی تخصیص کے کہاتی ہیں۔ کوئی ذات کسی ذات سے پرہیز نہیں کرتی جاٹ اور گوجر کہتے ہیں کہ ہکا تھکا برکینی گوجر اور جاٹ۔ ان میں اٹک کہا جگنا تہہ کا بہات جس کا مطلب یہ ہے کہ گوجر اور جاٹ ایک ذات ہیں جیسے جگنا تہہ کا بہات جس کو عام طور پہ ہر ذات کے لوگ کہا سکتے ہیں۔ جگنا تہ کے علاوہ جملہ اقوام کے قیدی قیدخانوں میں قومی۔ بہا بنگلوں اور کلب گہروں میں جنٹلمین ریلوے ہوٹلوں میں طلبا غیرہ لایتوں میں سپاہی لڑائی کے میدانوں میں ہر ذات کا چہوا ہوا کہاتے ہیں۔

برہمن۔ بھنگ۔ سادہو چرس اور گانجہ۔ کالستہ شراب۔ کثرت سے پیتے ہیں لیکن ہر قوم کے تعلیم یافتہ اور شایستہ لوگ ہر قسم کی منشیات کا استعمال کرنا اچہا نہیں سمجہتے برہمنوں کا بعض گوتر شراب کا استعمال کرنا قطعی ناجائز لیکن بعض گوتر جائز بتلاکر اپنے کلام کی تائید میں کہتا ہے۔

نہ ماس بھکشینے دوشونہ مدیہ چہ میتہنے پروِرتریشا بہوتا نام نہ ورتر۔ ستوپھلا

یعنی نہ گوشت کہانے میں عیب ہے نہ شراب پینے میں نہ عورت سے ہم بستر ہونے میں یہ سب جانداروں کا برتاوا ہے اگرچہ ترک کرنے میں بڑا پہل ہے (منوسمرتی ادہیا ۵۔ اشلوک ۵۶)

برہمن فصل کی پیداوار میں سے لہسن۔ پیاز۔ مولی وغیرہ یعنی ایسی چیزیں جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہیں نہیں کہاتے لیکن بقیہ قومیں کہاتی ہیں جینی یا سراوگی گوشت قطعی نہیں کہاتے۔ برہمنوں کا بعض گوتر گوشت کہاتا ہے بعض نہیں کہاتا بقیہ ذاتوں میں سے ہر ذات کے بعض لوگ کہاتے ہیں بعض

نہیں کہاتے نہ کہانے والے بہگت کہلاتے ہیں عموماً ممالک متحدہ کے ہندو گاے کا
گوشت قطعی نہیں کہاتے لیکن بعض قومیں مثلاً کروا مسہر بسپھوڑ دہکار
ڈوم بہنگی وغیرہ وغیرہ کہاتے ہیں بنگال بہار اور اوڑلیسہ کی بہت سی ذاتیں ممالک
متوسط اور بہار کی فیصدی چالیس ہندو آبادی افغانستان اور بلوچستان کی کل
ہندو ذاتیں گاے کا گوشت جایز سمجھکر علانیہ کہاتی ہیں ممالک متحدہ آگرہ واودہ میں
ہر ذات کے لوگوں میں مختلف جانوروں کا گوشت مستعمل ہوتا ہے جس جانور کا گوشت
ایک ذات کے لوگ ناجایز سمجھکر نہیں کہاتے اوسی جانور کا گوشت دوسرے گوتر یا ذات
کے لوگ جایز سمجھکر کہاتے ہیں سری واستب کایستہ مرغ کا گوشت اور انڈا کہانا جایز
نہیں سمجھتے سکسینہ کایستہ جایز سمجھکر کہاتے ہیں عام طور پر کایستہ بہیڑ کا گوشت ناجایز
قرار دیتے ہیں۔ لیکن راجپوت۔ گوجر۔ اہیر بہیب۔ گونڈ وغیرہ جایز سمجھکر
کہاتے ہیں۔ بلیا غازیپور کے ٹہاکر بہوئیں ہار سیہی اور چوہے کا گوشت کہاتے ہیں
اگہوڑ ہی مرے ہوے انسانوں اور تمام مردار جانوروں کا گوشت غلیظ نجس
ناپاک چیزیں کہاتے ہیں جزیرہ اندمان کے قدیم باشندے اگرچہ عاملان دولت
برطانیہ کے خوف سے انسان کا گوشت نہیں کہاتے لیکن انسانوں کی ہڈیوں
کو زیلور زیور اور کہوپڑی کو بطور ڈہال استعمال کرتے ہیں جب کوئی شخص مرجاتا
ہے۔ یہ لوگ گڑہا کہود کر اوس کو دبا دیتے ہیں تین مہینہ کے بعد جب گوشت
پوست سڑ کر گل جاتا ہے۔ ہڈیاں نکالتے ہیں اور متوفی کے ورثا کو حصہ رسدی
تقسیم کرتے ہیں کہوپڑی بیوہ عورت کا حصہ قرار دی جاتی ہے

ہندو دہرم کے رو سے کہانا کہانے کی کوئی حد مقرر نہیں ہر ذات
کے لوگ زیادہ کہانا کہانے کی کوشش کرتے ہیں اور
اسی واسطے کہانا کہانے سے قبل نہاتے ہیں برہمن نہانے

ویش کا دہرم ہے کہ دان دے اور تجارت کرے شودر کا دہرم ہے کہ برہمن چہتری اور ویش کی خدمت کرے ہر ذات کا شخص صرف اپنے دہرم کے موافق کرم کرنے سے مکتی پا سکتا ہے اگر کوئی شخص اپنے دہرم کا کرم نہ کرے تو اوس کو مکتی نہیں مل سکتی یعنی اگر برہمن وید نہ پڑھے نہ پڑھائے نہ دان دے نہ دان لے نہ جگ کرے نہ کرائے چہتری نہ دان دے نہ میدان جنگ میں لڑکر اپنا خون بہائے ویش نہ دان دے اور نہ تجارت کرے شودر برہمن چہتری اور ویش کی خدمت نہ کرے۔ تو اوسکو مکتی نہیں مل سکتی لیکن زمانہ موجودہ کے برہمن چہتری اور ویش تینوں ذات کے لوگ اپنے اپنے دہرم سے دست بردار ہوکر زمینداری کاشتکاری دستکاری تجارت اور ملازمت وغیرہ کا پیشہ کرتے ہیں۔ کوئی شخص دہرم کی مطلق پرواہ نہیں کرتا دہرم شاستر کی رو سے برہمنوں کو تجارت کرنے کی سخت ممانعت ہے لیکن بوہرا برہمن تجارت کرتے ہیں اور خاصکر تجارت کے واسطے مشہور ہیں شودر کی قوم ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں بالکل نہیں آسام میں جہاں یہ قوم کثرت سے آباد ہے مالدار ہونے کی وجہ سے بجائے اس کے کہ وہ برہمن چہتری اور ویش کی خدمت کرے بلا کسی خاص تفریق کے ہر ذات کے لوگوں کو اپنی ملازمت میں رکھتی ہے۔

بعض ہندو عبادت خانہ نہیں بناتے بعض بناتے ہیں ہر پنتھہ کے لوگوں کا عبادت خانہ ایک جدا نمونہ رکھتا ہے۔ اور مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے شیوی اپنے عبادت خانہ کو شوالہ۔ شاکتی۔ دیوالہ۔ کرشن کے پوجنے والے۔ ٹہاکردوارہ نانک پنتھی۔ گردوارہ۔ کبیر پنتھی۔ کبیر چورا۔ سماجی۔ سماج کا مندر وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں۔ شوالہ میں شیو کی۔ دیوالہ میں دیبی کی۔ ٹہاکردوارہ میں بالا گوپال رادھا کرشن کی۔ جینی کے مندر میں مہابیر یا پرسوا ناتھ اور چوبیس جیناؤں کی

مورتیں گردوارہ میں گرنتھ کی کتاب رکھی جاتی ہے۔ آریہ سماج کے مندر میں دیانند سرستی کا فوٹو آویزاں کیا جاتا ہے۔ وشنوی کوئی مندر نہیں بناتے اس وجہ سے کہ اس مت کے لوگ مورتی پوجا کی مذمت کرتے ہیں بعض ہندو آبادی کے باہر کسی درخت کے نیچے چبوترہ بناتے ہیں۔ بعض کسی درخت کو بعض کسی چٹان کو پوجتے ہیں کوئی ہری ہر چھتر کو کوئی گڈھ مکٹیشر کو۔ کوئی گگور اکو کوئی پراگ کو۔ کوئی ہردوار کو۔ کوئی کاشی بنارس کو۔ کوئی پشکر کیکوئی اجودھیا کو۔ کوئی جگنا تھ کو کوئی بیجنا تھ کو کوئی بدری ناتھ کو۔ کوئی پارسنا تھ کو۔ کوئی مہابلیشر کو۔ کوئی سخی سرور کو۔ کوئی امرتسر کو۔ کوئی دوارکا کو۔ کوئی ہندھیا چل کو۔ کوئی سوروں کیکوئی کہیں کو۔ کوئی کہیں کو۔ تیرتھ جاترا کی غرض سے جاتا ہے اور انہیں مقامات کو اپنا معبد سمجھتا ہے۔

عام طور پر اہل ہنود کہتے ہیں کہ پیدا کرنے والے کی عبادت کرنے کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں جس کا جس طرح سے جی چاہے۔ اوس کی اوسی طرح سے عبادت کرے وہ ہر طرح کی ریاضت کو قبول کرتا ہے لیکن جو ریاضت سب سے زیادہ مشکل ہوتی ہے۔ اوس کو بہت زیادہ پسند کرتا ہے اس قاعدہ کو ملحوظ رکھکر پرم ہنس مثل نوزائیدہ بچہ کے دوسرے لوگوں کے ہاتھوں میں رہنا اگر کوئی کھلادے تو کہا لینا کوئی کپڑا پہنادے پہن لینا بالکل چپ چاپ رہنا اپنے خواہشات اور ضروریات کا کسی پر اظہار نہ کرنا۔ اگھوری تمام نجس، ناپاک چیزوں کو جو جسم سے خارج ہوں منہ کے ذریعہ سے دوبارہ جسم میں داخل کرنا یعنی۔ رینٹھ۔ کھنکھار۔ براز وغیرہ کھانا پیشاب۔ پیپ۔ خون وغیرہ پینا۔ ناگا رات دن ننگے مادر زاد رہنا خواہ کیسی ہی سخت سے سخت سردی پڑے کپڑوں کا استعمال نہ کرنا۔ ٹھاڑے سری درختوں میں جھولا کے سہارے سے ٹنگے رہنا بعض سادہو اپنے ایک ہاتھ کو بعض دونوں

ہاتھوں کو آسمان کی طرف اوٹھاکر ہمیشہ کے واسطے بیکار کر دینا۔ بعض عضو تناسل کو نکما کرنا بعض سر اور شرمگاہ کے بالوں کو بعض ناخونوں کو بڑھانا بعض آدھا جسم زمین میں گاڑنا بعض لوہے کی سلاخوں پر بیٹھنا بعض منہ پر پتھر رکھنا بعض سمادہ لینا یعنی زندہ زمین میں دفن ہونا پسند کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ معبود حقیقی کو رضامند کرنے کے یہ عمدہ ذرایع ہیں۔ چونکہ اس قسم کے جملہ امور منشار الہی کے خلاف تھے اس وجہ سے قدرت کی طرف سے اون کو جواب ملا کہ نہیں نہیں ایسا مت کرو اپنے جسم وجان کو ہلاکت میں نہ ڈالو جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل ہنود کے دلوں میں خود بخود اس قسم کی بیہودہ باتوں سے نفرت پیدا ہوگئی عام طور پر لوگ اپنے جسم وجان کو ہلاکت میں ڈالنے سے بیزار ہوگئے محض معدودے چند لوگ اس بلا میں مبتلا رہ گئے۔ بعض ہندو صرف دودھ پر بعض صرف پھل پر بعض مقررہ اشیاء خوردنی پر ہمیشہ بسر اوقات کرنا بعض کسی خاص چیز کا استعمال نہ کرنا بعض تہوار کے دن گنگا اشنان کرنا بعض درختوں کے نیچے یا مورتوں کے سامنے جانوروں کو بھینٹ چڑھانا بعض کنس لیلا بعض رام لیلا بعض رس کا ناچ دیکھنا دیوالی میں تمام رات جوا کھیلنا ہولی میں ارارا کبیر سرارا کبیر کہنا گالیاں بکنا بعض جاترا کرنا بعض پکرما کرنا بعض روزانہ درگا کا پاٹ بعض کالی کا پاٹ کرنا بعض سنکٹ موچن یا رامائن پڑھنا بعض سال میں دو ایک مرتبہ ست نراین کی کتھا یا بھاگوت گیتا کا سن لینا مکتی حاصل کرنے کے واسطے کافی ذریعہ سمجھتے ہیں۔ بعض گائے کو پوجتے ہیں اور اوس کا پیشاب بہتر سمجھکر روزانہ پیتے ہیں ان لوگوں سے اگر اتفاقیہ گائے مر جاتی ہے تو ان کے سر پر گئو ہتیا سوار ہوجاتی ہے یہ لوگ اپنا منہ لپیٹ کر ایک خاص قسم کی اواز بناکر بھیک مانگتے ہوئے ہتیا دور کرنے کی غرض سے تیرتھ کو جاتے ہیں اور وہاں برہمنوں کو دان دیتے ہیں لیکن جبا۔ گائے کو زہر دیکر مار ڈالتے ہیں قسمت بناکر

کے چلا زندہ گاے کا چمڑا اوتارنے کے جرم میں اکثر ماخوذ ہوتے ہیں ان لوگوں
کے سر پہ فقط گئو ہتیا سوار ہوتی ہے اور نہ یہ لوگ ہتیا ہرن جانتے ہیں سوہر شاستر
کے تیسرے باب کے تیسرے اشلوک میں لکھا ہے کہ جب برہمن فارغ التحصیل ہو کر گرہستی
اختیار کرے تو اوس کا اوستاد یا باپ گاے مار کر اوس کے خون سے مدہوپرک
بنا کر اوس کی پوجا کرے ظاہر ہے کہ لوگ اس قاعدہ کے موافق عمل کرتے رہے
ہونگے اور اون کے سر پہ گئو ہتیا سوار ہوتی رہی ہوگی دام مارگی دہرم کے مرد عورتوں
کو اور اون کی عورتیں مردوں کو پرستش کرنے کی غرض سے برہنہ کرتی ہیں اون کا اچاریہ
شراب کا پیالہ لیکر کہتا ہے کہ بھیرو اہم شیو اہم یعنی میں شیو ہوں یہ کہکر اچاریہ ایک گھونٹ
پی کر شراب کا پیالہ حاضرین مجلس کو دیتا ہے تمام لوگ تھوڑا تھوڑا پی کر ایک دوسرے کے
عضو مخصوص کو پوجتے ہیں مست ہو کر مجامعت کرتے ہیں اور کہتے ہیں - کہ مرد شیو ہے اور عورت
پاربتی ہے شیوی برہمن شیو کے آلہ تناسل اور پاربتی کے عضو مخصوص کی شکل بنا کر
شیوالہ میں رکھتے ہیں اور اون کو پوجتے ہیں بہت سے درخت کی بھی پوجا کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ بر درخت شیو کو اور تمام دیوتاؤں کو پیارا ہے اس کے ہر پتا میں دیوتا بستا ہے
وشنوی وشنو کی پوجا کرتے ہیں اوس کے عزیز درخت تلسی کو اپنے مکانوں میں لگاتے
اور اوس کی بھی پوجا کرتے ہیں - کایستہ اپنے مورث اعلیٰ چترگپت کی سال میں دو مرتبہ
پوجا کرتے ہیں جہاں چترگپت کا مندر ہوتا ہے وہاں برہمن پوجاری رہتے ہیں جو روزانہ چترگپت کے
مورت کی پوجا کرتے ہیں نانک پنتھ کے منہ دیکھتے ہیں کہ کسی ایسے دیوتا کی پوجا کرنا جس کو ہم نہیں دیکھ سکتے
بیکار ہے یہ لوگ اپنے گرو کو پوجتے ہیں نانک شاہی کسی کو نہیں پوجتے روزانہ ۲۸ پوڑیاں
پڑھتے ہیں ان ۲۸ پوڑیوں میں سے جو نہایت ضروری پوڑی ہے وہ یہ ہے
ست نام کرتا پرکھ نربھو نرویر اکال مورت اجونی سیبھم گرپرشاد جپ آدی سچ جگادی سچ ہے
بھی سچ نانک ہوسی بھی سچ کبیر پنتھی صبح شام مختلف سندھیائیں پڑھتے ہیں صبح کے وقت

سندھیا کرنے میں یہ پڑھتے ہیں ؎

کبیر دن دونی دوبشیا ۔ مہارملامت لیکہا ۔ تم رنضنیت پہییا ۔ تم بہا کا پکہ نہیں پہیرا
تم چلو کون کی چال ۔ تم رسون کرن کی آل ۔ تم سر بھگی ۔ مہر میں تم کو دار نہ پار
سکل نرنتر تم ہو تمہارے گہر گن بہیر ۔ کہا ئی کہا لک جہہ نہیں یون گر کہیں کبیر
ستیا نام کی ارتی نرمل بہیا شریر ۔ دہرم داس لوکے چاہئے گرد بہان کبیر

شام کے وقت یہ پڑھتے ہیں

سانجہ بہئی دن اٹہا سے جہکئی دنیا ردے ۔ چل بکہوا دہی دیس وان جہاں دیس بیدہی کہ
ربن کی پہیری جہکئی دیا ملے پیہ بہال ۔ جو جن پہیری نام کی پاوے دیوس نہیں رات
نیت بہونکر بہوری کی سنو گرو کرپا نہال ۔ دیا گری بندگی سماتا سہبل کرار ۔
ایسے گہنے پہکتا کی اسے بہگتی سرنگار ۔ کیول نام کیول گرو بالا بیر کبیر ۔

آریہ سماجی کہتے ہیں کہ گایتری منتر پڑھنا چاہئے ؎ اوم بہور بہوہ سوہ تت سوتیر ورنیم بہرگو دیوس دہی مہی دہیو یونہ پرچودیات ۔ اریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب اس منتر کا ترجمہ کرتی ہے کہ اے پرمیشور سچدانند ۔ ایا پاک علیم غیر پیدا شدہ غیر مفید بے عیب غیر مبدل ضابطہ القلوب سب کا سہارا مالک کائنات سب دنیا کا پیدا کنندہ قدیم سب کی پرورش کرنے والا محیط کل بحر ابجیات رحمت انجہہ پیدا کنندہ اور راحت بخشندہ نور فضل غایب ہے اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ سنسکرت کا ترجمہ کرنے میں عربی کے الفاظ استعمال کرنے کی کیا خاص ضرورت درپیش آئی) اس صنعت کے بالکل برعکس دیانند سرستی یجر وید کے پانچویں باب کے چھتیسویں منتر کا ترجمہ کرتا ہے کہ اے پرمیشور آپ دکہہ شکہ کو سہنے اور سہارنے والے ہیں چہتیسویں منتر کا ترجمہ کرتا ہے کہ اے اہل ثروت احسان سے ملے ہوئے اور دشمن کو رولانے والی فوج سے میری پرورش کرو جیسے علم والے سب کو سکہہ دیتے ہیں ویسے ہی مجھے خوش رکہو

سے بھر دو اور پہلو میں رکھ اس مت کر دیں آپ کو بار بار نمسکار کرتا ہوں رگ وید کے ستائیسویں باب کے تیسرے منتر کا ترجمہ کرتا ہے کہ اے اگنی یہ جن لوگ تیری تعریف کرتے ہیں تا کہ تو خوش ہو جاوے دشمنوں کو مار اسے عزت نہ کرنے والے اپنے گھر میں جائیں اور ہم کو بھی جگا۔

ستیارتھ پرکاش مصنفہ دیانند سرسوتی کہتی ہے کہ سندھیا صرف صبح اور شام دو ہی وقت کرنا چاہیے کیونکہ رات اور دن کے ملاپ کے صرف دو ہی وقت ہوتے ہیں یہ تعلیم صاف بتلاتی ہے کہ صرف سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت جس کا زمانہ بہت قلیل ہوتا ہے سندھیا کرنا چاہیے۔ ان دو وقتوں کے علاوہ اور کسی وقت نہ کرنا چاہیے اس کے برعکس سنسکار ودھی کہتی ہے۔ کہ گھڑی دو گھڑی دن چڑھنے کے بعد سندھیا اوپاسن کرنا چاہیے سندھیا پیتی مولفہ رام ۲ تھ کہتی ہے کہ چار گھڑی کے تڑکے ضروری حاجتوں سے فارغ ہو کر بدن پر تیل ملے ڈنڈ بیٹھکیں بیٹھ پھر جنگل میں جا کر سندھیا پڑھے۔ سنسکار ودھی کوس ڈیڑھ کوس منزل طے کرنے کا حکم دیتی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ مریض جو سفر نہیں کر سکتا مسافر جو ریل پر سوار ہے نہیں اتر نہیں سکتا جو شخص بمبئی ایسے بڑے شہر میں آباد ہو جہاں پہنچ مکان سے کوس ڈیڑھ کوس مسافت طے کرنے پر بھی جنگل نہیں پہنچ سکتا ملازم جو اپنے فرائض منصبی انجام دینے کی وجہ سے اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا قیدی جو قید خانہ میں قید ہے۔ ان میں کوئی سندھیا نہیں کر سکتا سندھیا صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو بالکل آزاد و جنگل یا جنگل کے قریب رہتا ہو لیکن اگر تمام ہندو اس پر عملدرآمد کریں تو جنگل کا دستیاب ہونا ہی مشکل ہو جاوے اس وجہ سے کہ ہر شخص جب بستی چھوڑ کر کوس ڈیڑھ کوس پر سندھیا کرنے کے واسطے جنگل جاوے گا تو وہ بھی مقام آباد ہو جاوے گا اور جنگل نہ رہے گا۔

بعض لوگ سندھیا اس طرح پر کرتے ہیں کہ ہاتھ میں پانی لیکر اوم امر تو پس ترن
میں سوا ہا منتر پڑھ کر چند قطرے پانی کے حلق سے نیچے اوتارتے ہیں پھر دوبارہ
وہ ہی منتر پڑھکر چند قطرے پانی کے حلق سے نیچے اوتارتے ہیں پھر دوسرا منتر
اوم ستیم یشا شریہ متی شریہ شری نام سواہا۔ کہہ کر چند قطرے پانی کے حلق
سے اوتارتے ہیں پھر دونوں ہاتھ دہو کر تازہ پانی سے کان آنکھہ اور نتھنے کو
الگ الگ چہوتے ہیں پھر اوم کہکر پرانا یام کرتے ہیں پھیر اوم شنو دیوی ربھشٹے
آپو بہون تو منتر پڑھکر تین مرتبہ آچمن کرتے ہیں پھیر اندری سپرش کرتے ہیں
اور وہ منتر پڑہتے ہیں جس کا برہم بہاشیہ میں یہ ترجمہ لکہا ہے کہ اے آپو دیوی
ہمارے لئے سود مند ہو اور ہمارے بچاؤ کے واسطے خوشی کا مینہہ برسادے
پہر اوم کہکر جسم کے ہر عضو کا نام لیتے ہیں اور اوس کو بیچ کی اور اوس کے
ساتھہ والی اونگلی سے چہوتے ہیں اور پانی سے تر کرتے ہیں پھیر سر آنکہوں کرن
کی محافظت کے واسطے ایشور سے حفاظت کرنے کی استدعا کرتے ہیں اور ہر
عضو کو جس کی حفاظت کی استدعا کرتے ہیں اوس کو گہاس کے تنکے یا اونگلی کے
پوروے سے چھینٹا دیتے ہیں پھیر پرانا یام کرکے ہر عضو کا نام زبان سے لیتے
ہیں اور اوس کو اونگلی سے چہوتے ہیں پھیر سات کرہون سات ولایتوں اور
سات سیاروں کو پکارتے ہیں اور اون سے اپنی حفاظت کرنے اور تمام باشندوں
کو مطیع کرنے کی استدعا کرتے ہیں اس کے بعد اگھ مرشن کے تین ختم جو وید
منتر ہیں پڑہتے ہیں۔ بعض لوگ یہی سندھیا اس طرح پر کرتے ہیں کہ اول گہاس
کے تنکے سے اپنے آنکہوں پر پانی کے چھینٹے دیتے ہیں پھیر ایک بار گایتری منتر
پڑھکر چوٹی میں گرہ لگاتے ہیں پھیر اوم شنو دیوی اور آپو دیوی کا منتر پڑھتے
ہیں تمام سندھیا میں تین چار مرتبہ آنکہوں میں پانی کے چھینٹے مار مار کر تے ہے

کرتے ہیں کہ ہم پر اس عمل کے کرنے میں اس قدر سستی غالب ہوتی ہے کہ ہمیں پانی کے چھینٹے مارنے کی ضرورت ہوتی ہے جو الکس دور کرنے کے واسطے ایک اچھا ذریعہ ہے پھر ادم شنو دیوی کا منتر پڑھکر تین سرتبہ کلیان کرتے ہیں اور مشرق مغرب شمال جنوب زمین اور اسمان کے محافظ کو یاد کرتے ہیں اور دس کو نمسکار کرتے ہیں پھر اپ استہان کے چار منتر جو سورج دیوتا کی تعریف میں ہیں پڑھتے ہیں جس کے بعد یجر وید کے سولہویں باب کا اکتالیسواں منتر پڑھکر سندھیا کو ختم کرتے ہیں۔ سندھیا کرنے کے قواعد ستیارتھ پرکاش۔ پنچ مہا یجیہ ودھی۔ سندھیا پدتی۔ سنسکار ودھی وغیرہ میں درج ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں ان کے علاوہ۔ مرادآباد۔ اجمیر۔ لاہور۔ امرتسر بلندشہر۔ وغیرہ اضلاع کی مطبوعہ سندھیائیں ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں سندھیا برہنہ جسم صرف لنگوٹی یا دھوتی باندھکر پڑھتے ہیں اور پڑھتے وقت پالتھی مارکر گردن بلند کرکے بیٹھتے ہیں۔

گجرات کے بہت سے ہندو اسلامی نماز پڑھتے روزہ رکھتے اور قران شریف کی تلاوت کرتے ہیں گوالیار کے ہندو محرم کے مہینہ میں سیدنا حسنین رضی اللہ عنہم کے نام کا تعزیہ رکھتے ہیں اون کے نام پر خیرات کرتے ہیں لوگوں کو شربت پلاتے ہیں تمام ہندوستان کے عموماً ہندو جب کوئی مصیبت کا وقت پڑتا ہے اسلامی مقابر کی زیارت کرنے پر امادہ ہوتے ہیں اور اہل مساجد سے دعا کے خواستگار رہتے ہیں۔ وشنوی اور شیوی ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں لیکن زمانہ حال کے ہندو کہتے ہیں کہ ہم شیوراتری اور اکادشی ہر دو یوم کا برت رکھتے ہیں) اس وجہ سے کہ شیوراتری کا برت شیو کو اور اکادشی کا برت وشنو کو پیارا ہے۔ ہم پیپل اور تلسی دونوں درختوں کو پوجتے ہیں اس وجہ سے

کو پیپل شیو کو اور تلسی وشنو کو عزیز ہے جب برت رکھتے ہیں برہمن دودھ پیتے
ہیں چھتری جو کی لپسی کھاتے ہیں ویش دودھ میں شکر ملا کر پیتے ہیں گو یا کھاتے بھی
جاتے ہیں اور برت بھی ہاتھ سے نہیں دیتے اس قسم کے کھانے کو پھلہار
کہتے ہیں - آریہ سماجی کہتے ہیں کہ جس دن بچے کا یگیہ اوپ دیت کرانا منظور
ہو اوس سے پہلے ایک دن یا تین دن بچے کو برت رکھانا چاہئے دہرم
شاستر کے گیارہویں باب کے ۱۰۶-۱۰۷-۱۰۹- اشلوک میں مذکور ہے کہ
برابر تین مہینہ تک چاندرات کا برت رکھنے ظاہری یا باطنی حواس کو مغلوب
کرکے ہوم کا بچا ہوا کھانا کھانے یا جو کی لپسی چاٹنے سے ماں کے ساتھ
مجامعت کرنے کا پاپ دور ہو جاتا ہے - دو مہینہ تک برابر برت رکھنے اور
گائے کے پیشاب سے لگاتار ہاتھ منہ دہونے سے گرو کی استری یا غیر ذات کی
عورت سے مجامعت کرنے اور عورتوں کو شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں
سے ہم بستر ہونے کا پاپ ایسا دور ہو جاتا ہے گویا یہ فعل کبھی کیا ہی نہیں گیا -
عموماً اہل ہنود دان دیتے ہیں مگر اس خیرات کو افلاس اور غربت پر منحصر
نہیں کرتے بلکہ قومیت پر موقوف کرتے ہیں چمار چیر منگتا کو - کوری کو گنگا
کو پاسی پیس منگتا کو - کائستھ چھتری اور ویش قوم کے لوگ برہمن مہابرہمن
اور گنگا پتر کو برہمن اپنی ہم قوم برہمن مہابرہمن اور گنگا پتر کو دیتے
ہیں کوئی شخص چھتری ہو یا ویش کائستھ ہو یا کسی دوسری قوم کا آدمی اپنے
ہم قوم میں سے کسی شخص کو خواہ کیسا ہی غریب کیوں نہ ہو کچھ نہیں دیتا
گنگا اشنان کے میلوں تیوہاروں شادی بیاہ جنیو ایشٹی اور موت کے
دن دان دچھنا جو کچھ دیتا ہے وہ صرف برہمن کے قوم کو دیتا ہے خواہ
برہمن ہو یا مہابرہمن یا گنگا پتر برہمن دان لیکر دچھنا مانگتے ہیں اور سکتے

ہیں کہ دان دینے کے بعد اگر دچھنا نہیں دیا جاتا تو ایشور دان کو قبول نہیں کرتا تم نے نہیں سنا۔ کہ راجہ ہرشچندر نے ایک برہمن کو اپنا راج پاٹ دہن دولت جو کچھ تھا سب دیدیا برہمن نے تمام چیزیں لیکر دچھنا مانگا۔ راجہ ہرشچندر نے کہا میرے پاس جو کچھ تھا وہ میں نے تم کو سب دیدیا اب کیا دے سکتا ہوں برہمن نے کہا کوئی دان بلا دچھنا مقبول نہیں ہوتا مناسب ہے کہ تم اپنی رانی راجکمار اور جسم وجان کو فروخت کرو جو کچھ قیمت وصول ہو وہ مجھکو دو۔ ہرشچندر نے برہمن کی تعلیم کے موافق اپنی بی بی بچہ اور اپنی ذات خاص کو فروخت کیا جو کچھ قیمت وصول ہوئی وہ برہمن کو دیدی تمام ہندو جو برہمنوں کی افضیلیت کو تسلیم کرتے ہیں وہ اس روایت کو صحیح سمجھکر دان دینے کے بعد دچھنا بھی دیتے ہیں۔ برہمن کہتے ہیں چونکہ دھرم کے موجد ہم ہیں اس وجہ سے دان دچھنا لینے کا استحقاق صرف ہماری قوم کو ہے ہر برہمن خواہ کیسا ہی دولتمند کیوں نہ ہو دان لینے کا مستحق ہے مثل مشہور ہے۔ کہ لاکھو سو بھیکھو۔ لیکن کسی غیر ذات کا آدمی خواہ کیسا ہی مفلس اور محتاج کیوں نہ ہو دان دچھنا لینے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔

بعض ہندو دان دچھنا دینا قطعاً ناجایز سمجھکر کہتے ہیں کہ چمڑی جاے دمڑی نہ جاے یہ لوگ اگر کسی کو دان دچھنا دیتے ہوے دیکھتے ہیں تو اون کے دل پر سخت صدمہ گذرتا ہے ایسے لوگوں کی بابتہ یہ کہاوت مشہور ہے۔ ؎

شوم سن پوچھا سوم سے کہ کاہے جیا ملیں ✿ کچھ گانٹھی سے گر پڑا کہ کچھ کاہو کو دیں

نا کچھ گانٹھی سے گر پڑا نا کچھ کاہو کو دیں ✿ دیتے دیکھا آن کو تا سے جیا ملیں

عموماً تمام ہندو آبادی کے اندر مکانوں میں رہنا پسند کرتے ہیں لیکن وہ لوگ جو جنگل کی جھاڑیوں پہاڑ کے غاروں میں وحشی جانوروں کے مانند رہتے ہیں وہ ممتاز سمجھے جاتے ہیں جب کوئی شخص مرجاتا ہے عام طور پر تمام ہندو کسی

کو جلاتے کسی کو پانی میں ڈبوتے کسی کو زمین میں گاڑتے کسی کو جنگل میں پھینکتے ہیں
ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے ہندو چیچک ہیضہ یا کسی راج روگ میں مبتلا ہو کر
مرنے والوں اور قبل شادی سے فوت ہونے والے چھوٹے چھوٹے بچوں کو زمین
میں گاڑتے ہیں بقیہ کو جلاتے یا پانی میں ڈبوتے ہیں شیونرائنی۔ سری نرائنی۔ کبیرپنتھی
رامانندی چمار موسہر۔ بھنگی ۔ کوری۔ سالبیہہ وغیرہ وغیرہ قوم کے لوگ مردوں
کو گاڑتے ہیں ممالک متوسط اور برار میں ہندو آبادی کا ساتواں حصہ بیوں میں گاڑنا
نصف جلانے کی رسم کو ضروری نہیں سمجھتا ہے گجرات کے بہت سے ہندو مردوں
کو اسلامی طریقہ سے نماز جنازہ وغیرہ پڑھ کر دفن کرتے ہیں بجنور کے بھوڑے یا تو
مردوں کو زمین میں گاڑتے ہیں یا جنگل میں پھینک دیتے ہیں عموماً تمام ہندو کہتے
ہیں کہ جو جیسا کرے گا وہ ویسا پاوے گا لیکن جب کوئی شخص گفتگو کرنے سے مجبور
اور عمل کرنے سے معذور نزع کی حالت میں سخت مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے اوس کے ورثا
گئو دان دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گئو دان کے ذریعہ سے مرنے والے کی
تکلیف آسان ہو جاوے گی اور یہ نہیں خیال کرتے کہ یہ فعل ہمارا ہے ہمارے فعل
سے مرنے والے کو کیوں کر فائدہ پہنچ سکتا ہے اس وجہ سے کہ اوس نے تو دان
دیا ہی نہیں ۔ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد فوراً اپنے اعمال کے
موافق سزا و جزا بھگتنے کے واسطے دوبارہ جنم لیتا ہے جتبک یہ بہا جاگتا رہتا ہے
روحیں قالب بدلتی رہتی ہیں جب سو جاتا ہے پرلے ہو جاتی ہے لیکن اس عقیدہ
کے برعکس جب مردہ کو ارتھی پر رکھکر مرگھٹ کو لیجاتے ہیں کہتے ہیں کہ رام رام ست ہے
گوپال نام ست ہے ست بولو مکت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ رام کا نام سچا
گوپال کا نام سچا اپنے گناہوں کا سچا سچا اقرار کرو اور مکتی حاصل کرو۔ اس وجہ
سے کہ مکتی حاصل کرنے کے واسطے صرف اسی ایک کرم کی ضرورت ہے راہالیان

پولیس جو مجرمان کو سزا دلانا چاہتے ہیں ملزمان سے کہتے ہیں کہ دیکھو سانچ کو آنچ
نہیں تم نے جو کچھ کیا ہے عدالت کے روبرو سچ سچ بیان کر دیا ملزمان جرم قتل عمد
کا سچا سچا اقرار کر لیتے ہیں اور پھانسی پر لٹکا دئے جاتے ہیں جو قاتل قتل عمد کا اقرار
نہیں کرتے ان میں سے بہت زیادہ پھانسی کی سزا سے بچ جاتے ہیں اور حبس دوام بہ عبور
دریائے شور کے سزایاب ہوتے ہیں۔) عموماً تمام ہندو عقیدہ رکھتے ہیں کہ روحیں ہمیشہ
دنیا میں رہتی ہیں اور اپنے اعمال کے موافق قالب بدل کر سزا و جزا بھگتی ہیں لیکن
اس کے برعکس نرک کی روایت بیان کرتے ہیں کہ نرک موت کے دیوتا یم کی سلطنت
ہے جو جنوبی آسمان میں واقع ہے اس کے نیچے اور زمین کے اوپر خوفناک دریا تیرنی
بہتا ہے تمام ہندو اہرن اس دریا کو پار کرتے ہیں جو نرک سے نکلا وہ بیکنٹھ پہونچا
جب مردہ جلایا جاتا ہے یم کے دوت اوس کو پکڑ کر لیجاتے ہیں چترگپت اکالیستھوں
کے مورث اعلیٰ) جو نیک و بد اعمال لکھا کرتے ہیں مردہ کو اوس کے اعمال کے
موافق فیصلہ سناتے ہیں روح ایک مرتبہ سزا پا کر مرگھٹ آتی ہے تاکہ اپنے اعمال
کے موافق راحت اور آرام محسوس کرنے کے واسطے جسم حاصل کرے مرنے والے
کے ورثا کرمٹ کی رسمیات ادا کر کے پنڈوں کے ذریعہ سے روح کو جسم حاصل کرنے
کا موقع دیتے ہیں اگر پنڈے نہ دے جاویں تو روح جسم نہیں حاصل کر سکتی کنا گت
کے دنوں میں یہ پنڈے ہر سال نئے دیے جاتے ہیں اور مرنے والے ہر سال
نیا جسم حاصل کرتے ہیں مہابھارت سرگ کی روایت بیان کرتی ہے کہ راجہ
پسورا کی استری اُربسی سرگ کی دیوی تھی اندر کے دربار میں ایک دن تمام
دیویاں حاضر ہوئیں اور ناچ ناچنے لگیں اُربسی نے ناچنے گانے میں تمام دیویوں کو
مات دیکر حاضرین مجلس کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اندر نے راجہ پسورا کی استری کنتی
(جو سرگ میں اُربسی کے نام سے مشہور تھی یعنی اپنی دادی) کی طرف ٹکٹکی باندھ کر

دیکھنے لگا اندر نے خیال کیا کہ ارجن اڑبسی پہ فریفتہ ہوگیا اوس نے فوراً اڑبسی کو
حکم دیا کہ تو ارجن کے پاس جا اڑبسی اندر کا حکم پاکر ارجن کے پاس گئی اور جماع
کرانے کی خواہشمند ہوئی ارجن نے یہ کلام سن کر کہا کہ میں تیری طرف اس وجہ
سے نہیں دیکھتا تھا کہ تیرے ساتھ جماع کروں بلکہ اس وجہ سے دیکھا تھا کہ تو میرے
دادا پرورا کی استری میری دادی ہے۔ اڑبسی نے کہا کہ میں سرگ کی بیوی
ہوں جو یہاں آتا ہے وہ میرے ساتھ جماع کرتا ہے راجہ پرورا کے بہت سے
لڑکے یہاں آئے سبھوں نے میرے ساتھ جماع کیا۔ ارجن نے اڑبسی کے حکم
کی تعمیل نہ کی اڑبسی نے ناراض ہوکر ارجن کو بددعا دی فوراً ارجن جو گورے
گورے رنگت کا تھا کالا کالا حبشی ہوگیا۔

برہمن کرمٹ کی رسمیات ادا کرنے کے وقت رگوید اور اتھروَن وید کے
اشلوک پڑھتے ہیں جن کا خلاصہ مضمون یہ ہے۔ جا تو جا تو اوس مقام کو جہاں
لوگ تجھسے پہلے گئے ہیں مل اپنے بزرگوں سے اور مل اوس سے جس کے قبضہ
میں موت ہے اپنے گناہوں سے پاک صاف ہوجا اور اپنے گھر کو چلا جا چمکدار
پوشاک پہن اور ایک جسم سے مل آؤ ہم اوس کو اون لوگوں کے پاس بھیجیں جن
کے پاس آبحیات ہے اؤ ہم اوس کو اون لوگوں کے پاس بھیجیں جو عقلمندی حاصل
کر چکے اور ایسی چیزوں کو جن کو نہیں دیکھا سچ سمجھکر اپنے عقاید پختہ کرکے سرگ
کو چلے گئے۔ اؤ ہم اپن کو زبردست جنگ میں اون بہادروں کے پاس بھیجیں
جنہوں نے دوسروں کے پیچھے اپنی جانیں قربان کردیں اور اپنی نیکیاں جنہوں
کو دیں۔ ہم کو ہماری بی بی اور بچوں کو اوس سرگ میں لے جا جہاں ہمارے
لوگ اعضا کے نقایص سے محفوظ مبارک زندگی بسر کرتے ہیں ہم کو ہمارے
والدین اور بچوں کو دیکھنے دے باران رحمت تجھکو اسمان کی ٹھنڈی ٹھنڈی

ہوا کہلاتے شبنم کے چھینٹے دیتے ہوئے سرگ میں لے جاوے۔ اے ازلی روح تاریک گھاٹی کو جو چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے عبور کرکے سرگ میں داخل ہو۔ قدیم زمانہ میں آریہ قوم کے لوگ مردوں کو دفن کرنے کے وقت کہتے تھے کہ اے زمین مردہ کے واسطے تنگ مت ہو اوس کو اس طرح سے ڈھک لے جس طرح سے ماں بچہ کو اپنے گود میں لیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مضامین مسئلہ تناسخ کے بالکل برعکس ہیں۔ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ دنیا دار الجزا ہے یعنی ہر روح اپنے اعمال کے موافق اس دنیا میں اکر قالب اختیار کرتی ہے اگر اوس نے اچھے کام کیئے ہیں تو انسان اور اگر خراب کام کیئے ہیں تو دیگر حیوانات کا قالب اختیار کرتی ہے۔ انسانوں میں بھی جن کے اعمال بہت اچھے ہوتے ہیں وہ زیادہ مالدار راجہ مہاراجہ ہوتے ہیں لیکن اس کے بالکل برعکس روایت کرتے ہیں کہ راجہ ہرشچندر۔ بھرتری۔ گوتم۔ بھرت وغیرہ نے راج پاٹ چھوڑ دیا جو اون کو اون کے نیک اعمال کا نتیجہ ملا تھا۔ لیکن یہ نہیں تبلاتے کہ اون لوگوں کو بلا کسی جرم کے یہ سزا کس واسطے دی گئی۔ ظاہر ہے کہ جو شخص جزا اعمال کرنے کے واسطے دار الجزا میں آتا ہے اوس کو بجاے انعام عطا کرنے کے سزا دینا سخت ظلم ہے اور جو شخص سزا بھگتنے کے واسطے آتا ہے وہ بجز اس کے کہ قید خانہ میں رہ کر ہر قسم کی آفتوں اور مصیبتوں کو برداشت کرے جو حکم دیا جاوے اوس کی تعمیل کرے اور کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتا جو اوس کے ذاتی منفعت کا باعث ہو زمانہ موجودہ میں ہر مریض جو مرض میں مبتلا ہوتا ہے مرض کے دفیعہ کے واسطے علاج معالجہ کرتا ہے اور یہ نہیں خیال کرتا کہ یہ میرے گذشتہ زمانہ کے افعال بد کا نتیجہ ہے جو علاج کرنے سے دفع نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص جاہ و ثروت حاصل کرنے کے واسطے اپنے

سمجھ کے موافق ہر ضروری تدبیر عمل میں لاتا ہے۔ بہ سوں انگریزی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے مشقت اوٹھاتا ہے اور نہیں خیال کرتا کہ وید کے دھرم کے مخالف غیر مذہب کی تعلیم مجھکو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی جس کو دنیاوی اعزاز اور منفعت کی غرض سے حاصل کرنے کی ضرورت نہیں اگر زمانہ موجودہ میں دولت حاصل کرنے کے واسطے محنت شاقہ اوٹھانے کی ضرورت ہے تو گذشتہ زمانہ کے اعمال کب کام دیں گے اور اس زمانہ میں جو محنت کرکے امتحانات میں کامیابی حاصل کی گئی اپنے نام کے ساتھ بڑے بڑے شاہی خطابات شامل کیے گئے وہ آئندہ زمانہ میں کیا فائدہ دیں گے رگ وید اور یجر وید کے گانے والے اپنی بھلائی اور دشمنوں کی برائی کے واسطے دعائیں مانگتے تھے۔ اور یہ نہ سوچتے تھے کہ بلا گذشتہ زمانہ کے کرم کے محض زبان سے کہنے پر کوئی چیز ہم کو موجودہ زمانہ میں نہیں ملسکتی اور دشمن بلا گذشتہ زمانہ کے خطاؤں کے محض بد دعا دینے سے سزا نہیں پاسکتا اگر کوئی شخص محض دعا اور بد دعا کے ذریعہ سے بلا گذشتہ زمانہ کے اعمال کے جزا اور سزا پاسکتا ہے تو دنیا کو دار الجزا قرار دینا اور یہ کہنا کہ یہاں کرم کا نتیجہ ملتا ہے غلط ہے۔ آریہ سماجی کہتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ میں چند انسان پیدا ہوئے جن کے ذریعہ سے آبادی میں رفتہ رفتہ اس قدر ترقی ہوئی جو آج موجود ہے اول اول آریہ شودر کی صرف دو ذاتیں تہیں اچھے لوگ آریہ اور برے آدمی شودر کہلاتے تھے مہابھارت کے زمانہ سے وید کی اصل تعلیم مفقود ہو گئی لوگ جہالت میں پہنس گئے روے زمین پر تاریکی چھاگئی اگر یہ واقعہ صحیح ہے اور ارواح کا حسب اعمال قالب بدلنے کا عقیدہ درست ہے تو آبادی کو زیادتی سے کمی کی طرف مائل ہونا چاہیے نہ کہ کمی سے زیادتی کی طرف لیکن تاریخیں تبلاتی ہیں کہ دنیا کی آبادی کمی سے زیادتی

کی طرف مائل ہوئی ۱۸۸۱ء سے ۱۹۱۱ء تک کی صرف ہندوستان کی مردم شماری بتلاتی ہے کہ تیس برس کے زمانہ میں ۵۶۳۳۵۴۷ شخصوں کا اضافہ ہوا۔ آریہ کہتے ہیں کہ عمر بھر برہمچریہ رکھنے کا کرم سب کرموں سے اچھا اور نہایت مشکل ہے اگر روئے زمین کے لوگ اس قاعدہ پر عمل کریں تو دنیا کا بہت جلد خاتمہ ہو جاوے۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ روحیں کرموں کے موافق قالب بدلتی ہیں لیکن اپنی عورتوں کو دس مردوں سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرنے کا حکم دیتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ جن روحوں نے اچھے کرم کئے ہیں وہ خود بخود انسان پیدا ہوں گے اور جنہوں نے اچھے کرم نہیں کئے وہ نیوگ کرانے سے نہیں پیدا ہو سکتے اگرچہ سمجھتے ہیں کہ کوئی فعل بلا فاعل سرزد نہیں ہوتا لیکن مسئلہ تناسخ میں انسان کی پیدائش سے قبل اس کے فعل کا سرزد ہونا۔ بتلا کر خلقت کو گمراہ کرنے کیواسطے کہتے ہیں کہ انسان اپنے کرم کے موافق قالب بدلتا رہتا ہے ابتدائی زمانہ میں مرد عورت آریہ اور شودر کا ہونا ظاہر کرتے ہیں لیکن یہ نہیں بتلاتے کہ یہ تفریق ارواح کے کس اعمال کا نتیجہ تھی تواریخ سے کوئی زمانہ ایسا نہیں ثابت کرتے جس میں تمام مرد ہی مرد عورتیں ہی عورتیں امیر ہی امیر یا فقیر ہی فقیر گزرے ہوں جس سے معلوم ہو کہ فلاں زمانہ میں جملہ انسانوں کے اعمال برابر تھے۔ تمام ہندو عقیدہ رکھتے ہیں کہ اچھے کرم کا نتیجہ اچھا اور برے کام کا نتیجہ برا ہوتا ہے لیکن بھلے اور برے کرموں کی تفصیل نہیں بتلا سکتے بعض کہتے ہیں کہ جو فعل ہر مذہب میں اچھا ہو وہ اچھا اور جو برا ہو وہ برا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہندو دھرم کے لوگ نیک و بد کا امتیاز کرنے کے واسطے دیگر مذاہب کے محتاج ہیں بعض کہتے ہیں کہ جس کو اپنا دل اچھا کہے وہ اچھا اور جس کو برا کہے وہ برا جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کا دل ہادی ہے کسی شخص کو ہدایت کرنے کی حاجت

نہیں لیکن اس کے برعکس ہر شخص کو اپنی مرضی موافق ہدایت کرنے اور غیر مذاہب پر اعتراض کرنے کو بڑی خوشی سے تیار ہو جاتے ہیں اور یہ نہیں خیال کرتے کہ جس فعل کو اوس کا دل چاہتا ہے کرتا ہے جس کو نہیں چاہتا نہیں کرتا بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بعض کہتے ہیں کہ ویدک دہرم جس کو اچھا کہے وہ اچھا جس کو برا کہے وہ برا مگر اس کے بالکل برعکس ویدک دہرم کے موافق عمل نہیں کرتے دیگر مذاہب کے محاسن دیکھکر وید منتر کے معنی تبدیل کرنے اور رکیک تاویلوں سے کام لیتے ہیں وید وید پکارتے ہیں مگر پڑہتے نہیں اوس کی عبارت کو فرحت بخش نہیں سمجھتے۔

اس قدر واقفیت ہونے پر مجھکو ان اختلافات کے وجوہات دریافت کرنے کا خیال ہوا۔ چنانچہ کتب تواریخ کی طرف متوجہ ہوا جن کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ کسی زمانہ میں ہندوستان صرف ایک جنگل تھا جہاں نہ کوئی قصبہ تھا نہ قریہ نہ صوبہ تھا نہ شہر نہ پٹڑی تھی نہ ریل نہ سڑک تھی نہ پل نہ مندر تھا نہ شوالہ نہ گرجا تھا نہ مسجد بلکہ ان کے بجائے ہر جگہ لمبے لمبے سانپ موٹے موٹے اژدہے رینگتے چرندے چرتے اور درندے پہرتے تھے کہیں کہیں جھونپڑوں یا غاروں میں برائے نام ہند کی نسل دکھلائی دیتی تھی جو کول اور دراوڑ کے نام سے مشہور تھی ان ہر دو اقوام کے لوگ غلہ اور گوشت دونوں چیزیں کہاتے تھے اول الذکر قوم اپنے بزرگوں کی اور موخر الذکر قوم درخت سانپ اور زمین کی پرستش کرتی تھی رفتہ رفتہ جب آبادی اور شائستگی میں ترقی ہوئی تو قلیح سات راجگدیاں اور مختلف قومیں نمایاں ہوگئیں۔ تخمیناً چار ہزار سال سے زیادہ زمانہ گذرا ہوگا جب اس ملک میں ایران توران اور مصر کی ایک لڑنے والی جماعت فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئی جس نے ممالک متحدہ کا نام اریہ ورت

رکھا ایک زمانہ کے بعد یہ نام بھارت ورش یا بھارت کھنڈ کے نام سے مبدل ہوگیا۔ راجہ اوجین کے دربار کا خاص ممتاز شخص کالی داس بیان کرتا ہے کہ ایک دن راجہ دشینت شکار کھیلنے گیا تھا جنگل میں اوس نے ایک نہایت حسین لڑکی شکنتلا کے ساتھہ جماع کیا اور معاوضہ میں اوس کو ایک انگشتری عطا کی یہ انگشتری شکنتلا سے گم ہوگئی جب شکنتلا کے لڑکا پیدا ہوا وہ نوزائیدہ بچہ کو لیکر دربار میں حاضر ہوئی اور واقعات گذشتہ کو یاد دلاکر اوس نے ظاہر کیا کہ یہ لڑکا راجہ کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے راجہ نے شکنتلا کو دروغ گو قرار دیکر دربار سے نکلوادیا عرصہ دراز کے بعد گم شدہ انگشتری دستیاب ہونے پر شکنتلا نے مکرر دربار میں حاضر ہوکر اپنا مدعا ظاہر کیا اور اپنے بیان کی تائید میں راجہ کی عطا کی ہوئی انگشتری پیش کی راجہ دشینت نے انگشتری دیکھتے ہی شکنتلا کو شناخت کرکے محل میں داخل کیا اور بھارت کو اپنا ولیعہد بنایا بھارت نے راج حاصل کرنے پر آریہ ورت کا نام بدل کر بھارت کھنڈ یا بھارت ورش رکھا۔

داخلہ کے وقت آریہ قوم رسم کتابت سے واقف نہ تہی برہما جو اوس وقت کا رہبر تہا اس فکر میں ہوا کہ یادداشت رکھنے کا کوئی طریقہ نکالا جاوے اسی اثنا میں اوس کو قدیم اقوام کا ایک شخص قلم دوات لئے ہوے دکھلائی دیا چونکہ یہ شخص خیال کرتے ہی نظر پڑا تہا اس وجہ سے برہما نے اوس کا نام چترگپت رکھا اور تمام ملکی معاملات کو قلمبند کرنے کی خدمت اوس کے سپرد کی اس اعزاز کو دیکھہ کر دہرم شرما رشی قوم برہمن اور منو قوم چہتری نے اپنی اپنی لڑکیوں ارادتی اور سدکشنا کا اوس کے ساتھہ بیاہ کردیا ارادتی کے لبطن سے چارو۔ سوچارو۔ چترکشا۔ متی وان۔ ہنومان۔ چترچارو۔ چرونہ۔ جتیندریہ اور سدکشنا کے لبطن سے بہانو۔ چترابہانو۔ وسوبہانو۔ وبج بہانو۔ جملہ بارہ لڑکے پیدا ہوے تمام کالیستہ متفق ہیں کہ انہیں بارہ اشخاص کی اولاد ماتہر۔ گوڑ۔ کرن

سکینہ - اسشٹ - نگم - سوج دیج - کل سرشٹ - سری باستب یا سری وا ستو یہ بہٹ ناگر استہانا اور والمیکی کہلاتی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس نسل کے لوگ متہرا - گود کرنالی - سنکیسا - سری نگر اور بھٹنیر میں آباد ہوئے وہ اپنی جائے سکونت سے منسوب ہوکر ماتھر - گوڑ - کرن - سکسینہ - سری باستب - اور بہٹ ناگر کہلائے سکسینہ کی ایک وجہ تسمیہ یہ بہی مشہور ہے کہ سری باستیب راجہ نے اس گوتر کو فن حرب میں کامل مہارت رکھنے کی وجہ سے سکھی سینا کا خطاب دیا تہا جو کثرت استعمال سے سکسینہ ہوگیا - کرنا - پہاڑ پر جو لوگ امبا دیوی کی پرستش میں مصروف ہوئے وہ اشٹ یا انو استہا یا امبستہا کے نام سے مشہور ہوئے - نبار راجہ بنارس کے دربار میں آٹھہ چیزیں تحفتہً پیش کرنے والے کی نسل کو استہانا اور سورسین راجہ کو جو اکسواکو کی نسل کا تہا قربانی میں مدد دینے والے کو سوج دہج کا خطاب ملا چیتندر بہ کو قوم نے کل سرشٹ کا خطاب عطا کیا اس وجہ سے کہ وہ ہر سال اپنے تمام بہائیوں کو مدعو کرتا تہا اور قبل اس کے کہ کہانا کہلائے ہر شخص کے پاؤں دہو کر چرنا مترپیا تہا ورج بہانو کی اولاد پرستش میں اس قدر مصروف ہوئی کہ چیونٹیوں کا اوس کے پشت پر انبار لگ گیا اس کی نسل والمیکی کہلائی نگم کی کوئی وجہ تسمیہ مشہور نہیں اشٹ نگم اور سوج دہج کی جماعت میں کچھہ تفرقہ نہیں لیکن ماتہر میں دہوسی کچھی اور بچولی والمیکی میں ببئی کچھی اور سورتی - کرن میں گیا والا اور ترہت والا کل سرشٹ میں بارہ کہیڑا اور چہہ کہیڑا کی مختلف جماعتیں ہیں جو گوتر کہلاتی ہیں یہ نام جائے سکونت سے اخذ کئے گئے ہیں سری باستب سکسینہ بہٹ ناگر اور گوڑ کی گوتر میں بہی دو دو مختلف جماعتیں ہیں جو کہرا اور دوسرا کہلاتی ہیں جس کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے اودہ کے کایستہہ بیان کرتے ہیں کہ سری نگر کے راجہ بہانو کی دو رانیاں تہیں جن میں سے ایک دیوتا کی دوسری راکششش کی لڑکی تہی دیوتا کے لڑکی کے بطن کی اولاد دوسرا اور راکشس کے لڑکی کے بطن کی

اولاد کھرا کہلاتی ہے۔ بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ راجندر کے زمانہ میں جن لوگوں نے اجودھیا کی سکونت اختیار کی وہ کھرا بقیہ دوسرا کے نام سے مشہور ہوے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اکبر کے عہد حکومت میں ان لوگوں نے بقرعید کے دن بکری کا قربانی کیا ہوا گوشت استعمال کیا وہ کھرا بقیہ دوسرا کہلاتے ہیں بنگال کے کایستھ کہتے ہیں کہ ممنوعہ خوردنی سے پرہیز کرنے والے کھرا بقیہ دوسرا کہلانے ہیں۔ سکسینہ کایستھ بیان کرتے ہیں جو لوگ ہمایوں بادشاہ کے ہمراہ ایران گئے تھے اہل برادری نے اون کو جماعت سے خارج کرکے کھرا کے نام سے موسوم کیا اس جماعت میں علاوہ کھرا اور دوسرا کے ایک تیسری جماعت ہے یہ کہاروا کہلاتی ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ سوریہ چند عرف سوم دت خزانچی کو دیانت داری کی وجہ سے راجہ راجندر کے لڑکے کش نے کہاروا کا لقب عطا کیا تھا بھٹ ناگر اور گوڑ بیان کرتے ہیں کہ نصیرالدین کے دربار دہلی میں ہردو جماعت کے لوگ ملازم تھے آپس میں اتفاق اور اتحاد بڑھانے کی غرض سے ہر ایک نے ایک دوسرے کی دعوت کی بھٹ ناگر نے گوڑ کے مکان پر جاکر کچی کھائی لیکن گوڑ نے بھٹ ناگر کے مکان میں کچی کھانا پسند نہ کیا بھٹ ناگر نے ناراض ہوکر دربار دہلی میں فریاد کی حسب قانون مروجہ مقدمہ کی سماعت کی گئی شہادت قلم بند کرنے کے بعد گوڑ کو بھٹ ناگر کی دعوت قبول کرنے کا حکم دیا گیا بعض لوگوں نے حکم کی تعمیل کی بعض منحرف ہوکر دہلی سے بدایوں چلے گئے ہنگام سوانگی ایک عورت حاملہ تھی جو سفر کرنے سے مجبور تھی اوس نے مجبوراً ایک برہمن کے مکان میں رہ کر وضع حمل کیا لڑکا پیدا ہوا بالغ ہونے پر برہمن نے اپنی لڑکی کا بیاہ اس لڑکے کے ساتھ کردیا جس کی نسل دہلی شمالی کے نام سے مشہور ہوئی جب بھٹ ناگر کو معلوم ہوا کہ بعض گوڑ گوتر کے لوگوں نے دہلی چھوڑکر بدایوں سکونت اختیار کی مکرر دعوی دائر کیا عاملان شاہی نے بدایوں

پہونچ کر نافرمانی کی وجہ دریافت کی جس کا جواب اون لوگوں نے یہ دیا کہ ہم لوگ بھی ہیں کایستھ نہیں بدایوں کے برہمنوں نے اون کے کلام کی تائید کی مقدمہ خارج ہوگیا یہ لوگ گوڑ بدایونی کے نام سے مشہور ہوے غیر گوتر کے ساتھ کھانا کھانے والوں کا نام کھرا اور نہ کھانے والوں کا نام دوسرا ہوا مشہور کیا جاتا ہے کہ چند دنوں کے بعد گوڑ گوتر کے کل اختلافات مٹ گئے اور تمام لوگ ایک جماعت میں شامل ہوگئے لیکن بھٹناگر میں اب تک تفریق باقی ہے۔ استھانا میں مشرقی اور مغربی دو گوتر ہیں جونپور کے رہنے والے مشرقی اور لکھنؤ کے رہنے والے مغربی کہلاتے ہیں ان بارہ گوتروں میں سب سے بڑی تعداد سری باستب کی ہے جس کے مورث اعلی بھانو سری کو کے راجہ کو مگدھ کے راجہ چندر گپت نے راجہ ادھیراجہ کا خطاب عطا کیا تھا سری باستب نے کشمیر میں اور گوڑ نے بنگال میں حکومت قایم کی گوڑ گوتر کے راجہ بھاگ دت نے جنگ مہابھارت کے زمانہ میں دریودہن کے طرف سے یدھشٹر کا مقابلہ کیا تھا۔ سین خاندان جو بنگال کے راجاؤں کا مشہور ہے وہ اسی گوتر کا قایم کیا ہوا ہے اہل اسلام نے اس خاندان کے آخر راجہ لکھمن سے بنگال کی حکومت حاصل کی ابتدائی زمانہ میں اگرچہ آریہ قوم بجز قوم کایستھ کے جملہ قدیم اقوام سے الگ تھلگ رہی لیکن مستورات کی کافی تعداد نہ ہونے کی وجہ سے قدیم اقوام کی لڑکیوں سے اختلاط کرنے میں مجبور ہوتی رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ قوم مخلوط النسل ہوگئی یہی وجہ ہے کہ اس قوم کے لوگ جو گورے رنگ کے ہوتے تھے کالے رنگ کے بھی اور قدیم اقوام کے لوگ جو کالے رنگ کے ہوتے تھے گورے رنگ کے بھی پیدا ہونے لگے اوس زمانہ کے لوگ ایسے آریہ کا جو کالے رنگ کا اور قدیم اقوام میں سے ایسے شخص کا جو گورے رنگ کا ہوتا تھا اعتبار نہ کرتے تھے پرانے زمانہ کے لوگ اب تک کہتے ہیں سوہ کریا برہمن گور یا چمار * ان کے سنگ نہ اترے پار لیکن

اس مقولہ کے بالکل برعکس عام طور پر اس زمانہ کے بعض ہندو رام اور کرشن کو
جو دونوں آریہ قوم کے لوگ کالی رنگت کے تھے نوحی جہاز کا ناخدا اور بعض پیشوا
کا اوتار سمجھتے ہیں۔

آریہ قوم جب ملک فتح کرتی ہوئی سندھ سے مشرق کی طرف آگے بڑھی ان میں
سے بعض لوگ اپنی کارروائیوں کی وجہ سے مفتوحہ زمین کا اسقدر زیادہ حصہ
حاصل کرتے تھے جس کی وہ لوگ خود کاشت نہ کرسکتے تھے یہ لوگ اپنی آراضی
کو کاشت کی غرض سے قدیم اقوام کے سپرد کردیتے تھے اور خود ہر وقت راجہ کے
پاس میدان جنگ میں جانے اور مال غنیمت حاصل کرنے کے واسطے موجود رہتے تھے
یہ لوگ چھتری کہلانے جانے لگے ان لوگوں نے قدیم اقوام میں سے جس قوم سے اپنی
خدمت لی اوس کے جسم کا چھونا اور اوس کی بعض چھوئی ہوئی چیزوں کا استعمال کرنا
شروع کردیا رفتہ رفتہ یہ رسم عام ہوگئی جو اب تک مروج ہے اوس زمانہ میں پوجاری
کی کوئی خاص قوم نہ تھی ہر خاندان کا بڑا بوڑھا اپنے کنبہ کے طرف سے دیوتاؤں کی
پوجا اور اون کے واسطے قربانیاں کیا کرتا تھا لیکن بڑے بڑے تہواروں میں جب تمام قوم کی طرف سے
قربانی کی جاتی تھی ایک خاص شخص منتخب کیا جاتا تھا تمام ویش اس قربانی میں شریک ہوکر ایک ساتھ کھانا کھاتے تھے لیکن
مفتوحہ شودر کی قوم کو شریک نہ کرتے تھے جب فتوحات کی کثرت نے دیوتاؤں کی پوجا اور اون کے واسطے قربانیاں کرنے کی
ضروریات میں بہت زیادہ اضافہ کیا وشوامتر۔ جمدگنی۔ بھردواج۔ گوتم۔ اتیرے۔ وششٹ۔ کسپ۔ اور اگست
کی نسل نے اپنے اپنے تہوار رکھے ان لوگوں کی جماعت کا نام برہمن ہوا جو صرف پوجاری کا کام کرنے میں مصروف ہوئے
وہ لوگ جو چھتریوں برہمنوں کی جماعت سے علیحدہ رہے وہ ویش کہلاتے رہے جس نام سے بیشتر ایران توران اور مصر کی مشمولہ
جماعت پکاری جاتی تھی اگلے زمانہ میں چونکہ ایران کا نام ایرین تھا اس وجہ سے ایرانی جماعت نے اپنا نام ایرین یا
اریہ رکھا ایران کے دستور کے موافق تمام آبادی کو برہمن چھتری ویش اور شودر کی چار ذاتوں میں تقسیم کیا توران
کے لوگوں نے اپنے ملک کے دستور کے موافق سانکھا قایم کیا مصر کے رہنے والوں نے مصرانی علاج

جاری کیا جو اب تک مروج ہے۔ برہمنوں کا ایک گوتر اب تک اپنے ملک مصر کے نام سے مشہور ہے اور مصر کہلاتا ہے۔

اوس زمانہ میں چونکہ قدیم اقوام میں سے شودر کی قوم کثرت سے آباد تھی اس وجہ سے اریہ قوم کے لوگ تمام قدیم اقوام کی لوگوں کو شودر کے نام سے پکارتے تھے اور اس لفظ کو ذلیل معنی میں مستعمل کرتے تھے زمانہ موجودہ میں شودر کی قوم آسام میں اور نامہ شودر کی قوم بنگال میں اباد ہے ممالک متحدہ میں یہ قوم معدوم ہو گئی اس وجہ سے زمانہ حال کے ہندو برہمن چھتری اور ویش کے علاوہ تمام ذات کے لوگوں کو شودر کہتے ہیں اور یہ نہیں خیال کرتے کہ برہمن میں صرف ایک ذات برہمن چھتری میں صرف ایک ذات چھتری ویش میں صرف ایک ذات ویش اور شودر کی ذات میں بے شمار ذاتیں کیوں ہیں جس کی کوئی وجہ خاص نہیں بیان کی جاتی کہ تین ذاتوں میں تو صرف ایک ہی ایک ذات ہو اور ایک ذات میں بیشمار ذاتیں ہوں اگر یہ کہا جاوے کہ یہ بیشمار ذاتیں اول کی تین ذاتوں میں سے کسی نہ کسی ذات کی گوتر ہیں تو یہ بھی صحیح نہیں اس وجہ سے کہ جس طرح سے برہمن چھتری اور ویش کی ذاتوں میں گوتر موجود ہیں اوسی طرح سے چمار بھنگی اور پاسی وغیرہ کی ذات میں گوتر اور ہر گوتر میں دو گوتر موجود ہیں۔

اریہ قوم نے جب ایران کے دستور کے موافق تمام آبادی کو برہمن چھتری ویش اور شودر کے چار حصوں میں منقسم کر دیا قدیم اقوام کے مانند برہمن چھتری اور ویش نے اپنے اپنے ذات کے لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا اور ذات کے اندر شادی بیاہ کرنا شروع کیا جس شخص نے اس قاعدہ کی مخالفت کی وہ ذات سے خارج کر دیا گیا جب خارج ہونے والوں کی تعداد بڑھی اون لوگوں نے اپنا علیحدہ کنبہ جوڑ اعلیحدہ گوتر قایم کیا جس میں روز افزوں ترقی ہوئی بڑھتے بڑھتے وہ گوتر

یہاں تک بیشہ ہے کہ برہمن میں ۱۸۸۶ چہتری میں ۵۹۰ دیش میں ۵۵ گوتر ہوگئے۔
جس طرح سے زمانہ موجودہ کے ہندو مسلمانوں کو اپنے مذہب کا مخالف سمجھتے ہیں اسی
طرح سے قدیم اقوام کے لوگ آریہ قوم کو اپنے دہرم کا مخالف سمجھتے تھے ہردو قوم
کے لوگوں نے ایک دوسرے قوم کے آدمیوں کو اپنے ذات میں داخل کرنے کا
جدا جدا قاعدہ مقرر کیا تہا آریہ قوم کے لوگ قدیم اقوام کے لوگوں کو راجہ کے
حکم سے اور قدیم اقوام کے لوگ آریہ قوم کے لوگوں کو پنچایت کے ذریعہ سے اپنی
اپنی ذات میں داخل کرتے تھے یہ ہی طریقہ اب تک مروج ہے قدیم اقوام کی تمام
چھوت ذاتیں جب کسی برہمن چہتری اور ویش کو اپنی ذات میں داخل کرتی
ہیں اپنے تمام برادری کی دعوت دیتے ہیں جس میں شراب اور سور کا گوشت
ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ آریہ قوم کے راجے جہاں اب تک راج کرتے ہیں
چھوت قوم کے لوگوں کو اچھوت قوم میں داخل کرتے ہیں راجہ نیپال ذات کے
قواعد کی عدول حکمی کرنے والے شخص کو بغاوت کے جرم کے برابر سزا دیتا ہے
حال کے زمانہ میں راجہ نیپال نے تیلی کی ذات کو جو ایک چھوت ذات تہی اچھوت
ذات میں داخل کر دیا راجہ کوچین رذیل اقوام کو نائر اوڑیسہ کا راجہ جاسہ
قوم کو گوالا پنجاب کی ریاستیں گیرتھ کو راٹھی اور ٹھاکر کو راجپوت بنا دیتی ہیں
مارواڑ اور خوشحال گڑھ میں مختلف اقوام کی پنچایت دربار کی طرف سے منعقد کی جاتی
ہے۔ منی پور کا راجہ عام طور پر اور کوچین کا راجہ صرف نام بیتری برہمن
کے قومی معاملات میں فیصلہ ناطق نافذ کرتا ہے۔ اسلامی عہد حکومت میں مقامی
زمیندار راجہ کرشنگر وغیرہ قومی معاملات فیصل کرتے تھے ۱۷۶۶ء سے ۱۷۶۹ء
تک ایسٹ انڈیا کمپنی کی عملداری میں راجہ نابہ کرشن۔ کرشنہ نندو داس گنگا گوبند
لارڈ کلایو کے دیوان یکے بعد دیگرے فیصل کرتے رہے کسی شخص کو خلاف قانون

کوئی فعل کرنے کی جرات نہ تھی برطانوی حکومت نے اپنی عملداری میں اس کا کوئی قاعدہ مقرر نہیں کیا جس کی وجہ سے ہر چھوت قوم جو اپنا پیشہ چھوڑ دیتی ہے اور صاف ستھری نظر آتی ہے اچھوت ذات میں خود بخود شامل ہو جاتی ہے قدرتاً لوگ اوس سے میل جول کرتے ہیں۔

ابتدائی زمانہ میں اریہ قوم شادی بیاہ کی رسم سے واقف نہ تھی جس عورت سے جا ہتی تھی بلا کسی قاعدے کے وحشی جانوروں کے مانند مباشرت کرتی تھی رفتہ رفتہ حسب شائستگی میں ترقی ہوئی شادی بیاہ کے قواعد مرتب کئے گئے اول اول شادی بیاہ کے واسطے سویمبر کی رسم ایجاد کی گئی راجہ رامچندر گوتم اور مہابیر یا وغیرہ کا بیاہ سویمبر کے طریقہ سے کیا گیا راجہ بین کے زمانہ تک شادی بیاہ کے واسطے ذات کی قید نہ تھی ہر ذات کی عورتیں ہر ذات کے مردوں سے جو اون کے منظور نظر ہوتا تھا اپنا بیاہ کر لیتی تھیں منو نے ذات کے اندر شوہر پسندی کی قید لگائی سنہ ۱۱۹۳ء میں شہاب الدین غوری کی عہد حکومت میں اریہ قوم نے اسلامی رسم و رواج دیکھکر سویمبر کی رسم کو مسدود کر دیا ور سلاطین اسلامیہ کو اپنی لڑکیوں کا ڈولا دینے کا قاعدہ مروج کیا ریاستوں میں جہاں ہندو راجے راج کرتے ہیں اب تک ترمیم تنسیخ جاری ہے سنہ ۱۹۰۴ء میں ریاست راج پیپلی نے لڑکیاں لینے اور دینے کے واسطے علیحدہ علیحدہ مواضعات مقرر کئے بہار واوڑیسہ کے چیف نے بعض اقوام کو اون لوگوں کے ساتھ سلسلہ ازدواج برقرار رکھنا جو پیشتر سے جاری تھا ممنوع قرار دیا برطانوی عملداری کی ابتدا میں ہندو راجاوں نے یہ دیکھکر کہ مسلمان اپنی لڑکیاں غیر مذہب والوں کو دینا جائز نہیں سمجھتے ڈولا دینا موقوف کر دیا۔ ہندو دھرم میں صرف رامائن اور مہابھارت دو تاریخیں ہیں جن کے ذریعہ سے قدیم زمانہ کے لوگوں کے حالات رسم و رواج کا پتہ چلتا ہے۔ رامائن بیان کرتی ہے کہ اجودھیا کے راجہ دسرتھ کے کوشلا سومترا اور کیکئی تین رانیاں تھیں تینوں کے بطن سے رام، لچھمن، چترت اور بھرت چار لڑکے پیدا ہوئے متھلا کے راجہ جنک

کی حسین لڑکی سیتا پر بہت سے راجے مہاراجے کے لڑکے فریفتہ تھے سیتا نے اپنے حسن کی گرم بازاری دیکھکر اعلان کیا کہ جو کوئی تاریخ مقررہ پر میرے باپ کی کمان کو جھکا دیگا وہ ہی مجھکو اپنی زوجیت میں حاصل کرے گا بہت سے وارفتگان اور دلدادگان نے قسمت آزمائی کی جب کوئی کامیاب نہوا لچھمن نے ارادہ کیا کہ وہ کمان جھکا کر اپنی پیاری معشوقہ سیتا کو حاصل کرے لیکن رام نے اوس کو باز رکھکر سبقت کی اور خود کمان کو جھکا کر دو ٹکڑے کردے سیتا نے اپنے اعلان کے موافق رام کو شوہرت میں قبول کرکے اوس کے گلے میں ہار ڈالدیا۔ رام کا بڑا ہونے کے لئے دسرتھ نے چاہا کہ خود گوشہ نشین ہوجاوے اور راج رام کے سپرد کردے بھرت کی ماں کو یہ امر ناگوار گذرا اوسنے دسرتھ سے کہا کہ رام کو چودہ برس کا بن باس دیا جاوے دسرتھ نے اپنی پیاری بی بی کے خاطر سے رام کو بلا جرم جلاوطنی کی سزا دی رام اپنی پیاری بی بی سیتا کو لیکر باندھو کے جنگل میں جہاں والمیکی رہتا تھا چلا گیا لچھمن بھی ہمراہ گیا یہاں رام اور لچھمن دونوں شکار کھیلا کرتے تھے سیتا گوشت کے ٹکڑوں کو جو کھانے سے بچ رہتے تھے دہوپ میں سکھا سکھلا کر رکھ چھوڑا کرتی تھی تا کہ دوسرے دن کام آئیں ایک دن جب رام اور لچھمن دونوں شکار کھیلنے گئے تھے لنکا کا راجہ راون اوس طرف سے گذرا سیتا کا حسن وجمال دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگیا موقع مناسب پاکر سیتا کو ہوائی رتھ پر بٹھلا کر لنکا لے گیا قدیم اقوام کے لوگوں نے راون کے اس فعل کو نظر حقارت سے دیکھا اور اوس کو راج کرنے کے قابل نہ سمجھا ہنومان نے جو بندر کی فوج کا سپہ سالار تھا اپنی فوج جمع کی بہالو کی فوج بھی شامل ہوگئی ہردو افواج نے متفق ہوکر لنکا پر اچانک حملہ کیا راون نے مقابلہ کیا لیکن کامیاب نہ ہوسکا آخر کار قتل کیا گیا سیتا راون کے محل سے نکال کر رام کے حوالہ کی گئی چونکہ اس لڑائی کا مقصد بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ ایک بدکار راجہ کو فعل بد کی سزا دیکر حق حقدار کو دلایا جاوے لہذا ہردو افواج نے راون

کو قتل کرنے اور سیتا کو رام کے حوالہ کرنے کے بعد لنکا کا راج راون کے بھائی بھبیکن کے سپرد کیا اس عرصہ میں چودہ برس سے زیادہ زمانہ گذر گیا رام سیتا کو لیکر اجودھیا واپس آیا بھرت جو اوس زمانہ میں اجودھیا کا راج کرتا تھا راج سے دست بردار ہوگیا اور راج گدی کو رام کے حوالہ کر دیا رام اپنی بی بی سیتا اور اجودھیا کا راج حاصل کرنے کی خوشی پر ہر سال اسومیدہ (بڑے گھوڑے کی قربانی) کیا کرتا تھا یہ رسم شہاب الدین غوری کے زمانہ سنہ ۱۱۹۳ع میں مسدود ہوئی چونکہ سیتا چودہ برس راون کے قبضہ میں رہنے کے وجہ سے اوسکی گرویدہ ہوگئی تھی اس وجہ سے سیتا کو راون کا قتل ہونا سخت صدمہ کا باعث ہوا سیتا اپنے عاشق زار راون کی مورت بنا کر ہمیشہ پوجا کرتی تھی اجودھیا کے تمام اقوام نے چودہ برس کی گمشدہ بی بی کو زوجیت میں رکھنا برا سمجھکر گلہ گذاری کیا رام نے شرمندہ ہوکر سیتا کو نکال دیا سیتا لچھمن کے ہمراہ اپنے پرانے ہمدم والمیکی کے پاس چلی گئی جہاں سولہ برس رہ کر اوس نے رام کے دو لڑکے لو اور کس دو توام بچے پیدا کئیے والمیکی نے رامائن تصنیف کی اور دونوں لڑکوں کو یاد کرائی گانا بجانا سکھلایا جب یہ لڑکے گانے بجانے میں مشاق ہوگئے راجہ رامچند کے دربار میں حاضر ہوئے دونوں نے رامائن کو باجے پر گاکر سنایا رام کی محبت عود کرائی سیتا کو بلالیا اور سیتا کے دونوں لڑکوں کو اپنی اولاد قرار دی جن کی نسل سورج بنسی کہلاتی ہے۔

مہابھارت بیان کرتی ہے کہ راجہ اپریچر کو جب صحرا میں انزال ہوا اوس نے منی پتے میں لپیٹ کر شکرا کے معرفت اپنی رانی کے پاس بھیجی شکرا منی لیکر روانہ ہوا جب دریا پر پہنچا دوسرے شکرے نے جھپٹا مارا پتا پھٹ گیا منی دریا میں گر گئی جس کو ایک مچھلی نے نگل لیا دس مہینہ کے بعد ملاح نے اس مچھلی کو پکڑ کر اوس کا شکم چاک کیا ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکلی ملاح دونوں کو راجہ کے پاس لے گیا راجہ نے لڑکا لے لیا لڑکی واپس کردی بالغ ہونے پر اس لڑکی نے کشتی چلانا سیکھا مسافروں کو دریا پار

اوتارنے لگی پرا سرنامے ایک مسافر نے اس ملاحہ کے ساتہہ جماع کیا نطفہ قرار پایا وضع
حمل ہونے پر بیاس پیدا ہوا جب بیاس جوان ہوا جنگل چلا گیا ایک دن راجہ دریا
کے کنارے آیا اوس نے ملاحہ کو دیکہا عاشق ہوگیا بہیشم راجہ کا لڑکا اپنے باپ کے
خوش کرنے کے واسطے ملاحہ کو لے آیا جس کے ساتہہ راجہ نے جماع کیا راجہ کے نطفہ سے
چترانگد اور دچتر ویرج دو لڑکے پیدا ہوے بالغ ہونے پر ان دونوں لڑکوں کا
نباہیں کے راجہ کی لڑکیوں کے ساتہہ بیاہ ہوگیا چترانگد اور دچتر ویرج کے کوئی اولاد
نہ ہوئی کچہہ دنوں کے بعد بیاس جنگل سے آیا ماں نے کہا تمہارے بہائیوں کے لڑکا پیدا
نہیں ہوا بہاوجوں کے ساتہہ جماع کرو تاکہ لڑکا پیدا ہو بیاس اپنی ماں کا حکم پاکر ا بیاکا بہا
بڑی بہاوج کے پاس جماع کرنے کے واسطے گیا بہاوج نے بیاس کی وحشیانہ صورت دیکہکر
انکہیں بند کرلیں اندہا لڑکا پیدا ہوا جس کا نام دہرتراشٹر رکہا گیا جب بیاس دوسری
بہاوج کے پاس گیا وہ بہی جنگلی آدمی کی خوفناک صورت دیکہکر گبہرا گئی مارے خوف کے اوس
کا رنگ زرد پڑ گیا - اس کا لڑکا زرد رنگ کا پیدا ہوا جس کا نام
پانڈو رکہا گیا یہ لڑکا بالغ ہونے پر گدی پر بیٹہا جب شکار کہیلنے گیا اوس نے ایک ہرن
کو ہرنی کے ساتھ جماع کرتے ہوے دیکہکر تیر مارا ہرن نے بد دعا دی راجہ پانڈو کی قوت
مردمی زایل ہوگئی راجہ مغموم ہوکر واپس آیا اور سارا قصہ اپنی دونوں بیبیوں کنتی اور مادری
سے بیان کرکے اوس نے کہا کہ میری قوت مردمی زایل ہوگئی تم جس سے چاہو اولاد حاصل
کرو اور مجہکو سرگ پہنچاؤ کنتی نے راجہ کا حکم پاکر دہرم - پون اور اندر سے تین لڑکے
یدہشٹر - بہیم - ارجن اور دوسری بی بی مادری نے کمار سے نکل اور سہدیو دو لڑکے
حاصل کئے یہ پانچوں لڑکے پانچ پانڈو کے نام سے مشہور ہوے مادر زاد نابینا
دہرتراشٹر کے دریودہن وغیرہ سو لڑکے پیدا ہوے جو سو کورو کے نام سے مشہور
ہوے راجہ پانڈو کے مرنے پر سو کوروں نے اپنے باپ دہرتراشٹر کو گدی پر بٹہایا -

دہرتراشٹر نے راج حاصل ہونے پر اپنے بھتیجوں پانچ پانڈو کو جلاوطن کردیا یہ پانچوں پانڈو جنگل چلے گئے یہاں ان کو خبر ملی کہ راجہ دروپد کی نہایت حسین لڑکی دروپدی نے اعلان کیا ہے کہ جو کوئی میرے باپ کی کمان سے نشانہ پر تیر لگادے گا وہ میرا شوہر ہوگا تاریخ مقررہ پر جب بہت سے راجے مہاراجے کے لڑکے سویمبر کی رسم میں شریک ہوئے پانچ پانڈو بھی گئے بڑے بڑے تیراندازوں نے تیر چلائے مگر کسی کا نشانہ نہ لگا ارجن کا تیر نشانہ پر لگا دروپدی نے اپنے قول کے موافق ارجن کو انتخاب کرلیا اور اظہار پسندیدگی کی غرض سے اوس کے گلے میں ہار ڈالدیا یہ پانچوں بھائی باری باری سے دروپدی کے ساتھ جماع کرتے تھے جس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ پانچ پانڈو کی ماں نے وصیت کی تھی کہ جب تمکو کوئی چیز ملے تو سب بھائی مل کر کھانا دروپدی کے ساتھ ارجن کا بیاہ ہونے کی خبر ملنے سے دہرتراشٹر کو خوف غالب ہوا کہ راجہ پانچال ارجن کے واسطے راج کا مطالبہ کرے گا رفع شر کی غرض سے اوس نے اپنے بھتیجوں پانچ پانڈو کو بلاکر آدھا راج دیدیا پانچ پانڈوں نے جنگل صاف کرکے اندر پرست آباد کیا۔ اسی زمانہ میں ایک دودھ بیچنے والی نہایت خوبصورت قوم جس کو گوالا کہتے تھے گوکل میں رہتی تھی نند اس قوم کا مکھیا تھا جس کا متھرا کا راجہ کنس بہت اعزاز کرتا تھا نند کی بی بی جسودا نے ایک شیرخوار لڑکے کو پالا چونکہ یہ لڑکا کالے رنگ کا تھا اس وجہ سے اس کا نام کرشن یعنی کالا رکھا کرشن نشوونما پاکر نہایت شوخ شریر اور چلبلا نکلا موقع پاکر اوس نے اپنے ہمسایہ کے لوگوں کے مکانوں میں دودھ مکھن کی چوری کرنا اور برتنوں کو توڑنا شروع کیا لوگوں کو یہ فعل ناگوار گذرا نند نے رفع شر کی غرض سے کرشن کو مویشیاں چرانے کے واسطے جنگل بھیجا یہاں اوس نے گوالوں کے لڑکوں کے ساتھ رہکر کشتی لڑنا بانسلی بجانا سیکھا ہر دو فن میں بہت جلد مشاق ہوکر بڑے بڑے اژدہے خونخوار

درندے جنگلی جانوروں کو مارنا اور اپنی بانسلی کی آواز سے تمام گوالنوں کو فریفتہ کرنا شروع کیا صبح شام جب گوالنیں جمنا اشنان کرنے اور پانی بھرنے جاتی تھیں یہ شخص رستہ میں کھڑے ہوکر بانسلی بجاتا گوالنوں سے رنہارے کنارے ہنسی دلگی کرتا تھا بہت سی گوالنوں کی شہوت کی آگ بھڑک گئی کرشن گوالنوں کو مست دیکھکر رات کے وقت آبادی کے باہر سنسان میدانوں اور باغیچوں میں بانسلی بجانے لگا گوپیاں بانسلی کی آواز سنکر موقع پر پہنچنے تنہائی میں اپنے ارمان بھرے دل کی امنگوں جوش جوانی کے ولولوں کو نکالنے لگیں بارش کے زمانہ میں جھولا ڈالکر کرشن کے ساتھ جھولنا جھولنا پوشاکوں پھول کے زیور اور عطر کی خوشبوؤں سے آراستہ پیراستہ ہوکر رقص و سرود کرنے موسم بہار میں گلال اور عبیر کے قمقموں سے ہولی کھیلنے میں مصروف ہوئیں رفتہ رفتہ یہ تمام رسمیں عام ہوگئیں دور دراز کے لوگ اس عیش و عشرت میں حصہ لینے کے واسطے جمع ہونے لگے موسم بہار میں اور اراکبیر سرار اکبیر کہنے بارش کے زمانہ میں روزمرہ رہس کا ناچ ناچنے لگے یہ رسمیں اب تک مروج ہیں تمام لوگ اندر دیوتا کی پرستش اور اوس کے واسطے قربانی کرنے کی رسم کو جو ہمیشہ کرتے تھے بھول گئے ان مخرب اخلاق اعمال کی ایجادوں نے عیاش مزاج نوجوانوں کے دلوں میں کرشن کی محبت پیدا کردی اکرور نے اوس کو مشورہ دیا کہ متھرا کے راجہ کنس کے دربار میں جاؤ اور مشت زنی کے کھیل میں شریک ہو کرشن اکرور کے مشورہ کے موافق کنس کے دربار میں پہنچ کر مشت زنی کے کھیل میں شریک ہوا کھیل کے وقت ہنسی ہنسی میں اوس نے اول ایک مشت زن کے دوبارہ راجہ کنس کے ناک پر ایک ایسا گھونسا مارا جس سے دونوں جانبر نہو سکے کنس کے مرجانے پر کرشن نے کنس کی رانیوں کے پاؤں پر سر رکھکر اپنے خطا کی معافی مانگی مگر کسی رانی نے معاف نہ کی اوگرسین تخت پر بیٹھا کچھہ زمانہ کے بعد اہل

متہرا سے متفق ہوکر کرشن کو گدی پر بٹھالا جب کرشن گدی پر بیٹھا اس کے ماتا پتا نند جسودا
اور گوکل کے لنگوٹیا یار گوالے دل بہلانے والی گوپیاں کرشن کے دربار میں حاضر ہوئیں
کرشن نے اپنے والدین کی طرف نہایت بیرخی سے دیکھکر کہا کہ جاؤ تم نہ میرے ماں باپ
ہو اور نہ میں تمہارا بیٹا ہوں میں جادون خاندان کا راجہ ہوں مجھکو اپنا راجہ سمجھکر میری
اطاعت کرو گوکل کے گوالوں اور گوپیوں کو جو تمہاری ساتھہ آئیں ہیں۔ لیجاؤ اور سمجھاؤ
کہ مجھسے کچھہ سروکار نہ رکہیں جس طرح سے میں گوپیوں سے اور گوپیاں مجھہ سے گوکل میں
ہنسی مذاق کرکے اپنا دل ٹہنڈا کیا کرتی تہیں اوسی طرح سے تمام گوالے گوپیوں سے
اور گوپیاں گوالوں سے ہنسی مذاق کرکے ایک دوسرے کا دل ٹہنڈا کیا کریں سب
لوگ کرشن سے نفرت کرکے چلے گئے کنس کی بیوہ رانیوں نے اپنے بہائی جراسندہ
سے جو مگدہ کا راجہ تہا راج کے چہن جانے اور کنس کے قتل ہونے کا سارا واقعہ بیان کیا جراسندہ جرار
فوج لیکر متہرا پر حملہ آور ہوا کرشن مقابلہ کی تاب نہ لاکر بہاگا اور دوارکا میں پناہ گزیں ہوا یہاں اس نے
اپنی بہن سبہدرا کا ارجن کے ساتھہ اور اپنے لڑکے کا دریودہن کی لڑکی کے ساتھہ بیاہ کرکے ارجن اور دریودہن سے نیا رشتہ
جوڑا۔ جب ارجن نے جگ کیا تمام راجے مہاراجے جمع ہوئے چونکہ اس زمانہ میں
یہ دستور تہا کہ کہانا کہانے کے واسطے ٹونٹی دار لوٹا سے اول اوس شخص کے ہاتہہ
دہلائے جاتے تھے جو حاضرین میں سب سے معزز سمجہا جاتا تہا اس رسم کو پہلا ارگ
کہتے تہے ارجن نے پہلا ارگ دینے کے واسطے اپنے سالے کرشن کو منتخب کیا اس
انتخاب پر راجہ سسپال نے ناراض ہوکر کہا کہ کرشن ایسے شخص کا جس کی ولدیت
معلوم نہیں قومیت کی صحت نہیں اصلیت کا پتہ نہیں بدچلنی میں مشہور بیدہرمی میں معروف
ہے سسپال ایسے معزز راجہ کے مقابلہ میں اعزاز کرنا تمام راجاؤں کی توہین
کرنا ہے راجہ سسپال کے زبان سے یہ توہین کے الفاظ سنکر کرشن نے اچانک
حملہ کرکے راجہ سسپال کو قتل کر ڈالا تمام حاضرین جلسہ پر اوس کا رعب چہا گیا کسی کو

چونکہ جوا کہیلنے کی جرأت نہ ہوئی ارجن کی اس کامیابی کو نظر حقارت سے دیکھکر سوکورو نے پانچ پانڈوکو ذلیل کرنے کا مشورہ کیا بہیشم نے کہا کہ پانڈو کو چوسر کہیلنے کی دعوت دیجاوے اگر وہ کہیلنے پر رضامند ہوں تو اون کا تمام راج پاٹ دہن دولت چہین لیجاوے اور اگر کہیلنے سے گریز کریں تو مشہور کیا جاوے کہ یہ لوگ چہتری نہیں ہیں اسی وجہ سے جوا کہیلنے کے میدان میں نہیں آتے اور تمہارا بازی سے جو چہتریوں کا خاص دہرم ہے گریز کرتے ہیں بہیشم کی راے صایب مان کر سوکورو نے پانڈو کو چوسر کہیلنے کے واسطے مدعو کیا ارجن خوشی سے جوا کہیلنے پر رضامند ہوگیا اور تمام اپنا راج پاٹ دہن دولت بہائی بی بی سب ہار گیا دروپدی بجاے پانچ کے ایک سو پانچ شوہر والی بی بی ہوگئی سوکورو نے قبضہ کرنے کے بعد پانچوں پانڈو اور دروپدی کو اس شرط پر آزاد کر دیا کہ یہ لوگ جلاوطن ہو کر جنگل میں آباد ہوں پانڈو جنگل چلے گئے چونکہ کرشن کی وجہ سے ارجن کو یہ مصیبت جہیلنا پڑی تھی اس وجہ سے کرشن نے جنگل میں پہنچ کر ہمدردی کا اظہار کیا اور سوکوروں سے لڑکر ملک چہین لینے کا مشورہ دیا بارہ برس کے عرصہ میں اس نے جنگلی اقوام کی فوجیں جمع کر دیں پانچ پانڈو نے پانچال دوار کا اور جنگلی اقوام کی جرار فوج لیکر حملہ کیا سوکورو نے بنگال اور تمام اریہ قوم کی فوجیں ٹڈی دل دیوتاؤں کی اعانت سے مقابلہ کیا ارجن نے جب دیکھا کہ اوس کے بہائی چچا عزیز اقارب رشتہ دار مقابلہ کرنے کو کھڑے مارنے مرنے کو تیار ہیں اوس کا جی دہل گیا اور خایف ہو کر اوس نے اپنے سالے کرشن سے جو جنگ کا محرک تہا کہا کہ میں ایسے راج کو جس کے واسطے بہائیوں عزیزوں اقرباؤں کو قتل کرنا پڑے پسند نہیں کرتا کرشن نے غصہ ہو کر کہا کہ اخلاقی نیکیوں کو چہوڑ دو محبت اور مروت کے قانون کو توڑ دو چہتری کا دھرم سنگدلی اختیار کرو برہمنوں اوستادوں بہائیوں عزیزوں اقرباؤں رشتہ داروں مردوں عورتوں جوانوں بوڑہوں اور بچوں کو

یا کسی اختیار کے بدریعہ قتل کرو راج حاصل کرنے کی غرض سے ہر قسم کا کمر و فریب کرو جھوٹ بولو بدیدی اختیار کرو کرشن کی اس وحشیانہ تعلیم نے ارجن کے خیالات پلٹ دیئے اوس کی رگوں میں خون جوش کھانے لگا مرنے اور مارنے پر امادہ ہوگیا جنگ عظیم واقع ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ سو کورو قتل ہوگئے اندہا دہرتراشٹر ازرد خاطر ہوکر کل راج پانڈو کو دیکر معہ اپنی بی بی کے ہمالیہ پہاڑ پر چلا گیا اور آگ میں جل کر مرگیا چونکہ اس کی بی بی بھی اس کے ساتھہ آگ میں جلکر مرگئی اس وجہ سے عورتوں میں ستی ہونے کی رسم جاری ہوئی تمام پت برتا استریاں سمجھنے لگیں کہ ہم کو پیدا کرنے والے کی عبادت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اپنے پت کی اطاعت کرنا اور اوس کے مرنے پر اوس کے ساتھہ چتا میں جل کر مرجانا نجات حاصل کرنے کے واسطے کافی ہے سلاطین اسلامیہ نے اپنے عہد حکومت میں خاصکر اکبر نے اس رسم کے مسدود کرنے کی کوشش کی تمام ہندو متفق ہو کر کہنے لگے کہ یہ رسم وید کے موافق ہے جس کا انسداد کرنا ویدک دہرم میں دست اندازی کرنا ہے چونکہ اوس زمانہ میں سلاطین اسلامیہ کی ایسی حکومت ہندوستان پر نہ تھی جیسی آج برٹش گورنمنٹ کی ہے اس وجہ سے سلاطین اسلامیہ کے زمانہ میں یہ رسم موقوف نہ ہوئی ۱۸۱۹ء میں عاملان دولت برطانیہ نے ستی کی رسم جاری رکھنے والوں کو سخت سے سخت سزائیں دے کر اس رسم قبیح کو مسدود کردیا جب یہ رسم موقوف ہوگئی عام طور پر تمام ہندو کہنے لگے کہ یہ جاہلانہ رسم ویدک دہرم کے خلاف تھی پانڈو اپنے بھائیوں کو قتل کرنے اور دہرتراشٹر سے راج حاصل کرنے کی خوشی میں ہر سال بڑے گھوڑے کی قربانی (اسومیدہ) کرتے تھے۔ راجہ سیپال کے مانند بھوپال کے لوگ بھی کرشن کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے ایک مرتبہ جب کرشن بھیشمی کی بیٹی سے بیاہ کرنے گیا بھوپال کے لوگوں نے تالیاں بجا بجا کر

اوس کا مضحکہ اوڑایا اور کہا سے پہوپہی ستایا ہن آہو + یعنی کرشن بڑ وجس پاپیو (بہاگوت) جنگ مہابہارت کے بعد کرشن نے جاترا کی طیاری کی اہل دوارکا یہ خبر سن کر کہ کرشن معہ اپنی فوج کے جاترا کو آرہا ہے اوس کے استقبال کی تیاریاں کرنے میں مصروف ہوئے بیشمار شراب کے قرابے جمع کئے جملہ سامان عیش وعشرت فراہم کیا جب کرشن کا لشکر دوارکا میں داخل ہوا اہل دوارکا نے بڑے تپاک سے اوس کا استقبال کیا جاترا کرنے کے بعد لوگ خورونوش عیش وعشرت میں مصروف ہوئے محفل رقص وسرود گرم ہوئی شراب کا دور چلنے لگا نشہ کی حالت میں کسی نے کچھ کہا جس کا کسی نے کچھ جواب دیا ایک نے سخت کلامی کی دوسرے نے گالی دی تیسرے نے تلوار نکالی لڑائی شروع ہوگئی کرشن جس نے مخلوق الہی کے غارت کرنے کا بیڑہ اوٹھایا تھا شمشیر برہنہ کرکے کھڑا ہوا اور اپنی فوج کو قتل عام کرنے کا حکم دیکر خود بھی قتل کرنے میں مصروف ہوگیا اہل دوارکا جس میں اوس کے لڑکے پوتے عزیز اقارب سب شامل تھے بلا کسی امتیاز کے بیدریغ قتل ہونے لگے ایک ظالم سفاک غارتگر کی دعوت کرنے کا مزہ چکہنے لگے جب قتل عام ہوچکا کرشن ایک درخت کے نیچے لیٹ رہا اہل دوارکا میں سے کسی شخص نے موقع مناسب سمجھکر اوس کو ایسے تیر کا نشانہ بنایا کہ زخم کاری سے جانبر نہ ہوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح سے اوس نے بیشمار بیگناہوں کو قتل کیا تھا قتل ہوا اور دوارکا کی زمین ایک مفسدہ پرداز ترائی سے پاک صاف ہوگئی۔

داخلہ کے وقت آریہ قوم سنسکرت - پراکرت - مہاراشٹری پراکرت کی زبانیں اپنے ہمراہ لائی تھی سنسکرت زبان میں وید کا لفظ علم اور فن کے معنی میں مستعمل تھا اوس زمانہ میں لوگوں کو جب کسی خاص علم اور فن کے اظہار کرنے کی ضرورت پڑتی تھی اوس مخصوص علم اور فن کا نام لیکر عموما رگ وید کا لفظ استعمال کرتے تھے جیسے علم طب کو اپروید علم سیاست کو دہنروید علم موسیقی کو گاندہرو وید علم طبعیات صنعت وحرفت کو ارتہہ وید وغیرہ کہتے

تھے لفظ وید کے کثرت استعمال سے ناواقف اشخاص کے دلوں میں یہ خیال پیدا
کردیا کہ وید کسی خاص کتاب کا نام ہے جو تمام علوم اور فنون کا منبع ہے نہایت قدیم
زمانہ کے آریہ تنہائی میں سوچ کر اپنے خیالات اور عقاید کا نظم میں اظہار کیا کرتے تھے جنکو منتر کے لفظ سے تعبیر کرتے
تھے منتر کے لغوی معنی گپ چپ کہنا تنہائی میں کہنا اس قسم کے منتر صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں
بھی تصنیف کرتی تہیں مصنفین اپنی تصانیف کو خود زبانی یاد رکھتے تھے اور صرف اپنی اولاد
کو یاد کراتے تھے عرصہ دراز تک یہ ہی دستور جاری رہا جنگ مہابھارت کے بعد ماس
نے راجہ رامچندر کے زمانہ سے پانچ پانڈو کے زمانہ تک کے مصنفین کا کلام اپنے چار
شاگردوں رگ یجر سام اور اتہروں کے ذریعہ سے جمع کرایا جس کو رگ نے جمع کیا اوس
کا نام رگوید جس کو یجر نے جمع کیا اوس کا نام یجروید جس کو سام نے جمع کیا اوس کا نام سام وید جس کو
اتہروں نے جمع کیا اوس کا اتہرون وید اور کل مجموعہ کا نام وید بیاس ہوا بعض ہندو کہتے ہیں کہ
رک کے لغوی معنی بلند آواز سام کے لغوی معنی گانی چیز۔ یجہ کے لغوی معنی دیوتاؤں کی
پوجا کرنا مل بیٹھنا اور خیرات کرنا جس مجموعہ میں اگنی اندر وایو وغیرہ مختلف دیوتاؤں سے پکار پکار کر مدد
مانگنے والے منتر جمع کیے گئے اوسکا نام رگوید ہوا جب استعمال سے کاف گاف سے بدل گیا رکوید کو رگوید کہنے لگے اس مجموعہ سے گانے والے منتروں
منتروں کا علیحدہ انتخاب کر کے سام وید نام رکھا اس وید کو علیحدہ تیسرا وید خیال کرنا ایک عام غلطی ہے جس مجموعہ میں دیوتاؤں کی پوجا کرنا
مل بیٹھنا خیرات کرنا سکھلایا گیا اور صرف اسی قسم کے منتر جمع کئے گئے اوس کا نام یجروید ہوا اس مجموعہ
میں رگوید کے منتروں کے علاوہ منثر کے جملے بھی شامل ہیں جو ۶۰۹ مختلف جانوروں کی
قربانی کرنے کا طریقہ بتلاتے ہیں چونکہ منوسمرتی جوگ بشسٹ وغیرہ پشتکیں صرف رگوید
یجروید اور سام وید کا ذکر کرتی ہیں اتھرون وید کا کچھ تذکرہ نہیں کرتیں اس وجہ
سے بہت سے ہندو اس وید کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ برہمنوں نے پرانی تعلیم
کے خلاف اس میں بہت کچھ اضافہ کیا ہے یہ نیا وید جدید تعلیم ہونے کی وجہ سے
ناقابل تسلیم ہے ان چاروں ویدوں کے ماننے والوں میں بہت کچھ اختلاف ہے

ایک وید کے ماننے والوں کو ویدی دو وید کے ماننے والوں کو دوبے تین وید
کے ماننے والوں کو ترویدی چاروں وید کے ماننے والوں کو چوبے کہتے ہیں بمبئی
کے برہمن کہتے ہیں کہ ایک ہی وید کے ماننے والے مردوں اور عورتوں کا آپس میں ازدواج
ہو سکتا ہے غیر وید کے ماننے والے مردوں اور عورتوں کا آپس میں ازدواج نہیں
ہو سکتا یعنی رگ وید ماننے والے مردوں کا رگوید ماننے والی عورتوں کے ساتھ
یجروید کے ماننے والے مردوں کا یجروید کے ماننے والی عورتوں کے ساتھ سام وید
کے ماننے والے مردوں کا سام وید کے ماننے والی عورتوں کے ساتھ اور اتھرب
وید کے ماننے والے مردوں کا اتھرون وید کے ماننے والی عورتوں کے ساتھ بیاہ
ہو سکتا ہے بمبئی کے برہمن اسی قاعدے پر عمل کرتے ہیں بدھ مت والے جینی
نانک پنتھی۔ کبیر پنتھی وغیرہ ویدوں کو بالکل نہیں مانتے ممالک متوسط اور بہار
میں اہل ہنود کی ایک چوتھائی آبادی وید کے قوانین کو نہیں تسلیم کرتی۔ آریہ سماج
کا بانی دیانند سرستی اپنے دھرم کا انحصار رگوید یجروید سام وید اور اتھروں وید
پر کرتا ہے۔ لیکن وید منتر کے مطالب جو چاہتا ہے بیان کرتا ہے اکثر لفظوں کے
وہ معنی بتلاتا ہے جو لغت میں نہیں پائے جاتے جب اسی نے اعلان کیا کہ ابتدائی
پیدائش میں اگنی۔ وایو۔ ادیتہ اور انگرا رشی کے برابر کوئی نہ تھا یہ لوگ تمام
جیون سے پاک تھے پرماتما نے ان کے اتما میں ایک ایک وید ظاہر کیا سناتن
دھرمیوں نے فوراً جواب دیا کہ نہیں نہیں یہ ایجاد بندہ از سر تا پا غلط ہے وید اول
روحانی قوانین کا مجموعہ ہیں جن کو مختلف زبانوں میں مختلف اشخاص نے دریافت
کئے ان قوانین کے تدوین کرنے والے رشی تھے جنکو ہم معزز ممتاز اور کامل سمجھتے ہیں
اور بلند آواز سے کہنے کو تیار ہیں کہ اعلیٰ درجہ کے مدونان قانون میں ہماری
عورتیں بھی شامل ہیں یہ فخر بجز اہل ہنود کے اور کسی اہل مذہب کو حاصل نہیں

اپنے کلام کی تائید میں ہم کہتے ہیں کہ ہر منتر کی پیشانی پہ اوس دیوتا کا نام جس کی تعریف میں وہ منتر تصنیف کیا گیا اور تصنیف کرنے والے کا نام لکھا ہوا ہے جس کو دیکھنا ہو وہ ہر چہار وید کو اوٹھا کر دیکھ لے دیانند سرستی نے اپنے کلام کی تائید کی اوسیچی بات کو یہ کہکر جھٹلایا کہ منتر کی پیشانی پہ جو نام لکھا ہوا ہے وہ اوس رشی کا ہے جس کو اول اول اوس منتر کا علم ہوا اور جس نے اوس منتر کے مطالب کو دوسروں پہ ظاہر کیے جو شخص یہ کہے کہ منتر کی پیشانی پہ منتر تصنیف کرنے والے کا نام لکھا ہے وہ جہوٹا ہے ہر منتر کی پیشانی پہ مداح اور ممدوح کے علاوہ راگ - سر اور تال کا حوالہ بھی درج ہے تاکہ گانے والوں کو کسی قسم کی دقت نہو چونکہ گانے والے گانا شروع کرنے کے قبل بے معنی الفاظ کا استعمال کرنا آواز سنبہالنے کے واسطے ضروری سمجھتے ہیں جیسے قوال ا - آ - آ - اہی والکتہک "تا تہی تہی تہیا - ستارہ ڈاڈر ڈارلسار مونیم بجانے والے گانا یدنی وغیرہ کہکر گانا بجانا شروع کرتے ہیں اسی طرح سے قدیم زمانہ میں رگوید کے گانے والے اوم اور یجروید کے گانے والے ہی کہکر گانا شروع کرتے تھے دیانند نے اوم کو پیدا کرنے والے کا نام تبلا دیا لیکن یہ تبلانا بہول گیا کہ ہی کس کا نام ہے جس کو یجروید کے گانے والے استعمال کرتے ہیں چونکہ ویدوں کا پڑھنا اور پڑھانا صرف برہمنوں کی ذات سے والستہ تہا اس وجہ سے یہ علم صرف برہمنوں کی ذات میں محدود رہا ویدوں کی تفسیریں اور ترجمہ جسقدر لکھے گئے سب برہمنوں نے لکھے کسی دوسری جماعت نے دست اندازی نہیں کی ویدوں کی اول اول شست پتہہ - اتیرے - گوپتہ - سام ودہان جا - تفسیریں لکہی گئیں ان کے بعد راون - اوٹ - اور مہی دہر وغیرہ نے ترجمہ کیا تقریباً ۱۳۰۰ء اسلامی سلطنت کے عہد مبارک میں سائن اچاریہ نے جو بیجانگر کے وزیر کا بہائی تہا کئی ہزار برہمنوں کو نوکر رکہکر ویدوں کی تفسیر لکھوائی یہ تفسیر تین حصوں میں منقسم

ہوئی اول حصہ میں ہر فقرہ کا ترجمہ موقع موقع پر ہر اجمال کی تفصیل اور تشریح دوسرے
حصہ میں صرفی قواعد نحوی ترکیب معقولی قوانین تیسرے حصہ میں سنسکرت محاورات
درج کئے ان برہمنوں نے منتروں کو بڑی احتیاط سے حل کیا اور اس امر کا کافی
لحاظ رکھا کہ کوئی لفظ کم وبیش نہو ترجمہ ایسا ہو جو ہر شخص کے سمجھ میں آئے فقرہ
طلب مضامین کی مفصل سرگذشت ہو چونکہ یہ تفسیر بڑی احتیاط سے لکھی گئی تھی اس
وجہ سے اوس زمانہ کے جملہ اہل ہنود نے متفق ہو کر اس تفسیر کو پسند کیا اور تمام
تفسیروں پر اس تفسیر کو ترجیح دی اس تفسیر کا بنگالی جرمنی انگریزی وغیرہ وغیرہ زبانوں
میں ترجمہ ہوا جس کے ذریعہ سے مجھکو معلوم ہوا کہ وید منتر کے مصنف لکھتے تھے کہ اے
اگنی ہمارے دشمنوں کو جلاوے - اے ورن ہم سے کون سی ایسی خطا ہوئی ہے جسکی
وجہ سے تو اپنے پوجاریوں کو ہلاک کرنے کی جستجو کرتا ہے ہم سے جو خطا سرزد ہوئی ہے
وہ شراب پینے جوا کھیلنے اور سخت ضرورت کو رفع کرنے کی غرض سے ہوئی ہے - اے
ورن ہم نے برا کیا ہم پر رحم کر ہمارے باپوں کے خطاؤں کو معاف کر ہمارے دشمنوں
کو اس مدح سرائے کے صلہ میں ہلاک کر کالے چمڑے والوں کو غارت کر جس کے عوض
میں ہم تیرے واسطے قربانیاں کریں گے (رام اور کرشن دونوں کالے چمڑے کے تھے)
جیسے بیج دینے والا سانڈ گایوں میں جفت ہونے کے واسطے اپنے زور سے پہنچتا ہے
ویسے ہی اندر عمدہ صفات کی بارش کرنے والا صاحب ثروت کل دنیا کو بنانے والا
اپنے بل سے دہرماتما ادمی کو پہنچتا ہے - جیسے باپ اپنی کنواری بیٹی سے جماع کرتا
ہے ویسی ہی بادل زمین پر اپنی بوندیں برساتا ہے - (رگوید) جیسے باپ اپنی بیٹی
سے جماع کرتا ہے ویسے سورج صبح صادق میں کرنیں چھوڑتا ہے - (رگوید) جیسے پیاسا
ہرن دوڑ کر تالاب یا ندی سے پانی پیتا ہے ویسے اندر ہمارے قابل تعریف
بچہ کا پانی پیتا ہے (رگوید سوکت ١٦ منتر ٥) جیسی کبوتر کبوتری کے پاس جاتا ہے

ویسے ہی اندر ہماری بولی پہنچتا ہے (رگوید سوکت ۳ منتر ۴) جیسے گھوڑا گھوڑی سے حفیت ہوتا ہے ویسے پڑھی ہوئی عورت سے بھی ہوتا ہے (رگوید سوکت ۱۰ منتر ا) اے سیکڑوں ترکیبیں جاننے والے راجہ میں تیری رعیت اور فوج کے گیت گانے والا ہوں مجھکو پڑوسی ایسا ستاتے ہیں جیسے خاوند کو اوسکی بہت سی بیبیاں ایذا پہنچاتی ہیں جیسے چوہے سوت کاٹ کر کہاتے ہیں ویسی ہی مجھے بھی مدد دے۔ (رگوید سوکت ۱۰۵ منتر ۸)

اے اگنی برہمن لوگ تجھکو سراہتے ہیں تاکہ تو خوش ہو کر ہمارے دشمنوں کو مارے اے اگنی غرور نہ کرنے والے تو اپنے گھر میں جاکر جاگ اور ہم کو بھی جگا۔ اے فریبی ورتر کو مارنے والے اندر چمکتی ہوئی بجلیوں اور گرجوں سے بھرے ہوئے بادل کے ساتھ آیا ہے تجھڑے ہوم سوم کے عرق کو قوت حاصل کرنے کے واسطے پی۔ ششت پتہ برہمن کے ذریعہ سے ابتدائی آفرینش کی یہ روایت معلوم ہوئی کہ آگ پرجاپتی کے سامنے کھڑی ہوگئی پرجاپتی نے خائف ہو کر ہاتھ ملے ہتھیلیوں سے دودھ بہنے لگا پرجاپتی نے دودھ کو آگ میں ڈالدیا اور اوشادہی کہکر جلایا اوسکا زمین پہ نباتات پیدا ہوگئی دوبارہ ہاتھ ملا صاف دودھ نکلا اوس کو بھی سوہا کہکر آگ میں ڈالدیا سورج اور ہوا دو چیزیں پیدا ہوگئیں۔ اگنی۔ سورج۔ اور وایو گاتیری منتر پڑھکر روانہ ہوئے تہوڑی دور چلنے کے بعد دیوتا گائے پرسوار چلے گائے نے اگنی سورج اور وایو کو دیکھکر سریلی آواز نکالی اگنی سورج اور وایو نے آواز کو سنکر کہا کہ گائے سب سے عمدہ خوراک لذیذ مزہ دار اور زندگی کا ذریعہ ہے اس کا ہون کرنا چاہئے اور چونکہ آواز گائے سے نکلی ہے اس وجہ سے ہون کرنے میں گانا بھی ضرور ہونا چاہئے۔ اگنی نے عاشق ہو کر گائے کے ساتھ جماع کیا اوسکی منی سے دودھ بنا۔ جب گائے کے ہون کرنے کا ارادہ

کیا گیا دیوتا آپس میں لڑنے لگے ہر ایک نے چاہا کہ پہلا حصہ مجھکو ملے جب جھگڑا پڑا دیوتا لڑتے ہوئے پرجاپتی کے پاس گئے اور تصفیہ کرنے کے خواستگار ہوئے پرجاپتی نے اس مناقشہ کا اس طرح پر فیصلہ کیا کہ پہلا حصہ اگنی کو اپنے تخم کی ترقی دینے کے واسطے دیا جاوے دوسرا حصہ سورج کو پیمانہ دہ والونکو ملے متخاصمین اس فیصلہ سے رضامند ہو گئے۔

دیوتاؤں نے سب سے پہلے ایک آدمی کا ہون لیا جب وہ قربانی کرکے آگ میں ڈالا گیا اوس کی خوشبو نکلی جو گھوڑے میں گھس گئی گھوڑا قربانی کرکے آگ میں ڈالدیا گیا اوس کی خوشبو بیل میں گھس گئی بیل قربانی کرکے آگ میں ڈالا گیا اوس کی خوشبو بکری میں گھس گئی وہ بھی قربانی کرکے آگ میں ڈالی گئی اوس کی خوشبو زمین میں گھس گئی۔

منو نے ایک سانڈ چھوڑا اوس کی پھونکار سے راکشش جلنے لگے راکششوں نے منو سے کہا ہم تمہارے سانڈ کا ہون کرنا چاہتے ہیں منو نے منظور کیا سانڈ کا ہون کیا گیا ہون کرتے وقت سانڈ کے منہ سے آواز نکلی جو منو کے استری منادی میں گھس گئی اور وہ ہی کام کرنے لگی جو سانڈ کیا کرتا تھا راکششوں نے مجبور ہوکر منو سے کہا کہ ہم تمہاری استری کا ہون کرنا چاہتے ہیں منو نے منظور کیا منادی قربانی کرکے ہون میں ڈال دی گئی۔

الغرض ویدوں کی تفسیروں اور ترجموں سے معلوم ہوا کہ قدیم آریہ بہت سے باپ رکہتے تھے اگنی اندرو غیرہ دیوتاؤں کو پوجتے شراب پیتے جوا کھیلتے زنا کرتے خلاف وضع فطری اٹھاتے جانوروں اور انسانوں کو ہون میں ڈال کر ہلاک کرتے اور عقیدہ رکہتے تھے کہ قربانی کرنے والے معہ اوس کے جس کو ہون میں ڈالتے ہیں سیدھے بیکنٹھ کو معہ اوس کے جس کو ہون میں ڈالتے ہیں چلے جاتے ہیں

خطایئں معاف ہوجاتی ہیں دشمن بلا کسی خطا کے محض بد دعا کرنے پر ہلاک ہوجاتا ہے یہ لوگ اپنی بیٹی کے ساتھہ جماع کرنا بہت اچھا سمجھتے تھے رفتہ رفتہ جب شائستگی بڑھی بیٹی کے ساتھہ جماع کرنے کو یہ لوگ برا سمجھنے لگے منو تے تلقین کی کہ بیٹی کیساتھہ جماع کرنے سے پاپ ہوتا ہے اگر کوئی شخص اس فعل کا ارتکاب کرے تو وہ پنچ گو یہ گائے کا پیشاب نوش کرے آریہ قوم کے لوگ اب تک شراب پیتے جوا کھیلتے اور زنا کرتے ہیں البتہ عاملان دولت برطانیہ کے خوف سے انسانوں کو بھینٹ چڑھانے اور رسم خلاف وضع فطری اوٹھانے سے مجبور رہیں اگلے زمانہ میں ہندو راجے اپنی رانیوں سے فخریہ اس جرم کا ارتکاب کراتے تھے گورکھپور کے راجہ کا قصہ مشہور ہے کہ اوسنے اپنی پیاری رانی کا سماگم گھوڑے سے کرایا جس کی وجہ سے رانی مرگئی سلاطین اسلامیہ نے اپنی عہد حکومت میں اس فعل کو جرم قرار دیا برٹش گورنمنٹ نے بھی مرتکبان جرم کو سخت سزائیں دیں جس کی وجہ سے ویدک دھرم کی یہ وحشیانہ تعلیم ہندوستان سے نیست و نابود ہوگئی سلاطین اسلامیہ نے اپنے عہد حکومت میں انسانی قربانی کرنے کا انسداد کیا لیکن جہاں جہاں تسلط اچھی طرح سے نہیں ہوا تہا وہاں برابر انسانی قربانیاں کیجاتی رہیں مدراس کے اضلاع درگاپٹم اور گنجم وغیرہ میں جہاں کانڈہ کی قوم کثرت سے آباد ہے ۱۸۳۵ء تک انسانی قربانیاں ہوتی رہیں یہ قوم اپنے مسکن کے مواضعات ملحقہ سے انسانوں کو خرید کرکے نہایت محبت سے اپنے جھونپڑوں میں رکھتی تہی گاؤں کا ہر شخص باری باری سے ان خریدے ہوئے انسانوں کو نہایت نفیس اور لذیذ کھانا کھلاتا تہا جب تہوار کا دن آتا اس قوم کے لوگ ان کے کان میں یہ کہکر کہ ہم نے تم کو روپیہ دیکر خریدا ہے تمہارا خون ہماری گردن میں نہیں زمین کے دیوتا کے نذر کردیتے تھے اور تمام خون گوشت پوست کو پرشاد کے طور پر کہاتے تھے اس رسم کو مرہیی کہتے تھے جس کو سال میں دو مرتبہ انجام دیتے تھے ۱۸۳۵ء میں عاملان دولت برطانیہ نے

حکومتیں مجرم کو سخت سزائیں دیکر کافی طور پر الٹ ادا کرو یا اب یہ قوم بجائے انسانی قربانی کرنے کے سال میں دو مرتبہ بکری کی قربانی کرتی ہے - ۱۸۶۶ء میں بنگال کے بہت سے مندروں اور کلکتہ میں کالی کے مندر میں انسانوں کے سر کٹے ہوئے پھولوں سے ڈھکے مورتوں کے سامنے رکھے ہوئے ملے جن کے ذریعہ سے یقین کیا گیا کہ ان مندروں میں انسانی قربانی کیجاتی ہے انسداد کیا گیا اور بلیدان موقوف ہوگیا - اوجین کے قریب ایک پہاڑ کی چوٹی پر چند اگھوڑی رہتے تھے جب ہندو اپنے مردوں کو جلانے کے واسطے مرگھٹ میں لیجاتے اور چتا میں مردوں کو رکھکر آگ لگا دیتے یہ اگھوڑی فوراً پہنچ کر بہنی ہوئی نعش کو چتا سے نکال کر کھاتے تھے - مردوں کے ورثا اس خیال سے کہ اگھوڑی شیوجی کے پجاری ہیں اگر ان سے مزاحمت کی گئی تو شیوجی ناراض ہوکر مردے کو سخت عذاب میں مبتلا کریں گے اور اگر مزاحمت نہ کی گئی تو شیوجی خوش ہوکر اس کو سُرگ میں داخل کردیں گے - کوئی شخص اس خوف سے اگھوڑیوں سے مزاحم نہ ہوا لیکن بعض لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس قبیح رسم کو دیکھنا روا نہ رکھکر مہاراجہ سیندھیا سے شکایت کی ۱۸۸۱ء میں مہاراجہ سیندھیا نے اگھوڑیوں کو عمدہ خوراک بہم پہنچانے کا انتظام کیا جسکی وجہ سے اگھوڑیوں نے مُردار جیسی ناپاک چیزیں کھانا ترک کردیں -

جب قدیم آریوں نے قربانی ادا کرنے کی رسم میں روز افزوں ترقی کی اور پھر چہار وید مکمل قواعد تبلانے سے قاصر ہوئے برہمنوں نے ہر وید کے ساتھ نثر کا حصہ شامل کیا جس کا نام برہمن رکھا - رگوید برہمن میں لفظوں کا تلفظ کرنا یجروید برہمن میں یجہ کرنا سام وید برہمن میں راگ گانا تبلایا اور اتھروید برہمن میں منتروں کی تشریح کی جب آبادی بڑھی کچھ لوگوں کو جنگلی جانوروں کے مانند پہاڑ کے غاروں میں رہنے کا شوق ہوا آرنیک تصنیف کیا گیا جس میں گھر بار چھوڑنے کی تعلیم دی گئی رفتہ رفتہ جب لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا

ہوا کہ ویدک دیوتاؤں کے علاوہ پیدا کرنے والا کوئی دوسرا شخص ہے جس کا
ہر چہار وید میں کچھ تذکرہ نہیں پچاس سے زیادہ آپ نشد تصنیف کئے گئے جن میں
سے دیانند سرستی صرف ایش - کین - کٹھہ - پرشن - منڈک - مانڈوکیہ - تیتریہ -
ایتریہ - چہاندوگیہ - برہدارنیک - صرف دس اُپ نشدوں کو مانتا ہے ان اوپنشدوں
میں پیدا کرنے والے کے نام تبلائے گئے جب برہمنوں کے اختیارات وسیع ہوئے
اونہوں نے ہر رسم کے ادا کرنے کے واسطے مختصر الفاظ میں قواعد بنائے جن کا
نام سوتر رکھا قربانی کرنے کے واسطے کلپ سوتر شادی بیاہ کے واسطے گرہ سوتر
وغیرہ تصنیف ہوا اور ہندو دہرم کا انحصار - انہیں سوتروں پر ہو گیا ان سوتروں
میں برہمنوں نے اپنے ذات کی بڑے شد و مد سے فضیلت بیان کی - جب حقوق وراثت
وغیرہ کے قواعد مرتب کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی سمرتیاں تصنیف ہوئیں ان
سمرتییں میں سے صرف منو سمرتی مقبول ہوئی - کچھہ زمانہ کے بعد لوگوں نے شاستر
تصنیف کرنا شروع کیا جن لوگوں نے ان شاستروں کی تعلیم کی وہ بجائے ویدی
دویدی - تربیدی اور چوبے کے شاستری کہلائے ہر فن کا ایک شاستر بنایا گیا
راجہ بہوج کے زمانہ میں کوکا پنڈت نے کوک شاستر مرتب کیا جس میں عورتوں
کو پدمنی - چترنی - ڈنکنی - سنکہنی چار قسموں میں تقسیم کر کے ہر ایک کے فرج کے
عمق اور مردوں کے آلہ کی درازی بتلا کر ۸۴ طریقہ سے جماع کرنے کا طریقہ
سکہلایا جس کا نام آسن رکھا - زمانہ موجودہ کے لوگ صرف شکشا - کلپ - ویاکرن
چہند - جوتش اور نروکت چہہ شاستروں کو مانتے ہیں - کپل نے دیوتاؤں کے
وجود کا انکار کر کے ظاہر کیا کہ دنیا خود بخود مادہ سے بنی ہے جس کو پیرکرتی
کہتے ہیں روح اور مادہ دونوں ازلی ہیں جن کا نہ آغاز ہے نہ انجام یہ ہمیشہ
سے ہیں اور ہمیشہ قایم رہیں گے روح اور مادہ کے علاوہ کوئی دوسری چیز

نہیں دیوتاؤں کا وجود محسوس نہیں ہوتا اور نہ ثابت ہوسکتا ہے اس وجہ سے ویدک دہرم کے موافق اگنی - اندر - وایو وغیرہ سے التجا کرنا محض بے فایدہ ہے - مہابیر نے اعلان کیا کہ ویدک دہرم کے موافق قربانیاں کرنا بیجا ہے تمام ذی روح برابر ہیں ہر جاندار کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہیے گوشت خواری مذموم اور قابل ترک ہے کوئی فعل ایسا نہ کرنا چاہیے جس سے کسی جاندار کو مضرت پہنچے ہر زمانہ میں ۲۴ جینیا ہوتے ہیں ۲۴ زمانہ گذشتہ میں گذر گئے ۲۴ زمانہ موجودہ میں موجود - ۲۴ زمانہ آئندہ میں پیدا ہوں گے جن کی پرستش کرنا چاہیے جو لوگ اس کے ہم خیال ہوئے وہ جینی یا سراوگی کے نام سے مشہور ہوئے ان لوگوں نے اپنے دہرم کے قواعد و ضوابط مہاراشٹری پراکرت کی زبان میں مرتب کئے اور ویدک دہرم سے بالکل علیحدہ رہکر ان لوگوں نے اپنے مندر علیحدہ بنائے یہ لوگ قبل طلوع اور بعد غروب آفتاب کہانا نہیں کھاتے محض اس خیال سے کہ چھوٹے چھوٹے جاندار کیڑے کھانے میں شامل ہوجاتے ہیں جن کا تاریکی کی وجہ سے معلوم کرنا ناممکن ہے یہ لوگ خواہ کیسی ہی صاف ستھری جگہ کیوں نہ ہو زمین کو جہاڑ کر بیٹھتے ہیں اس خیال سے کہ کوئی کیڑا مکوڑا دب کر نہ مرجائے اس جماعت کے لوگ سوتمبرا اور دگمبرا کی دو مختلف جماعتوں میں منقسم ہیں ہر دو جماعت کے لوگ ہندو ہونے سے قطعی انکار کرتے ہیں - سدہودہن راجہ کپلوست کا لڑکا گوتم بدھ اہنسا پر عمل کر کے سنیاسی ہوگیا اور پہاڑ کے جنگلوں میں وحشی جانوروں کے مانند سات برس تک گھومتا رہا جہاں اوس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مخلوق پیدا ہوتی ہے مرتی ہے مگر پیدا ہوتی ہے دوبارہ مرتی ہے مرنا اور جینا کرموں کے موافق ہوتا ہے جس کا کرم دہرم کے موافق ہوتا ہے وہ اچھی صورت اختیار کر کے راحت پاتا ہے اور جس کا کرم دہرم کے مخالف ہوتا ہے وہ بری

صورت اختیار کرکے اپنے اعمال کی سزا بھگتتا ہے موجودہ زمانہ کی راحت اور کلفت گزشتہ زمانہ
کے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے جیسا کرتا ہے ویسا پاتا ہے کسی نیک عمل کا عامل بلا انعام
پائے ہوئے اور کسی جرم کا مرتکب بلا کسی سزا بھگتے ہوئے نہیں رہ سکتا۔ کوئی شخص برہمن
ہو یا پوجاری دیوتا ہو یا خود پیدا کرنے والا کسی شخص کو بلا نیک عمل کے انعام اور بلا
جرم کے سزا نہیں دیسکتا جو بویا جاتا ہے وہی کاٹا جاتا ہے مکتی ہر شخص کے واسطے یکساں
ہے خواہ برہمن ہو یا چھتری ویش ہو یا شودر ذات کی تخصیص نہیں وید منتر کو بار بار
پڑھنے دیوتاؤں کو پوجنے یجبہ کرنے جنگلی جانوروں کے مانند پہاڑ کے غاروں میں رہنے
کی ضرورت نہیں ہر شخص کو اپنا چال چلن درست کرکے غیروں کو راہ راست پر لانے
کی ہدایت کرنا چاہیے روح کچھ عرصہ تک ایک جسم میں رہکر اپنے اعمال کے موافق حیوانات
اور نباتات کے جون میں جاتی ہے جو لوگ دل کی اچھی طرح نگرانی کرتے خواہشات
کو چھوڑتے خودغرضی کی بیڑیوں کو توڑتے اور پورا گیان حاصل کرتے ہیں اون کی روح
بقاء دوام حاصل کرتی ہے ویدک دھرم کے موافق دیوتاؤں سے دعائیں مانگنا
گناہوں کی معافی چاہنا اپنی گوری رنگت پر فخر کرنا بیجا ہے یہ سوچ کر گوتم پہاڑ سے
اوتر آیا اور بنارس میں دلائل کے وسائل سے چیزوں کی حقیقت اور ماہیت کا دریافت
کرنا تبلا کر اوس نے اعلان کیا کہ روحیں ازلی اور دوامی ہیں بجز ارواح جملہ کائنات
حادث ہے ممالک متحدہ آگرہ اودھ اور بہار میں بہت جلد اس کے عقاید کی اشاعت
ہوگئی اس کے ۶۰ معزز چیلوں نے غیر ملکوں میں جاکر بدھ مت کی تلقین کی گوتم
۸۰ برس کی عمر میں کسی نگر میں (گورکھپور کے ضلع میں ایک تحصیل ہے جو زمانہ موجودہ
میں کسیا کے نام سے مشہور ہے) مرگیا اسنے تمام عمر راج سے قطعی تعلق نہ رکھا
گداگری کے ذریعہ سے بسر اوقات کی سنہ عیسوی سے ۲۵۰ برس قبل راجہ اشوک
نے ۶۳۰۰۰ بھکشوؤں کو جمع کرکے بدھ مت کے اصول اور قواعد جو پراکرت زبان

جو مرتب ہوئے تھے جمع کرائے سنہ ٦٣٤ء میں راجہ سلادت نے ٢١ باجگذار راجاؤں
اور مشہور مشہور نامی گرامی بھکشوؤں کو جمع کرکے پہلے دن بدھ کی دوسرے دن سورج
دیوتا کی تیسرے دن شیو کی مورت کا استہاپنا کرایا یہ راجہ ہر پانچویں سال الہ آباد کے
قریب جہاں گنگا اور جمنا ملتی ہیں عام لوگوں کی ٧٥ روز تک دعوت کرتا پنڈتوں اور
بھکشوؤں کو پرایر دان دچھنا دیا کرتا تھا جبتک بدھ مت سے لوگ راجہ ہوتے رہے
بدھ اور ہندو دہرم کے مندر قریب قریب بنائے جاتے تھے پنڈتوں اور بھکشوؤں کی برابر
قدر ومنزلت ہوتی رہی جب برہمن راج گدی پر بیٹھے بدھ مت کا زوال شروع ہوا
اور مسلمانوں کی آمد سے قبل سنہ ١٠٠٠ء تک خاتمہ ہوگیا اگرچہ موجودہ زمانہ میں بدھ مت
ممالک متحدہ سے جہاں پیدا ہوا تھا بالکل نسبت ونابود ہوگیا لیکن افغانستان مشرقی
ترکستان - بنگال - تبت - منگولیا - منچوریا - چین - جاپان - مشرقی ارچیپیلیگو - سیام
برہما اور لنکا میں موجود ہے حال کے ہندو بدھ مت والوں کو ہندو دہرم میں شمار
کرتے ہیں لیکن بدھ مت والے ہندو ہونے سے قطعی انکار کرتے ہیں موجودہ زمانہ
کے ہندو دہرم والوں کا شیو پران نیز یہ بیان کرتا ہے کہ آریہ دیوتاؤں نے
بدھ مت والوں کو جو وید کے مخالف تھے کچل ڈالا وشنو پران بدھ مت کا حامی کہتا
ہے کہ گوتم پیدا کرنے والے کا اوتار تھا اس کے ایجاد کئے ہوئے لوگ نے طریقے
اور اُپ نشد میں شامل ہیں عام طور پر جملہ ہنود گوتم کے ایجاد کئے ہوئے مسئلہ اواگون
کو مانتے ہیں کناد نے اعلان کیا کہ دنیا چھوٹے چھوٹے اجزا سے بنی ہے جس میں کسی قسم
کا تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا یہ اجزا ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں اس کا مت ویشیسک کہلاتا ہے۔
جس زمانہ میں ویدک دہرم کے بہت سے مخالف ہوگئے لوگ ویدک دہرم کو چھوڑ بیٹھے
جےمنی نے اعلان کیا کہ لوگوں نے ویدک دہرم فراموش کردیا میں خبردار کرتا
ہوں اس نے پورب میمانسہ لکھا چونکہ اسمیں پیدا کرنے والے کا کچھ ذکر نہ تھا۔

اس وجہ سے اس کے مقابل میں اوپنشد میانسہ لکھا گیا جس میں ہدایت کی گئی کہ پیدا کرنے والی کی بندگی کرو۔ روح مادہ اور کل کائنات اوسی کے ذات کی پیر تو ہیں تمام چیزیں اوسی سے نکلی ہیں اور آخر کار اوس میں فنا ہو جاویں گی جس طرح سے سمندر کا پانی بادل کی شکل میں ہوا پر اوڑتا ہوا زمین پر برسا پھر دریا میں شامل ہو جاتا ہے اوسی طرح سے دنیا کی ہر ایک چیز برہم سے ظہور پذیر ہوئی اور اوسی میں غائب ہو جائے گی صرف پیدا کرنے والے کی ایک ذات باقی رہے گی اور کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ بادرائن نے اعلان کیا کہ جس طرح سے چنگاری آگ کا جزو ہے اوسی طرح سے روح پیدا کرنے والے کا جزو ہے جو ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم میں داخل ہوتی ہے آہستہ آہستہ علم اور نیکی کی طرف ترقی کرتی ہے جب اس کا علم اور عمل درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے پیدا کرنے والے کی مقرب ہو جاتی ہے روح اور مادہ پیدا کرنے والے کی دو مختلف صورتیں ہیں سنہ عیسوی سے دو سو برس قبل پتنجلی نے ظاہر کیا کہ جس چیز سے کل کائنات کا ظہور ہوا اوس کا نام برہم ہے وہ اسباب فراہم کرتا ہے روح محض اوسکی عبادت کرنے پر مادہ کے قید سے نجات پاتی ہے اور اوس میں فنا ہوتی ہے۔

سنہ عیسوی سے ۳۲۷ برس قبل سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا سنہ ۶۱ء میں پروٹسٹنٹ مذہب والے مدراس میں داخل ہوئے جنہوں نے اپنے گرجے بنائے سنہ ۴۷ء میں تہانہ پروچ اور سنہ ۶۲۳ء میں سندھ پر مسلمانوں نے حملہ کیا جس کی وجہ سے یونانیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مختلف مذاہب کا اہل ہنود پر اثر پڑا تقریباً سنہ ۱۳۰۰ء میں اہل ہنود نے ویدک دھرم میں اصلاح کرنا ضروری سمجھکر پران تصنیف کرنا شروع کئے بے شمار پران تصنیف ہو گئے جن میں سے وشنو پران۔ شیو پران۔ گنیش پران بھاگوت پران۔ اسکند پران۔ مارکنڈے پران۔ بہوشٹ پران۔ برہم تپی ورت پران کورم پران۔ پدم پران۔ برہم پران۔ بایو پران۔ گرڑ پران۔ متسیہ پران۔ اگنی پران

بارہ پران - نارد پران - مچھہ پران - صرف اٹھارہ پران معتبر سمجھے گئے اور ان پر ہندو
دھرم کا انحصار کیا گیا یہ کل پران اگرچہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں لیکن آج کل کے ہندو
کل پرانوں کے دیوتاؤں کو مانتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر دیوتا میں شکتی ہے
جس کو ہم نہیں جانتے شیو پران کہتا ہے کہ اول شیو نے ایک تالاب پیدا کیا جس کے
ناف سے کیول اور کیول سے برہما پیدا ہوا برہما نے تالاب کے پانی کو چلو میں اٹھاکر
گرادیا جس سے حباب اور حباب سے وشنو پیدا ہوا برہما نے وشنو سے کہا اے
بیٹے دنیا پیدا کر وشنو نے کہا میں تیرا بیٹا ہوں یا تو میرا بیٹا ہے آپس میں نزاع شروع
ہوئی دو ہزار برس تک دونوں لڑتے رہے شیو نے سوچا کہ برہما اور وشنو جو
دونوں دنیا پیدا کرنے کے واسطے بھیجے گئے تھے لڑائی میں مصروف ہیں اس جنگ
کو موقوف کرنا چاہئے چنانچہ شیو نے رفع شر کے غرض سے برہما اور وشنو کے درمیان
میں ایک لنگ مرد کا عضو مخصوص پیدا کیا جو نمودار ہوکر اس قدر بڑھا کہ آسمان
سے نکل گیا برہما اور وشنو لنگ کی درازی دیکھ کر متحیر ہوئے لڑائی موقوف
ہوگئی ہر دو اس امر پر متفق ہوئے کہ جو شخص لنگ کی ابتدا اور انتہا کا سراغ لگائے
وہ باپ اور جو سراغ لگانے سے قاصر رہے وہ بیٹا سمجھا جاوے - برہما لنگ کا
سراغ لگانے کی غرض سے ہنس بن کر اوپر اوڑا اور وشنو کچھوا بن کر زمین کے
نیچے اترا دو ہزار برس تک دونوں بلندی اور پستی کی منزلیں طے کرتے رہے
مگر کسی کو کچھ کامیابی نہ ہوئی اتفاقاً برہما نے دیکھا کہ ایک گائے اور کیتکی دونوں اوپر سے
نیچے اترتے ہیں برہما نے ان دونوں اترنے والوں سے پوچھا کہ یہ لنگ کسقدر
لمبا ہے دونوں نے متفق ہوکر جواب دیا کہ ہم لوگ اس لنگ کے سہارے ہزاروں
برس سے نیچے اوترتے ہیں ہم نہیں بتلا سکتے کہ کس قدر لمبا ہے برہما نے جواب
سن کر کہا کہ آئندہ ایسا مت کہنا گائے سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم یہ کہنا کہ میں لنگ

کے سر پہ دودھ کی دھار برساتی تھی اور کیتکی کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم یہ کہنا
کہ میں لنگ کے سر پہ پھول چڑھاتی تھی گائے اور کیتکی دونوں جھوٹی گواہی دینے پہ
رضامند ہو گئے برہما اب بجائے اس کے کہ بلندی پہ چڑھے گائے اور کیتکی کے ہمراہ
نیچے اوترنے لگا جب وشنو کے پاس پہونچا اوس سے پوچھا کہ تم کو لنگ کا پتہ چلا
وشنو نے عاجزی ظاہر کی برہما نے کہا کہ میں نے پتہ لگا یا گائے اور کیتکی میرے
گواہ موجود ہیں دونوں سے پوچھ لو اور مجھکو اپنا باپ سمجھو وشنو نے گائے اور کیتکی
سے لنگ کی درازی دریافت کی گائے نے برہما کی تعلیم کے موافق کہا کہ میں لنگ
کے سر پہ دودھ کی دھار برساتی تھی اور کیتکی نے کہا کہ میں لنگ کے سر پہ پھول چڑھاتی
تھی اس دروغ گوئی پہ لنگ نے کہا کہ یہ تینوں جھوٹے ہیں اس جھوٹھ بولنے کی جرم میں
تینوں کو سزا بھگتنی پڑیگی برہما کی کوئی پرستش نہ کرے گا کیتکی کا پھول کوئی دیوتا
نہ پسند کرے گا گائے کو غلیظ کھانا پڑے گا لوگ اس کے منہ کے بجائے دم کی پرستش
کریں گے وشنو سچا ہے اس کے سچائی کی وجہ سے لوگ اسکی پرستش کریں گے یہ کلام
سنکر برہما اور وشنو دونوں نے مل کر لنگ کی تعریف کی فوراً لنگ سے خوبصورت
دیوی نمودار ہوئی جس نے برہما اور وشنو سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگوں نے دنیا
کو اب تک کیوں نہیں پیدا کیا برہما اور وشنو دونوں نے بالاتفاق کہا کہ بلا حکم آپکے
ہم لوگ دنیا کیونکر پیدا کریں دیوی نے اپنی مانگ سے راکھہ کا گولا نکال کر دیا
اور کہا کہ اس راکھ سے پیدا کرو برہما اور وشنو نے اوس راکھ کے گولا سے تمام
دنیا کو پیدا کیا ۔

بھاگوت پران کہتا ہے کہ سری پور کی ملکہ سری دیوی نے تمام دنیا کو اس طرح
پر پیدا کیا کہ اول اوس نے اپنا ہاتھہ گھسا جس کی وجہ سے ہاتھہ میں آبلہ پڑا آبلہ
سے برہما پیدا ہوا دیوی نے برہما سے کہا کہ میں نے تجھکو اس واسطے پیدا کیا

کہ تو مجھ سے جماع کرے برہما نے جماع کرنے سے انکار کیا دیوی نے ناراض ہو کر برہما
کو جلا کر خاک کر دیا پھر ہاتھ گھسا دوبارہ آبلہ پڑا اس آبلہ سے وشنو پیدا ہوا دیوی نے
وشنو سے کہا کہ میں نے تجھکو جماع کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے تو مجھ سے جماع کر اور میرے شہوت
کی آگ کو بجھا وشنو نے کہا یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا دیوی نے نافرمانی کی وجہ سے
اس کو بھی جلا کر خاک کر دیا تیسری بار ہاتھ گھسا حسب معمول آبلہ پڑا اس آبلہ سے شیو پیدا
ہوا دیوی نے شیو کو جماع کرنے کا حکم دیا شیو نے کہا کہ تو اپنا جسم بدل برہما اور وشنو
میرے بھائیوں کو جن کو جلا کر خاک کر ڈالا ہے دوبارہ زندہ کر اور ان کے واسطے دو
عورتیں پیدا کر دیوی نے اپنے مخلوق شیو کے حکم کی چشم زدن میں تعمیل کی یعنی برہما
اور وشنو کو جن کو جلا کر خاک کر دیا تھا مع دو عورتوں کے پیدا کر دیا اور اپنا جسم بالکل
بدل ڈالا شیو برہما اور وشنو تینوں مردوں نے تینوں عورتوں کے ساتھ جماع کیا جس
سے سلسلہ جاری ہوا الغرض ہر پران اسی قسم سے دنیا کی ابتدا اور اوس کی علت ظاہر
کرتا ہے شیو پران شیو سے بھاگوت پران دیوی سے گنیش پران گنیش سے وشنو پران
وشنو سے وایو پران وایو سے وغیرہ وغیرہ خلقت کا پیدا کرنا ظاہر کرتا ہے ہر پران
کا مصنف اپنے ممدوح کو خالق بقیہ کو مخلوق ٹھیرا کر دیگر پرانوں کے دیوتاؤں کی توہین
کرتا ہے تقریباً ۸۰۰ء تک پران تصنیف ہوتے رہے لیکن جملہ پرانوں میں سے صرف شیو پران
وشنو پران اور بھاگوت پران بہت مشہور ہوئے شیو پران کے ماننے والے شیوی وشنو پران
کے ماننے والے وشنوی بھاگوت پران کے ماننے والے شاکتی کہلاتے ہیں ان تینوں دھرم
کی تقلید کرنے والوں نے اپنے اپنے دھرم کا پرچار کرنے میں بہت زور دیا جن میں سے شیوی
اور وشنوی کامیاب ہوئے اور ملک کے شیوی اور وشنوی صرف دو قومی دھرم تسلیم کئے
گئے ان دونوں میں سخت اختلاف ہے مدراس کے برہمن ہر دو دھرم کے مردوں اور عورتوں
کا باہم ازدواج ہونا جائز نہیں سمجھتے تقریباً ۸۵۰ء سے شیوی مت شروع ہوا بنگال کے

برہمن کماسل بہٹ نے ظاہر کیا کہ لوگ ویدوں کی تعلیم سے بالکل بے خبر ہیں میں خبردار کرتا ہوں
کہ تمام جہان کا پیدا کرنے والا صرف ایک ہے شنکر آچاریہ اس کا چیلا ہوگیا اوس نے علانی
کیا کہ وید شیو کو رودر کے نام سے پکارتا ہے جو تمام صفات سے معرا ہے اوس کی پرستش
تنہائی میں خاموشی کے ساتھ کرنا چاہیے صرف دھیان کرنے سے ہر شخص شیو ہوسکتا ہے
عورتوں کو اپنے شوہروں کی پرستش کرنا چاہیے اس نے ہمالیہ پہاڑ پر جینا تھا کاٹھیاواڑ
میں دوارکا۔ اوڑیسہ میں جگننا تھ پوری۔ بنین متھ بنائی رید دتنا اور میمانسہ کو اپنا مرضی
موافق ترتیب دیکر قومی دھرم بنایا شریف اور رذیل ہر دو طبقہ کے لوگوں کو یہ کہکر چیلا
بنایا کہ میں ہر دو ذاتوں کا مرکب ہوں اس کی وجہ سے شیو ی مت آریہ قوم سے نکل کر
قدیم اقوام میں پھیلنے لگا کچھ زمانہ کے بعد شیو کا نام بھیم اور مہادیو رکہکر ظاہر کیا گیا کہ
اوس میں موجود اور معدوم کرنے کی دونوں طاقتیں موجود ہیں برہمنوں نے کہا کہ شیو پشوپتی
جانوروں کا پیدا کرنے والا گات کا محافظ ہے اس کے سر پر گنگا بہتی اور بیل ہمیشہ
اس کے پاس رہتا ہے اسکی شکل وصورت خوبصورت مرد کے مانند ہے اور اس کی استری
گوراپاربتی نہایت حسین ہے قدیم اقوام نے معدوم کرنے کی طاقت رکھنے کی وجہ
سے اس کا نام اگھوڑا رکھکر کہا کہ اس کے پانچ چہرے اور چار بازو ہیں ہاتھ میں انسانی
انسانی سر اور تمام جسم میں سانپ لپٹے ہوئے ہیں اسکی شکل نہایت خوفناک اور مہیب
ہے جس کی بدشکل اور خونخوار استری کا نام کالی دیبی ہے برہمنوں نے شیو اور پاربتی
کو حسین سمجھکر اور اگھوڑیوں نے بدشکل سمجھکر خوبصورت اور بدشکل مرد اور عورت
کی مورت کا پوجنا اور بعض بعض برہمنوں نے شیو اور پاربتی کے صرف عضو تناسل
کی شکل بناکر پرستش کرنا شروع کیا جب عام طور پر شیو کی پرستش مروج ہوگئی تب راما
میں راماننند نے بت پرستی کی مخالفت کرکے ظاہر کیا کہ پیدا کرنے والے کا نام وشنو
ہے جو انسانوں کی ہدایت کے واسطے مختلف شکلیں اختیار کرتا ہے اس حلول کرنیکو

اوتار کہتے ہیں وہ نو مرتبہ اوتار لے چکا ایک مرتبہ اور اس کو اوتار لینا باقی ہے نجات
پانے کے واسطے صلح کل اور محبت کے صرف دو وسیلے ہیں پنجاب میں گورکھ ناتھ نے
اس کے کلام کی تائید کی دیوتاؤں کی پرستش کرنے اور ذات پات کی تفریق کے خلاف
کلمہ دے اور ظاہر کیا کہ صرف ایک پیدا کرنے والے کی پرستش کرو جس کا نام وشنو ہے
رام کو وشنو کا اور راماننّد کو رام کا اوتار مانو بارہویں صدی کے وسط میں رامانج راماننّدی تعلیم کی اشاعت کرنے پر [illegible]
سری رنگم جنوبی ہند جہاں اس نے شیوالوں پر قبضہ کر کے شیو کی مخالفت اور وشنو کی حمایت کا [illegible] کے راجہ کو خبر ہوئی اوس
نے رامانج کی گرفتاری کا حکم دیا رامانج جان بچا کر بھاگا کرناٹک پہونچا یہاں
اس نے راجہ کو جو جینی مت کا تھا اپنا چیلا بنا کر وشنوی مت کی بڑے زور شور سے
اشاعت کی اور رام کی پرستش کو مروج کر دیا۔ نابا، تلسی داس، جیدیو، سورداس
وغیرہ نے راماننّدی تعلیم کو اپنی اپنی تصانیف میں اچھی طرح سے ظاہر کیا جس کی وجہ
سے نابا کی بھگت مال تلسی داس کی رامائن جیدیو کی گیت گوبند اور سورداس
کے گیتوں پر ہندو دھرم کا انحصار سمجھا جانے لگا سورداس اکبر کے عہد سلطنت
میں تحصیلداری کے عہدہ پر مامور تھا اس نے تحصیل کا کل زر محاصل مدن موہن
مندر میں وقف کر کے صندوق میں پتھر بھر کر دربار شاہی میں روانہ کر دیا اکبر کے
وزیر ٹوڈرمل نے سورداس کو خیانت کے جرم میں قید کیا اکبر بادشاہ نے ازراہ خسروانہ
سورداس کی خطا معاف کر کے رہا کر دیا۔ تلسی داس راجہ بنارس کا دیوان تھا
چونکہ وشنوی مت کے حامی و مددگار حکومت کے اعلیٰ اعلیٰ درجہ پر ممتاز تھے اس
وجہ سے وشنوی مت کا کمال اور شیوی مت کا زوال شروع ہوا وشنوی مت کے قواعد
[illegible] منو کے قانون بدھ اور شیو مت والوں کی تعلیم نیز رامائن اور مہابھارت کے
قصوں سے اخذ کر کے مرتب کئے گئے ظاہر کیا گیا کہ تمام چیزوں اور دنیا کا پیدا
کرنے والا صرف ایک ہے جس کا نام وشنو ہے انسان نہ تو وشنو کا کوئی حصہ ہے۔

اور نہ وشنو ہو سکتا ہے۔

تقریباً ۱۴۳۸ء میں ایک بیوہ برہمنی کے لڑکا پیدا ہوا جس نے شرمندگی کی وجہ سے اپنے نوزائیدہ بچہ کو جنگل میں پھینکدیا ایک ہندو جولاہہ اوس کو بلکتا ہوا دیکھکر اوٹھا لایا پرورش کی اور اس ولدالزنا کا نام کبیر رکھا جب کبیر بالغ ہوا لوئی کے ساتھ اوس کا بیاہ ہوگیا کبیر رامانند کا چیلا ہوکر شہر کے باہر ایک کھوہ میں رہنے اور گداگری کے ذریعہ سے بسر اوقات کرنے لگا ایک دن کبیر کو گداگری کے ذریعہ سے کچھ نہ ملا اوس کی بیوی لوئی نے کہا کہ دہرم داس ساہوکار مجھپر ہزار جان سے عاشق ہے اگر تم مجھکو اوس کے پاس شب باشی کی اجازت دو تو جس قدر روپیہ چاہو اوس سے لے لو کبیر نے بشاش ہوکر کہا جاؤ جاؤ فوراً جاؤ شب باشی کا وعدہ کرکے جس قدر روپیہ ملے جلدی لاؤ کبیر کی مرضی موافق لوئی دہرم داس کے پاس گئی ہنسی مذاق دل لگی کرکے اپنے عاشق زار کو تسلی دی اور شب باشی کا وعدہ کرکے جسقدر روپیہ وصول کرسکی لیکر اپنے مسکن کو واپس آئی کبیر اس روپیہ سے اپنی حاجت روائی کرکے رات کے وقت لوئی کو لیکر دہرم داس کے مسکن پر پہنچا لوئی کو خلوت خانہ میں بھیجدیا اور خود دروازہ پر پاسبانی کرتا رہا دہرم داس ممنون ہوکر کبیر کا چیلا ہوگیا کبیر نے ہندوؤں اور مسلمان کی تفریق کو مٹانے کی غرض سے ایک نیا دہرم جو نہ ویدانتی تہا اور نہ اسلامی جاری کرنے کی کوشش کی اور اعلان کیا کہ وید اور پران دونوں ناقابل تسلیم ہیں بت پرستی بالکل ناجایز ہے انسان پیدا ہوتا ہے مرتا ہے پھر پیدا ہوتا ہے پھر مرتا ہے اسی طرح سے سلسلہ جاری رہتا ہے ہر شخص اپنے کرم کا پھل پاتا ہے مکتی حاصل کرنے کے واسطے تیرتھ جاترا پوجہ وغیرہ کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ذات پات کی تفریق بیجا ہے ہر شخص برابر ہے اللہ کی عبادت کرنے اور رام کی پرستش کرنے والوں کا پیدا کرنے والا صرف ایک ہے ہندو مسلمان دونوں برابر ہیں سب کو ایک ساتھ کھانا کھانا بہتر ہے اپنے تمام معاملات

کہ گرو کے سپرد کرنا گوشت خواری اور شراب نوشی سے گریز کرنا چاہیے ہر شخص
خواہ ہندو ہو یا مسلمان نرانکار ہری - رام - گوبند اور ستیا پرش کا نام زبان
سے لیکر اور سانس کے ذریعہ سے ہر دم ہی جپ کر مکتی حاصل کر سکتا ہے اس نے
اپنے خیالات کا اظہار گیتوں اور کبتوں میں کیا جو ایک جگہ کتاب کی صورت میں
جمع نہیں لیکن چماروں جولاہوں اور رنڈیوں کو اسکے تصنیف کئے ہوئے دوہے اور
کبت کثرت سے یاد ہیں جب کبیر مرگیا بنارس کے راجہ نے دریائے گنگ کے کنارہ کبیر چیورا
بنوایا بعض ناواقف مسلمانوں نے محض بت پرستی کی مخالفت کرنے ہندوؤں اور مسلمانوں
کو برابر سمجھنے کی وجہ سے اس کو موحد خیال کر لیا اور اس کی یادگار قائم رکھنے کی
غرض سے ایک فرضی مقبرہ بنوایا جو اب تک موجود ہے دہرم داس قوم کا بنیا کبیر
کا جانشین ہوا جس نے کبیر کو پوجنے کا حکم دیکر کبیر پنتھ جاری کیا جو تین سو برس
تک تمام اعلیٰ اور ادنیٰ طبقہ کے لوگوں میں جاری رہا لیکن زمانہ موجودہ میں صرف
چماروں اور سندھ و جولاہوں میں موجود ہے -

ہندوؤں اور مسلمانوں کی تفریق کو مٹانے کی کوشش کرنے والے دوسرا شخص لاہور کے گرد و نواح
میں نانک تقریباً ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوا اس نے ویدوں کی مخالفت کرکے کہا کہ ؎
وید پڑہت برہما مرے چاروں وید کہانی ۔ سنت کی مہما وید نہ جانے برہم گیانی آپ پرمیشو
سری چند اور لکشمی داس اس کے دو لڑکے تھے سری چند شراب پیتا گوشت کھاتا اور سر منڈاتا
تھا اس نے اپنے چیلوں کو سہدہاری کا لقب دیا لکشمی داس نے اپنے بال بڑے بڑے
بڑھائے اور اپنے چیلوں کو کیس دہاری کا خطاب دیا نانک گرو کہلاتا تھا جو لوگ
اس کے جانشین ہوئے وہ گرو کہلائے نانک سے لیکر گوبند سنگھ تک دس گرو
مسلسل ہوئے تقریباً ۱۶۹۹ء میں گوبند سنگھ نے اس پنتھ کے قواعد و ضوابط مکمل
کرکے ایک علیحدہ دھرم بنایا اس وقت سے گرو ہونا موقوف ہو گئے۔ نانک سے پیشتر

گوبند سنگھ تک ہر جانشین کا کلام جو پنجابی زبان میں تھا جمع کیا گیا۔ یہ مجموعہ گرنتھ کے نام سے مشہور رہا۔ نانک نے ہندوں ور مسلمانوں میں باہمی اتفاق اور اتحاد پیدا کرانے کی کوششیں کیں لیکن گوبند سنگھ نے اس کے بالکل برعکس بغض اور عداوت کا بیج بو کر مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا بیڑا اوٹھایا اور کہا کہ ایسا میں ایک سکھ بناؤں جو سوا لاکھ سیکھ کو مارے۔ چونکہ گوبند سنگھ لفظ شیخ کا صحیح تلفظ کرنے پر قادر نہ تھا اس وجہ سے یہ شخص لفظ شیخ کو سیکھ کہتا تھا جن کے ہلاک کرنیوالوں کا نام اس نے سکھ رکھا یہ قوم آواگون کی قائل ہے اور عقیدہ رکھتی ہے کہ گرو کے زمانہ میں چالیس پوڑیاں تھیں جن کو پڑھکر سکھ لوگ مردوں کو جو لڑائی میں مارے جاتے تھے زندہ کرکے دوبارہ مسلمانوں کے مقابلہ پر کھڑا کردیتے تھے۔ زمانہ موجودہ میں بجائے چالیس کے اڑتیس پوڑیاں ہیں جن میں دو پوڑیاں مفقود ہیں۔ چونکہ یہ پوڑیاں اپنی اصلی حالت میں نہیں ہیں۔ اس وجہ سے وہ اثر جو پیشتر کے زمانہ میں ان کے پڑھنے سے مترتب ہوتا تھا زمانہ موجودہ میں نہیں حاصل ہوتا۔ پوڑیوں کی تعریف کرتے وقت یہ لوگ آواگون کے مسئلے کو بالکل بھول جاتے ہیں

سنہ ۱۸۱۵ء میں سچے ہیتہہ قوم کا برہمن انبالہ کے ضلع میں پیدا ہوا اس نے ظاہر کیا کہ پیدا کرنے والے کا نام جگنا ہتری مکتی حاصل کرنے کے واسطے ذات پات کی ضرورت نہیں ہندو مسلمان مرد اور عورت سب برابر ہیں اس کے چیلوں نے عورتوں کو چیلا کرنا شروع کیا عورتیں بھی سر گھٹانے اور مردانہ لباس پہننے لگیں اوّل اوّل لوگوں نے مجرد رہنے کی قید لگائی۔ کچھ دنوں بعد یہہ قاعدہ توڑ دیا گیا۔ کنوارے اور بیاہے دونوں اس پنتھ میں شامل ہونے لگے اور گوشائیں کہلانے لگے۔

سنہ ۱۸۵۲ء میں دیتہہ سوامی نے سب سے نرالا پنتھ جاری کرکے اعلان کیا کہ پیدا کرنے والا شہروں اور بازاروں میں ویسا ہی موجود ہے جیسا کہ پہاڑ کے غاروں میں سمجھا جاتا ہے۔ وشنو نے کرشن کا اوتار بنکر سمجھا دیا کہ جسم کو مضرت پہونچانے تنہا ننگا بھوکا

، ہنے سے بجز تکلیف اور نقصان کے کچھ فائدہ نہیں ۔ زندگی کے دن ہنسی سخراپن میں گزارنے نفس کی جملہ خواہشوں کو پورا کرنے دل کو ہمیشہ خوش و خرم رکھنے سے روح دشمنو تک رسائی اور مکتی حاصل کر سکتی ہے خوب صورت حسین شکلوں کو دیکھنے سے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے ۔ حسین حسین انسانوں سے مُحبت پیدا کرنی چاہیئے اس وجہ سے اس پنتھ کے لوگ دو خوب صورت لڑکوں کو پرستش کرنے کے واسطے انتخاب کرتے ہیں ۔ مورتوں کو شکیل خوشنما بنا کر لباس اور زیور سے آراستہ کرتے ہیں بالا گوپال کرشن اور اُس کی دُلہن رادھا کی پوجا کرتے ہیں اور دھرم کا سارا دارومدار دل کو خوش رکھنے پر منحصر کرتے ہیں اور پریم ساگر کو دھرم کی معتبر کتاب سمجھتے ہیں ۔

سولہویں صدی میں دہلی کے صوبہ دار نے بھروار کے زمیندار مردان سنگھ کو مالگزاری نہ ادا کرنے کے جرم میں قید کیا ۔ مردان سنگھ کا ملازم موہن سنگھ محمد باری شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے آقا کی رہائی کے واسطے دعا کرنے کا خواستگار ہوا شاہ صاحب موصوف نے فرمایا جاؤ دعا کروں گا ۔ اگر مستجیب الدعوات میری دعا قبول فرمائے تو بعد رہائی مردان سنگھ کو لیکر میرے پاس آنا شاہ صاحب نے دعا کی ۔ مستجیب الدعوات نے قبول فرمائی مردان سنگھ رہا ہو گیا ۔ حسب وعدہ موہن سنگھ اپنے آقا مردان سنگھ کو لیکر شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ مردان سنگھ روحانی قوت حاصل کرنے کے شوق میں کچھ زمانہ تک مقیم رہا ۔ جب کسی قدر روحانی قوت حاصل ہو گئی شاہ صاحب سے اجازت لیکر اپنے مسکن کو واپس گیا ۔ مسکن پر پہونچ کر اس نے غریب محتاجوں کی حاجت روائی اور عام طور پر انسانی ہمدردی کرنے کی تلقین کی بھیکھا اس کا چیلا ہو گیا اُس نے بڑا گاؤں میں گدی قائم کر کے آتما کی پرستش کرنے کا رواج دیا ۔ جو ضلع بلیا کے راجپوتوں میں مروج ہو گیا یہ پنتھ بھیکھا پنتھ کہلاتا ہے ۔

سنہ ۱۶۸۳ء میں جگجیون داس قوم کا چندیل ٹھاکر بارہ بنکی کے ضلع میں پیدا ہوا اس نے

اعلان کیا کہ پیدا کرنے والے کا نام ست نام ہے جو انسانوں کو ہدایت کرنے کے واسطے اوتار لیتا ہے۔ رام اور کرشن دونوں اوتار تھے تمام انسان برابر ہیں۔ کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہر شخص کو مکتی حاصل کرنے کا برابر استحقاق ہے۔ گوسائیں داس اودھیا برہمن دیبی داس چمار۔ دولم داس ٹھاکر۔ کھیمی داس تیواری برہمن اس کے خاص چیلے تھے ان لوگوں نے گوشت خواری شراب نوشی کی قطعی ممانعت کرکے ست نامی پنتھ جاری کیا اسی زمانہ میں داؤد نے جو قوم کا دھنیا تھا احمد آباد میں ظاہر کیا کہ پیدا کرنیوالے کا نام ست رام ہے مندر بنانا بت پرستی کرنا گوشت کھانا شراب پینا جایز نہیں یہہ شخص ۱۶۰۳ء میں مرگیا۔

۱۷۷۲ء میں راجہ موہن رائے قوم کا برہمن بردوان میں پیدا ہوا اس نے انگریزوں کی سوسائٹیاں دیکھکر ۱۸۲۸ء یا ۱۸۳۰ء میں سماج قائم کرکے اعلان کیا کہ میں پیدا کرنیوالے کو ایک مان کر ویدکا طریقہ اختیار کرتا اور بت پرستی کو چھوڑتا ہوں اس کی ماتحتی میں سماج نے کامل بیس برس تحقیقات کرنے کے بعد یہہ نتیجہ اخذ کیا کہ ویدوں کی تعلیم قابل تسلیم اور اپنشد حق و راستی بیان کرنیکا حق ہیں انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانے میں کچھ نقص نہیں یہہ شخص ۱۸۳۳ء انگلینڈ کے مشہور شہر برسٹل میں فوت ہوگیا۔ برہمو سماج کے پاس کوئی کتاب قابل تقلید نہونے کی وجہ سے سماجیوں کے دھرم کا انحصار قومی لیڈروں کے لکچروں پر منحصر تھا راجہ موہن رائے کے جانشین کیشب چندر نے اعلان کیا کہ جس طرح انسان کو جسم دیکھنا سکتا ہے اسی طرح سے روح بھی دیکھتی اور سنتی ہے۔ میں نے پیدا کرنیوالے کی طاقت حاصل کرلی جس کو ایسی طاقت حاصل کرنا ہو وہ مجھ سے حاصل کرلے اس عبارت سے سماجیوں میں تفرقہ پیدا ہوگیا۔ بعض لوگوں نے کیشوچندر کی تائید کی بعض لوگوں نے اس کی جماعت سے علیحدگی اختیار کرکے دوسری سماج قائم کی جس کا نام سادھارن برہمو سماج رکھا۔ چند دنوں کے بعد کچھ لوگ اس خیال کے پیدا ہوئے کہ

عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق ملنا چاہیئے۔ مکان کے اندر عورتوں کو محبوس کرنا ظلم ہے پردہ
داری کی ضرورت نہیں پیدا کرنیوالے نے عورتوں کو مردوں کے مانند آزادی سے گھومنے پھرنے کا
استحقاق عطا کیا ہے۔ شادی بیاہ کرنے کے واسطے ذات پات کی تخصیص نہیں غیر ذات میں
شادی بیاہ کرنا جائز ہے۔ اس جماعت کے لوگوں نے علیحدگی اختیار کرکے ایک نئی سوسائٹی قائم
کی جس کا نام سادھارن برہمو سماج رکھا۔

۱۸۶۱ء میں شیو دیال سنگھ قوم کا کھتری پیدا ہوا جس نے آگرہ میں اعلان کیا کہ کرہ کے
تین حصے ہیں۔ اول حصہ میں پیدا کرنیوالا رہتا ہے جس کے نسبت کچھ نہیں معلوم دوسرے
حصہ میں صاف مادہ روح کی تحتی میں رہتا ہے جس کو ست چتانند کہتے ہیں۔ تیسرے حصے
میں روح مادہ کی تحتی میں رہتی ہے جس کو برہم یا مایا کہتے ہیں۔ حبس دم کرنے کا طریقہ
جو سنیاسیوں میں مروج ہے مضر صحت ہے۔ یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حبس دم روح کو صاف
کرتا ہے لیکن یہ ہرگز نہیں یقین کیا جا سکتا کہ سانس روح کو پستی سے بلندی کی طرف
پہنچا سکتی ہے اس وجہ سے کہ سانس خود روح نہیں بلکہ روح کی ایجنٹ ہے۔ اس نے
کبیر دولن۔ جگجیون۔ چرنداس۔ نانک تلسی۔ دادو۔ دریا۔ سورداس۔ [illegible] بھیکھا اور
مولانا روم کے اقوال سے نتیجہ اخذ کرکے رادھا سوامی پنتھ قائم کیا۔ اس کے مرنے پر رائے
سالگرام بہادر محکمہ ڈاک خانہ جات کا پوسٹ ماسٹر جنرل اس کا جانشین ہوا۔ ان کی وجہ سے
پنتھ نے زور پکڑ لیا اس پنتھ کے لوگ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ کے ہر شہر ہر قصبہ ہر قریہ میں ڈاکخانہ
کے ہرکاروں کے مانند دکھلائی دینے لگے۔ جب یہ شخص اپنے عہدہ سے علیحدہ ہوا اور
محکمہ ڈاک خانہ جات کی آسامیاں رادھا سوامی پنتھ سے وابستہ نہ رہیں اس پنتھ کے لوگوں کا
زور گھٹنے لگا۔ یہاں تک کہ زمانہ موجودہ میں صرف برائے نام باقی رہ گیا۔

چھتیس گڈھ میں گھاسی داس چمار نے سنہ ۱۸۲۰ء میں اعلان کیا کہ پیدا کرنے والے کا نام ستنام
ہے جو ذات پات کو نہیں پہونچتا۔ جس طریقہ سے چاہو اس کی پرستش کرو اس کی پرستش کا کوئی

لاطائل اعتراضات اور افتراپردازیاں کرکے اون لوگوں کو جو دائرہ اسلام میں داخل
ہونیوالے تھے روکا اور ہندو دھرم کے نقائص دور کرنیکی غرض سے ستیارتھ پرکاش
میں تحریر کیا کہ کتب مندرجہ ذیل ناقابل تسلیم اور دھوکے کی ٹٹیاں ہیں۔
ویاکرن یعنی صرف ونحو میں کاتنتر سارسوت چندرکا۔ مگدہ بودہ۔ کومدی۔ شیکھر۔ منورما
وغیرہ۔ لغت میں امرکوش وغیرہ۔ چھندگرنتھ یعنی علم عروض میں ورت رتناکر وغیرہ
شکشا میں وہ کتاب جس میں ایسا لکھا ہوا ہو کہ میں پانینی کے مسلمہ اصول کے مطابق
شکشا کا بیان کرونگا وغیرہ۔ جوتش یعنی علم ہیئت میں شیگھر بودھ۔ مہورت چنتامنی
وغیرہ۔ کاویہ یعنی نظم میں نایک بھید کو ولیانند۔ رگھوونش۔ ماگھ۔ کراتر جونیہ وغیرہ
میمانسا میں دھرم سندھو۔ ورتارک وغیرہ۔ ویشیشک میں ترک سنگرہ وغیرہ
نیائے میں جاگدیشی وغیرہ۔ یوگ میں ہٹھ پردیپکا وغیرہ۔ سانکھیہ میں سانکھیہ تتو کومدی وغیرہ
ویدانت میں یوگ وسشٹھ پنچ دشی وغیرہ۔ ویدک میں شارنگدھر وغیرہ۔ سمرتیوں
میں سوائے ایک منوسمرتی کے باقی سب سمرتیاں اور منوسمرتی میں بھی تحریف شدہ
اشلوک سب تنتر گرنتھ پران اپ پران۔ بھاشا رامائن مصنفہ تلسی داس رکمنی منگل وغیرہ اور دیگر سب بھاشا
گرنتھ وغیرہ ہر فن کی کتابوں کے آگے وغیرہ کا لفظ ثابت کرتا ہے کہ تبلائی ہوئی فہرست کے علاوہ اور بھی بہت سی اس فن
میں غیر مستند کتابیں ہیں گویا کوئی کتاب قابل اعتبار نہیں مہارشیوں نے ویدوں کی شرحیں لکھنے میں غلطیاں کیں ہیں وید منتر کے
صحیح مطالب فقط میرے سمجھ میں آئے ہیں جن کو میں ظاہر کرتا ہوں۔ اس اعلان پر
میں نے وید دیپ۔ برہم بھاشیہ اور دیانندی بھومکا کو جن میں وید منتروں کا ترجمہ
کیا گیا ہے۔ غور سے دیکھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دیانند نے وید منتروں کا ترجمہ نہیں کیا
بلکہ مضامین اپنی طرف سے لکھے اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے واسطے ظاہر کیا کہ یہہ
فلاں وید کے فلاں منتر کا ترجمہ ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے چند۔ منتروں کا ترجمہ
ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

اُت سکتھیا اوگو دندے ہی۔ سمنجم چار یا ورشن یاسنز بنام جیو بھوجنہ (یجرویدا سیبہ)

ترجمہ مندرجہ وید دیپ۔ یگمان یعنی یگ کا مہتم گھوڑے سے کہتا ہے کہ تو میری عورت سے جماع کر (خلاف وضع فطری)

ترجمہ مندرجہ برہم بھاشیہ یگ کا مہتم گھوڑے سے کہتا ہے کہ اے گھوڑے تو ران سے اوپر پران کو دھارن کر۔

ترجمہ مندرجہ دیانندی بھومکا۔ پرمیشور کہتا ہے کہ میرے بس سمیت وو وان تم زانیہ اور زانی اور چور اور ٹھگ کو اور اُس کو جو زنا چوری ٹھگی سکھا وے اُس کو اُلٹا ٹانگ کر مار ڈالو۔

یکا شیکو شکنتکا ہل گیتی وبچنتے۔ آہنتے۔ گبھے پسو نگالیتے دھارکا (یجر وید ادھیا ۲۳ منتر ۲۲)

ترجمہ مندرجہ وید دیپ۔ برہمن فاضل یگ کے مکان میں جوان کنواریوں سے فحش بکتے اور اُن کی شرمگاہ کی طرف انگلیوں کے اشارے کرتے ہیں۔

ترجمہ مندرجہ برہم بھاشیہ۔ برہما کشتنا دیویوں سے ہنستا ہے۔ بہت ہی نسر یہ کو پراشکتی میں داخل کرتا ہے اور گوری یچھی اس کو نگل جاتی ہے۔

ترجمہ مندرجہ دیانندی بھومکا۔ جیسے باز کے روبرو چھوٹی چھوٹی چڑیاں ویسی راجہ کے روبرو رعایا جیسے ہرن کے واسطے جو کے کھیت ویسے راجہ کے لیے رعایا کا مال و اسباب جیسے ان سے چڑیوں اور کھیتوں کا نقصان ہوتا ہے ویسے راجہ سے رعایا غارت ہو جاتی ہے اس لیے راجہ کو گھاتک جلاد کہتے ہیں کسی ایک کو راجہ کبھی نہ ماننا چاہیے بلکہ آریہ سماج جو کہ اُس کے حکم کا کاربند رہنا چاہیے۔

ماتکوچتے تیاچ سنے اگرم گشنی و ہتہ پر تلامی ستے پنا گبھے مشٹ متم ببت (یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۲۴)

ترجمہ مندرجہ وید دیپ۔ برہما ہنستا ہوا یگمان کی عورت سے کہتا ہے کہ جب

تیری ماں اور تیرا باپ پلنگ پر سوئے تب تو پیدا ہوئی۔

ترجمہ مندرجہ چوہم مہاشیہ۔ برہما ہیشی سے کہتا ہے کہ تیری ماں پراشکنی اور تیرا باپ سہانا راین درخت کے اگلے سرے پانیوں دکائے بادول) پر چڑھتے ہیں اُس وقت تیرا باپ اتنا کہتے کہتے ہی منزل ہوگیا کہ میں تیرے بھوگ سے خوش ہوں (وہ اپنی بی بی سے اپنی خوشدامن اور خسر کا حال بیان کرتا ہے)

ترجمہ مندرجہ دیانندی بھومکا۔ راجہ اپنی رعایا کی چیزیں زور سے چھین لیتا ہے جیسا کہ اکیلا ایک شخص راجہ ہوتا ہے وہ رعایا کی عمدہ عمدہ چیزیں غصب کرلیتا ہے اس لیئے ایک آدمی کو راجہ کبھی نہ ماننا چاہیئے بلکہ سبھا وکش (رعیہ کمیں) کمیٹی سماج کے حکم پر رہنا چاہیئے۔

یدھ صر تو پو منے ندیشنم بیشو ہتو۔ شودرسے دری جارا پنٹ شا ی دھنا بلے اچرو بیا دھیا

۲۳ منتر (۳۰)

ترجمہ مندرجہ دید دیپ۔ کسان شودر کی بی سے کہتا ہے کہ جب کسان زنا کر گذرتا ہے تو شودر یہ نہیں سوچتا کہ میری بی بی مضبوط ہوگئی بلکہ اس خیال سے کہ زانیہ ہوگئی سخت کراہتا ہے ۱۲

ترجمہ مندرجہ برہم بھاشیہ۔ کسان خدمتگار کی بی بی سے کہتا ہے کہ جس وقت غیر کی پرستش کرنے والی روح کی بی بی عقل برہم کو چھوڑ کر دوسرے دیوتاؤں کو پوجنے لگتی ہے۔ حصولِ نجات کے لیے قوت نہیں پاتی۔

ترجمہ مندرجہ دیانندی بھومکا۔ جیسے ہرن پرائے کھیت کے جو کھا کھا خوش ہوتے ہیں۔ ویسے راجہ رعیت کی عمدہ عمدہ چیزیں لوٹ لیتا ہے یا جیسے شکار ہی مسلے ٹنتا ذنے جوان مار کھاتا ہے۔ ویسے ہی راجہ رعایا کو تباہ کر ڈالتا ہے اسیلیئے کسی احمق سے احمق کو بھی اعلی عہدہ نہ دینا چاہیئے۔

اگرچہ دیانند نے مندرجہ بالا وید منتروں کا ترجمہ کرکے راجہ کی برائیاں بیان کیں لیکن اس کے برعکس دیانندی بھاشیہ میں راجہ کی تعریف ہی کی اور وید منتروں کا یہ ترجمہ۔

اے راجہ تو پورب کی طرف چڑھائی کر (یجروید ادھیائے ۱۰ منتر ۱۰)

اے راجہ تو دکھن کی طرف چڑھائی کر اور دشمنوں کو جیت (یجروید ادھیائے ۱۰ منتر ۱۱)

اے راجہ تو پچھم کو فتح کرکے مال و دولت حاصل کر (یجروید ادھیائے ۱۰ منتر ۱۲)

اے راجہ تو اتر کی طرف چڑھائی کر (یجروید ادھیائے ۱۰ منتر ۱۳)

اے راجہ تو دشمنوں کے لیے مجسم بجر ہتیار رہے (یجروید ادھیائے ۱۰ منتر ۲۱)

اے راجہ جیسے میں راکشسوں کے گلے کاٹتا ہوں ویسے ہی تو بھی کاٹ (یجروید ادھیائے ۶ منتر ۱)

اے راجہ جس کام میں بڑے بڑے متکبر دشمن مارے جائیں اس کے لیے تو جہاد وغیرہ کاموں میں باز پرند کے مانند لپٹ جھپٹ مارنے والا ہے دولت کی جمعیت کے واسطے تجھ کو قبول کرتے ہیں (یجروید باب ۶ منتر ۲۳)

اے اقبالمند راجہ تو سعادتمندی حاصل کر اپنے ہم مذہب کے واسطے سکھ پھیلا اور مذہب کے مخالفوں کو بھسم کر ڈال جو ہمارے دشمنوں کی حمایت کرتا ہے اس کو نیچے کی طرف سوکھی لکڑی کی مانند اودھر جلا کہ جد بر سے اس کی ہوا بھی نہ آوے۔ یجروید باب ۱۳ منتر ۱۳)

دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں دعویٰ کیا کہ وید ازلی ہیں لیکن یجروید کا ترجمہ کرکے ثابت کر دیا کہ میرا دعویٰ غلط ہے اس نے ستیارتھ پرکاش کے تیسرے سملاس میں تحریر کیا کہ جو جو سلسلۂ کائنات کے مطابق ہو وہ حق اور جو جو سلسلۂ کائنات کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ ماں باپ کے وصل کے بغیر لڑکا پیدا ہوا

ایسا قول بوجہ مخالفت سلسلۂ کائنات کے باطل ہے۔ اس کے برعکس آٹھویں سملاس میں بیان کیا
کہ آغاز دنیا میں ہزاروں انسان ماں باپ کے بلا اتصال پیدا ہوئے۔ دوسرے مقام پر اسی
سملاس میں بیان کیا کہ دنیا کا نہ آغاز ہے نہ انجام نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔ دیباچہ میں تحریر کیا
کہ جو شخص مصنف کے مراد کے برعکس منصوبوں سے کتاب کا مطالعہ کرے گا اُس کو مطلب
کچھ بھی واضح نہ ہوگا۔ بہت سے لوگ ایسے ضدی اور متردد ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف
نشانا دیا کرتے ہیں۔ خصوصاً مذہب والے لوگ کیونکہ مذہب کے پاس خاطر سے ان کی عقل
تاریکی میں پھنس کر زائل ہو جاتی ہے باوجود اس قول کے اُس نے تمام رشیوں اور
مہارشیوں کے ترجموں اور تفسیروں کو غلط تبلا کر وید کا ایسا ترجمہ کیا جس کو لفظوں سے کچھ
تعلق نہیں باوجود اس کے کہ بجز سنسکرت وہ کسی دوسری زبان سے واقف نہ تھا لیکن دیگر
زبان کی کتابوں پر بطول طائل اعتراضات کر دیئے۔ اوّل اوّل یہ شخص اپنے خیالات کا اظہار
کرنے کی غرض سے کلکتہ سے بمبئی تک گھومتا رہا جب کچھ کامیابی نہ ہوئی بلند شہر میں آکر مقیم ہوا
یہاں اس کو معلوم ہوا کہ ۱۸۱۶ء میں دی بپٹسٹ مشنری سوسائٹی ۱۸۱۳ء میں دی چرچ
مشنری سوسائٹی ۱۸۱۴ء میں لندن مشنری سوسائٹی ۱۸۳۳ء میں سوسائٹی فار دی پروگریس
آف دی گاسپل ۱۸۹۳ء میں میتھوڈسٹ اپسکوپل چرچ وغیرہ وغیرہ انجمنوں نے آگرہ میرٹھ
بنارس اور کانپور وغیرہ میں داخل ہو کر یتیم بچوں کو پرورش کرنا مریضوں کا علاج کرنا لڑکے اور
لڑکیوں کو تعلیم دینا۔ محتاجوں کو دستکاری سکھلانا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو دھرم
کی کثیر جماعت عیسائی ہو گئی۔ راجہ رام موہن رائے نے بھی اپنے دھرم کی اشاعت کے واسطے
یہی طریقہ اختیار کر کے برہمو سماج قائم کی جس کو نمایاں ترقی ہوئی۔ مجھ کو بھی اپنے دھرم کا
پرچار کرنے کے واسطے یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے یہ خیال کر کے اس نے بلند شہر میں سماج
اور اجمیر میں پر اوپکارنی سبھا قائم کی چونکہ اس کے کوئی اولاد نہ تھی اس وجہ سے اس نے
اپنی کل جائداد پر اوپکارنی سبھا کے حوالہ کر کے یتیم بچوں کی پرورش کرنے کا انتظام کیا رفتہ رفتہ

سماج کی جماعت میں ترقی ہوئی - دیگر شہروں میں بھی سماجیں قائم ہوگئیں جب بہت سی سماجیں قائم ہوگئیں ان کا ایک صدر مقام بنایا گیا جس کا نام پرتی ندھی سبھا رکھا گیا زمانہ موجودہ میں قریب قریب ہر صوبہ میں پرتی ندھی سبھا ہے جس کی شاخیں شہروں قصبوں اور دیہاتوں میں اپنا اپنا فرض منصبی ادا کرتی ہیں - سماج کا ہر ممبر اپنی آمدنی کا دسواں حصہ سماج کو دیتا ہے اور سماج اپنی آمدنی کا دسواں حصہ پرتی ندھی سبھا کو دیتی ہے - یہ آمدنی اوپدیشک پیدا کرتی ہے جو گھوم پھر کر لوگوں کو سماج میں داخل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں جاہل ناواقف اشخاص کو سماج میں داخل کرکے اس کی آمدنی کا دسواں حصہ وصول کرنے کے واسطے دیگر مذاہب پر لغو لاطائل اعتراض کرتے ہیں ہر قسم کی افترا پردازیوں سے کام لیتے ہیں کتابیں تصنیف کرکے مفت تقسیم کرتے ہیں - عام طور پر ہندو یہ دیکھ کر کہ آریہ اوپدیشک غیر مذاہب کی توہین کرتے ہیں - یقین کر لیتے ہیں کہ آریہ دھرم کے اصول ضرور اچھے ہوں گے دھوکا کھا کر سماج میں داخل ہو جاتے ہیں۔

تقریباً سنہ ۱۹۱۰ء میں سماج نے اعلان کیا کہ ہندو ذلیل نام سلاطین اسلامیہ کا عطا کیا ہوا ہے ہم اس نام کو بدل کر اپنا نام آریہ رکھتے ہیں - سناتن دھرمیوں نے اعلان کیا کہ یہ جھوٹا الزام ہے۔ ہندو کا لفظ دو مصدروں ہن اور دو سے مرکب ہے - جس کے معنی ہیں پاپ سے دور رہنے والا ترکیبی معنی ہیں بھجن مالا مطبوعہ سیالکوٹ نے بآواز بلند پکار کر کہا ہے

ہندو لفظ کے معنے کر کے جا کر جو رہتا سا | اپنی ذات کو آپ ڈبووے کرم دھرم سب ناسا

ہن دو معنا تو ہے ہنا پاپ کا دو کی دوری بھاسا | ہن اور دو کا میل کرنے سے ہندو بھیا پرکاشا

نیک بخت سو جو جپتے باپ کو رب پرمیشور وشواسا | اس کو وید پکاریں ہندو سمجھ نرموکھ ہاسا

بھارت کا دستور بگاڑ کر بنتا پھرے مہاشا | ہری سیوک دن چار ٹھہر جانت نرک میں واسا

اس اختلاف کا یہ نتیجہ ہوا کہ سنہ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں آریہ اور ہندو علیحدہ علیحدہ شمار کیے گئے جب شمار کرنے سے آریہ دھرم والوں کی تعداد نہایت قلیل نکلی - سماجی اپدیشک اپنے

میں بہ شرمندہ ہوئے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد ان لوگوں نے مذاہب ۔ تمہارا آریہ سماج ہندو دھرم
کی ایک شاخ قرار دی ہے ۔ تاکہ سکھ معاملات میں ہمدردی اور حصہ لینے کا کافی موقع
ملے مگر اس بنا پر سماجیوں نے اپنی غلطی کا اقرار کر لیا ہے ۔ انہوں کو ہندو دھرم کی ایک
شاخ قرار دی اور سنہ ۱۹۱۰ء کی مردم شماری میں آریہ سماج کا ہندو دھرم کی شاخوں میں
سے ایک شاخ میں شمار کیا گیا ۔

دیانندی تعلیم مندرجہ ستیارتھ پرکاش کو دیکھ کر کہ گوشت کا استعمال کبھی جوں کو بھی نہ کرنا
چاہیے ۔ اول اول سماجی ممبر گوشت خواری سے سخت مخالف رہے ۔ گویا توجہ میں مذمت
کرتے رہے ۔ لیکن جب سنسکار ودھی میں دیکھا کہ دیانند گوشت خواری کی اس طرح
تعریف کرتا ہے ۔ جو شخص پنڈت ، دشمنوں پر مقابل سب سے ممبر [illegible] ہو بر لڑنے والا
لڑائی میں اس درجہ کا ثابت قدم بیخوف رہنے والا تعلیم یافتہ نہایت زکی خوش سخن ویدوں
اور وید کے جملہ علوم کو پڑھ جانے والا اور پڑھانے والا ہو ایسے بیٹے کے ماند لڑکا پیدا کرنا
ہو تو چاہیے کہ گھی سے تر بتر پلاؤ کھائے ۔ سوتر استھان میں دھنونتری کا قول پڑھا کر
مرغ ممسک ہے بھی زہریلے بخار اور ردی صفرا اور غلاظت خون کا قاطع ہے ۔ مرغ کا پلاؤ نہایت مفید
اور اکسیر اعظم ہے ۔ زبان زد عام اشلوک سے ہے [illegible] دو قسم میں دو قسم کنکا ۔ مدھرا دو قسم نام
پاترسنگ بسوا اور شمریہ وہ کا ابری کے گوشت کھانے میں کچھ نقص نہیں لیکن اس کے کھربن نقص
بد مچھلی میں کچھ نقص نہیں لیکن اس کے کانٹے میں نقص ہے ۔ شراب میں کچھ نقص نہیں لیکن
شراب کو تانبے کے برتن میں استعمال کرنے میں نقص ہے ۔ رنڈی بازی کرنے میں نقص
نہیں لیکن بڑھی عورت کے ساتھ مجامعت کرنے میں نقص ہے ۔ سماجیوں کی بڑی تعداد
گوشت خواری پر کمربستہ ہو گئی نتیجہ یہ ہوا کہ اپدیشکوں کی زبان درازی بند ہو گئی ۔ اور
تمام سماجی اس امر پر متفق ہو گئے کہ جس کا جی چاہے گوشت کھائے اور جس کا جی نہ چاہے
وہ گوشت نہ کھائے ۔ گوشت کھانے والی جماعت نے اپنا نام ماس پارٹی اور نہ کھانے والی جماعت

اپنا نام گھاس پارٹی رکھا۔

دیانندی تعلیم کے مطابق اوّل اوّل سماجیوں نے بڑے زور شور سے صبح شام گھی ہوتر کرنا شروع کیا۔ اس خیال سے کہ اس کے ذریعہ سے ہوا صاف ہوتی ہے۔ دیا ریال دعد ہوتی ہیں لیکن جب ممبروں کو معلوم ہوا کہ گھی جلانے سے بدبوگھی کی خوشبو میں چھپ جاتی ہے زائل نہیں ہوتی کاربولک ایسڈ گاس جو گھی کے جلنے سے پیدا ہوتی ہے مختلف امراض طاعون ملیریا وغیرہ نمایاں کر دیتی ہے۔ سماج کے سمجھدار ممبروں نے اگنی ہوتر کرنا موقوف کر دیا۔ لیکن کثیر تعداد اگنی ہوتر کرتی رہی۔ صرف ریل کے مسافر اور ملازمان سرکاری سفر کرنے اور کار منصبی کے انجام دینے کے وقت جب اگنی ہوتر نہ کر سکتے تھے مجبوراً دیانند کے حکم کی انحرافی کرتے رہے۔ جب گرانی کا زمانہ آیا گھی کا دستیاب ہونا ہر شخص کے واسطے آسان نہ رہا عام طور پرتا و سماجی ممبر اگنی ہوتر کو چھوڑ بیٹھے اور سمجھ گئے کہ جن چیزوں کو قدرت نے کھانے کے لئے پیدا کیا ہے ان کو جلا جلا کر ضائع کرنا حماقت ہے۔

دیانندی تعلیم کے مطابق اوّل اوّل آریہ سماجی ممبر پرانایام کرتے رہے اس خیال سے کہ پرانایام کرنے سے زندگی بڑھتی ہے۔ ہر شخص پرانایام کر کے اپنی مرضی موافق زندگی بڑھا سکتا ہے لیکن ۱۸۸۳ء میں جب ۵۸ یا ۵۹ برس کی عمر میں دیانند مر گیا لوگوں کو خیال ہوا کہ پرانایام کرنے سے زندگی نہیں بڑھتی۔ اگر دیانندی تعلیم صحیح ہوتی تو دیانند جو بڑا زبردست پرانایام کرنے والا تھا کبھی نہ مرتا۔ کچھ دنوں کے بعد پرانایام کرنے والے سل۔ ضیق النفس۔ دمہ اور خفقان وغیرہ وغیرہ امراض میں مبتلا ہوئے مجبوراً حکما کی طرف متوجہ ہوئے۔ جنہوں نے سمجھایا کہ عمدہ صاف ہوا زندگی کا ذریعہ اور خراب ہوا موت کا باعث ہوتی ہے۔ پھیپھڑا اوپر کی سانس لیکر عمدہ صاف ہوا جذب کرتا ہے جو پھیپھڑے کی غذا بن کر فوراً خراب ہو جاتی ہے۔ اس خراب ہوا کو جو قاطع زندگی ہے نیچے کی سانس فوراً باہر نکال دیتی ہے

تمام زندگی قدرتی طور پر سانس کی آمد و رفت کا یہہ طریقہ جاری رہتا ہے جب جسم کے اندر ہوا کا داخل مشکل سے ہوتا ہے انسان زور زور سے لمبی لمبی سانسیں لیتا ہے رفتہ رفتہ ہوا کا داخل موقوف ہو جاتا ہے اور انسان مر جاتا ہے۔ جس کی ایک منٹ میں مقررہ مرتبہ سانس چلتی ہے وہ تندرست اور قوی خیال کیا جاتا ہے۔ سبب پرانایام کرنے کے نقائص سماجی ممبروں کے ذہن نشین ہو گئے۔ عام طور پر آریوں نے پرانایام کرنا موقوف کر دیا کبھی قدر ناواقف اشخاص میں باقی ہے۔

دیانندی تعلیم کے مطابق اوّل اوّل سماج کے ہر ممبر نے گانا بجانا پڑھنا شروع کیا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ ناچنے گانے بجانے میں فضول وقت ضایع ہوتا ہے انگریزی تعلیم حاصل کرنے میں جس کے ذریعہ سے ملازمت سرکاری حاصل ہوتی ہے ہرج واقع ہوتا ہے بہت سے لوگوں نے فعل بد سمجھکر اس کے طرف التفات نہ کیا۔ انگریزی تعلیم حاصل کرنے میں مشغول رہے جس کی وجہ سے اون کو حکومت کے اعلیٰ درجہ پر پہونچنے کا موقع ملا۔ جو لوگ ناچتے گاتے بجاتے رہے وہ بھجنک کے نام سے مشہور ہوئے۔

دیانندی تعلیم کے مطابق اوّل اوّل سماجی ممبروں نے لڑکوں اور لڑکیوں کے مدارس کو ایک دوسرے سے دو کوس پر بنانے کا ارادہ کیا۔ لیکن جب سماجی ممبروں نے یہہ خیال کیا کہ لڑکے اور لڑکیاں شہر میں ایک جگہہ رہیں اور پڑھنے کے واسطے دو کوس کی مسافت طے کریں۔ سماجی ممبروں نے دیانند کے حکم کی انحرافی کی اور لڑکے لڑکیوں کے مدارس کو ایک ہی شہر میں بنانا مناسب سمجھا۔

دیانند نے ستیارتھ پرکاش کا حوالہ دیکر ہدایت کی کہ ہرگز کسی کے ساتھ فریب کا برتاؤ نہ کرے بلکہ سب کے ساتھ دلی نیت سے پاک برتاؤ رکھے اور ہمیشہ اپنی حفاظت میں رہ کر دشمنوں کے فریبوں کو دریافت کرکے رفع کرے۔ اس تعلیم کے بالکل برعکس اسی ستیارتھ میں دیانند نے ہدایت کی کہ جب یہہ معلوم ہو کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہونچے گی

اور تدبیر کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ضرور ہوگی تب دشمن سے میل کرکے وقت مناسب تک صبر کرے۔ جب اپنی کمل طاقت یعنی فوج کو خورسند اور آسودہ حال دیکھے اور دشمن کی طاقت برخلاف اس کے کمزور ہوجاوے تب دشمن کی طرف جنگ کرنے کے واسطے کوچ کرے۔ جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کے پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے ویسے ضروریات کی فراہمی کے لیے غور کیا کرے دولت وغیرہ چیزوں کو اور طاقت بڑھا کر دشمن کو فتح کرنے کے لیے شیر کے مانند طاقت کو کام میں لاوے اور چیتے کے مانند جھپٹ کر دشمن کو پکڑے نزدیک آئے ہوئے طاقت ور دشمن سے خرگوش کے مانند دور بھاگ جاوے اور بعد ازاں اون کو دھوکہ میں ڈال کر پکڑے۔ باوجود اس تعلیم کے اپنے ٹائیٹل پیج پر لکھا کہ آؤ ہم دوستانہ محبت سے برتاؤ کریں راستی ہی ہمیشہ فتح پاتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ راستی کی تعلیم ظاہری اور فریب کی تعلیم باطنی ہے۔ جملہ آریہ مناظر دیانند کی فریب کی تعلیم کو مدنظر رکھ کر جس مقام پر مسلمانوں کی جماعت کو کمزور دیکھتے ہیں مباحثہ کرنے کے واسطے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور جب کوئی شخص اُن کے مقابلہ پر کھڑا ہوجاتا ہے دُم دبا کر بھاگتے ہیں۔

چونکہ دیانند نے خاندانی شودر خجستہ اطوار کو منتر سنگھتا پڑھائے اور اُپ نین کرنے کی ممانعت کی جس سے ذات پات کی تفریق پائی گئی۔ لہذا اُس نقص کو دور کرنے کی غرض سے ۱۸۹۰ء میں آسام کے ضلع گوال پاڑہ میں شبو نرائن نے اعلان کیا کہ پیدا کرنے والے کی نظروں میں تمام آدمی یکساں ہیں ذات پات اور دھرم کی تفریق باطل ہے شراب اور سور کا گوشت نہ کھانا چاہیئے بہت سے لوگ اس کے چیلے ہوگئے اور اپنے نام کے ساتھ برہم کا لفظ شامل کرکے سنیاسی کہلانے لگے۔

۱۸۹۱ء میں چونکہ عاملان دولتِ برطانیہ نے مناسب سمجھا کہ رپورٹ مردم شماری میں ہر مذہب کے لوگوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کی جاوے چنانچہ مردم شماری کے وقت

جب لوگوں سے دریافت کیا گیا اہل ہنود کی کثیر جماعت اس سوال کو نہ سمجھی۔ عام طور پر لوگوں نے کہہ دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ مذہب کیا چیز ہے۔ ہم یہی جانتے ہیں کہ ہماری کیا ذات ہے ہم کو کس کے ساتھ کھانا کھانا چاہیئے۔ کس کے ہاتھ کا چھوا ہوا پانی ہم کو پینا چاہیئے اس مردم شماری میں ہر ذات کے لوگ علیحدہ علیحدہ شمار کیئے گئے جس کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں ۲۳۷۸ ذات کے ہندو آباد ہیں۔ جن میں گوتر اور ہر گوتر میں در گوتر ہیں۔ ان کا دستور ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ بلکہ متضاد ہوتا ہے اس قدر اختلاف عظیم کے باوجود ہر ذات کے ہندو ایک دوسرے کو ہندو یعنی اپنا ہم مذہب سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی ہندو اپنے وطن سے نکل کر کسی دوسرے مقام پر سکونت اختیار کرتا ہے فوراً اپنے وطن کے قواعد چھوڑ کر اس مقام کے دستور کے موافق جہاں سکونت اختیار کرتا ہے عمل کرنا شروع کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جیسا دیس ویسا بھیس۔ اس قدر واقفیت ہونے پر میں نے یقین کر لیا کہ ہندو دھرم کوئی مذہب یا دین نہیں ہے بلکہ آپس میں مقررہ لوگوں کے ساتھ اتفاق و اتحاد بڑھا کر سلسلۂ قرابت اور خورد نوش جاری کرنے کا انسانی ساختہ و پرداختہ قانون ہے جس پر عمل کرنے سے آنے والی زندگی میں کچھ معاوضہ نہیں مل سکتا۔

سنہ ۱۹۰۶ء میں ست چتانند کا بتلایا ہوا حبس دم کا طریقہ عمل کرنے سے اگرچہ میری صحت میں فرق پڑ گیا۔ لیکن رات کے وقت دریائے گنگا کے کنارے رہ کر حبس دم کرنے کی عادت نے دفعتہً اس مشغلہ کو ترک کرنے کی طرف مائل ہونے دیا خوش قسمتی سے اسی زمانہ میں بابو غلام محمد صاحب لکھنوی داروغہ جیل گورنمنٹ ڈیرہ کے مسکن پر حاجی الحرمین شریفین نور محمد شاہ صاحب نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ و قدس سرہ ساکن موضع سرکمان ضلع بلیا کے مضافات میں سے ہیں تشریف فرما ہوتے۔ جن سے لوگوں نے میری مشہور ریاضت کا تذکرہ کیا۔ میں بھی اتفاق وقت سے وہاں پہونچ گیا لوگوں نے یادش بخیر کہکر شاہ صاحب موصوف سے تعرف کرایا۔ حضرت شاہ صاحب رحمت اللہ علیہ نے نصیحتاً فرمایا کہ

رات کے وقت دریا کنارے تنہا قیام کرنے سے ہلاکت واقع ہونیکا اندیشہ ہے حبس دم کرنے کی وجہ سے جس قدر تمہاری صحت کو نقصان پہونچا اُس کا تمہارے چہرے سے صاف صاف پتہ چلتا ہے اپنی جان پر رحم کرو اور مضرت رساں فعل سے پرہیز کرو چونکہ مجھ کو مضر صحت ریاضت اور لوگوں کی ناجائز تعریف نے مغرور بنا دیا تھا۔ اس وجہ سے شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے نصیحت آمیز کلمات پر میں نے کچھ التفات نہ کیا۔ وقت مقررہ پر حسب معمول دریا کنارے گیا اور اپنا مشغلہ جاری کر دیا۔ تھوڑے عرصے میں خوف طاری ہونا شروع ہوا جس نے رفتہ رفتہ ترقی کرکے اگرچہ معمول کو ترک کرنے کی ترغیب دی مگر شاہ صاحب موصوف کے نصیحت آمیز کلمات کے طرف نہ التفات کرنے کی شرم نے مجھ کو اپنی جگہہ سے ٹلنے نہ دیا آدھی رات کے بعد ہر چند اس مقام پر ٹھیرنے کی کوشش کی۔ لیکن کوچ کرنے پر مجبور ہوا واپس مسکن آیا دوسرے دن سر شام کمر ہمت چست باندھ کر مقام مقررہ پر پہونچا لیکن اس روز ایک لحظہ بھی نہ ٹھیر سکا۔ بدرجہ مجبوری تائب ہو کر شاہ صاحب ممدوح کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ جنھوں نے صورت دیکھتے ہی واقعات گذشتہ کو زبان فیض ترجمان سے بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ ریاضت کا ایسا طریقہ ہونا چاہیئے جو کہ صفائی قلب کے واسطے مفید اور صحت کے حق میں مضر نہو اگر تم حبس دم کرنے کے طریقے میں تھوڑا سا تغیر و تبدل اور کسیقدر افراط و تفریط کر لو جس کو میں عمل کرکے دکھلاتا ہوں تو تمہاری صحت مضرت سے محفوظ رہے اور تمہارا قلب بہت جلد مثل آفتاب روشن ہو جائے حسب ہدایت میں نے اپنے طریق ریاضت میں تغیر و تبدل کرکے عمل کرنا اور اسلام کے طرز عمل کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ چنانچہ کچھ زمانے کے بعد مجھکو معلوم ہوا کہ جملہ اہل اسلام متفق العقیدہ ہیں کہ روح مادہ زمین آسمان چاند سورج ستارے جوانات نباتات جمادات مذکر اور مونث الغرض جملہ کائنات کے پیدا کرنے والا کا اسم ذات اللہ ہے جس کی شکل نہیں صورت نہیں ابتدا نہیں

جنتا نہیں اُس کو کسی نے نہیں جنا اور نہ اُس نے کسی کو جنا وہ نہ مکانی ہے نہ زمانی نہ مذکر ہے نہ مونث نہ عین ہے نہ عرض نہ جسم ہے نہ جوہر (جو حادث شے بذات خود پائی جاوے اُس کو عین اور جو بذات خود نہ پائی جاوے بلکہ کسی دوسری چیز میں ہو کر پائی جاوے جیسے سیاہی سبیدی وغیرہ اُس کو عرض اور جو شے لمبی چوڑی اور دل رکھتی ہو اُس کو جسم اور جس کے ٹکڑے نہ ہو سکیں اُس کو جوہر کہتے ہیں) اُس کا کچھ رنگ نہیں اُس میں کوئی بو نہیں۔ کوئی چیز اُس میں حلول نہیں کر سکتی۔ وہ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا۔ نہ تو اُس کو نیند ہے نہ موت۔ نہ کھانے کی ضرورت نہ پینے کی حاجت اُس کا کوئی مثل نہیں کوئی شریک نہیں۔ کوئی شے ایسی نہیں جو اُس کو عاجز کر سکے کوئی قاعدہ ایسا نہیں جو اُس کو مقید کر سکے کوئی ایسا علم نہیں جو اُس کو محدود کر سکے الغرض وہ ذات واحد جملہ قیود اور عیوب سے مُبرّا و منزّہ زندہ اور قائم ہے۔ سارے جہان میں اُس کی سلطنت ہے ہر مخلوق اُس کی تابع ہے۔ ہر چیز کی عنان حکومت اُس کے ہاتھ میں ہے۔ ہر چیز اُس کے ارشاد پر اُس کی مرضی موافق نمایاں ہو جاتی ہے وہی ایک اکیلا ہے جو مخلوق کو مارتا جلاتا موجود معدوم کرتا غالب مغلوب بناتا۔ عزت ذلّت سلطنت حکومت رزق اور اولاد وغیرہ دیتا ہے وہ اپنے ارادے کے موافق شکم مادر میں نقشہ بناتا ہے زندہ سے مردہ مردہ سے زندہ نکالتا ہے بعضوں کو راہ راست پر لاتا۔ بعضوں کو گمراہ کرتا ہے آسمان سے زمین پر پانی برساتا ہے جس سے اوگنے والی چیزیں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے کسی میں سبزہ کسی میں پھول پھول میں پھل پھل میں دانے اور گٹھلیاں وغیرہ اور کسی میں سبزہ سے خشک لکڑی لکڑی سے آگ نکلتی ہے۔ وہ زمین اور آسمان کے ہر بھید کی خبر رکھتا ہے۔ ہر فعل کو جو سرزد ہو چکا ہو رہا یا ہونے والا ہے۔ بخوبی جانتا ہے ہر پتے کو جو درخت سے جھڑتا ہر ذرے کو جو تاریک سے تاریک مقام میں گرتا ہر حمل کو

جو شکم مادر میں قرار پاتا۔ ہر شئے کو جو آسمان سے اترتی زمین کے اندر داخل ہوتی
ہر چیز کو جو زمین سے نکلتی آسمان پر چڑھتی ہے بخوبی دیکھتا ہے ہر آواز کو جو مخلوق کے منہ سے
نکلتی بخوبی سنتا ہے۔ ہر خیال کو جو مخلوقات کے دماغ میں پیدا ہوتا ہے بخوبی معلوم کرتا ہے
کوئی چیز خواہ آسمان کی بلندی پہاڑ زمین کی نیچی تہہ پہاڑ کی چوٹی پر یا دریا کی تہ
میں پوشیدہ ہو یا ظاہر اس سے چھپ نہیں سکتی۔ اس نے انسانوں کی ہدایت
کے واسطے چند مقبول بندے بھیجے جن کی غرض یہ ہے کہ جد بنی آدم ان کے
ہر قول اور فعل کو دیکھ سمجھیں اور ہر کی تعلیم [illegible] ہم مخلوق کے
افعال پسندیدہ اور اعمال قبیحہ کے نتائج سے جو آخرت میں ملنے والے ہیں مخلوق
کو آگاہ کریں تاکہ جزا و سزا کے وقت کسی کو کوئی گلہ کوئی شکوہ کوئی شکایت
کوئی حیلہ کوئی حجت باقی نہ رہے۔ یہ برگزیدہ بندے نبی اور رسول کہلاتے ہیں
جن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت ہے سب سے افضل سلطان الانبیاء
سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی ہدایت کے موافق جملہ مسلمین
متفق اللفظ ہیں کہ تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کے نطفہ اور حضرت
حوا رضی اللہ کے بطن سے پیدا ہوئے جو آج مختلف قبیلوں فرقوں قوموں اور
ذاتوں میں شناخت کی غرض سے منقسم ہیں کسی قبیلے۔ کسی فرقے کسی قوم
کسی ذات کو کسی دوسرے قبیلے فرقے قوم اور ذات پر ترجیح نہیں فضیلت کا انحصار
صرف پرہیزگاری پر ہے۔ سب سے زیادہ افضل وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ
پرہیزگار ہے البتہ اگر ایسے دو شخصوں کا مقابلہ کیا جاوے جو ذاتی زہد و اتقا میں
مساوی لیکن وراثت میں مختلف ہوں یعنی ایک شخص کے آبا و اجداد نبی یا نبی کے
قائم مقام یا مسلمان ہوں اور دوسرے کے فاسق و فاجر یا کافر ہوں تو ان
دو شخصوں میں سے افضل وہ شخص ہے جس کے آبا و اجداد نبی یا عالم یا مسلمان ہوں

کبھی قوم کسی قوم کے ساتھ رشتہ داری کرنے میں اپنی حقارت نہیں سمجھتی۔ محض اس بنا پر کہ زمانہ جہالت میں عرب کے لوگ خاندان قریش کو افضل اور غلام خاندان کو اردل سمجھتے تھے جس کی وجہ سے قریش خاندان کی لڑکیوں کا غلام خاندان میں نکاح ہونا بالکل ناممکن سمجھا جاتا تھا اس رسم جہالت کو مٹانے کی غرض سے سیدنا ونبینا وشفیعنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ اگرچہ غلام تھے۔ لیکن صلاحیت کا مادہ رکھتے تھے نکاح منعقد فرمایا۔ غیر قبیلے میں نکاح کرنے کی رسم بھی اسی وقت سے جاری ہوئی۔ سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جو اموی تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو عدوی تھے منعقد فرمایا چونکہ قدرت نے دنیاوی آراستگی اور نسل انسانی کے ترقی کا ذریعہ رسم نکاح سے وابستہ کیا تھا اس وجہ سے یہ رسم ابتدا ہی سے قائم ہوئی۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اور ام البشر حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا قبل اختلاط نکاح ہوا۔ جملہ انبیا علیہم السلام نے یہ سنت جاری رکھی۔ آخرالزماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طاقت اور استطاعت نہ رکھنے والے شخص کو بشرطیکہ روزہ رکھے اس سنت کی ادائگی کی قید سے آزاد اور متنفر ہونیوالے شخص سے سخت نفرت کا اظہار فرمایا اس رسم کے قواعد کی آسانی اور خلاف ورزی کے سزا کی ہیبت کسی شخص کو کسی وقت کسی زمانہ کسی حصّہ زمین پر دائرہ اعتدال سے باہر قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیتی یعنے نکاح صرف ایجاب وقبول سے جو دو شرعی گواہوں کے سماعت میں آئے منعقد ہوجاتا ہے مطیع کو باغی پر انسان کو حیوان پرستا ئینہ کو وحشی پر شریف کو کمینہ پر ترجیح دینے کی غرض سے محض محدود سے چند عورتیں یعنی ہر شخص کی اصل اور فرع ماں دادی نانی پرنانی بیٹی پر پوتی نواسی وغیرہ مسلسل اور فرع کی بیبیاں یا جن کے ساتھ اصل اور فرع نے زنا کیا ہو دودھ پلانے والی اور اس کی لڑکیاں اور وہ عورت جسکو

ان کے ساتھ نکاح یا زنا کیا ہو۔ بہن بھانجی۔ پھوپی۔ خالہ۔ بی بی کی موجودگی میں اُس کی بہن وغیرہ
مشترکہ عورتیں جن کی طرف عموماً سلیم طبیعتیں متوجہ نہیں ہوتیں حرام ہیں۔ ہر شخص کو جو صفات
قوت حقوق مستورات میں عدل قائم رکھنے کی قدرت رکھتا ہو۔ چار عورتوں کے ساتھ نکاح
کرنا جائز ہے جس کے عقلی دلائل یہ بیان کرتے ہیں کہ مرد تا زیست اولاد پیدا کرنے اور
چار عورتوں سے ہم بستر ہو کر ہر ایک کو حاملہ کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ علم طب استقرار حمل کے
تین ماہ بعد از بعد وضع حمل تین ماہ کے اندر حاملہ کے ساتھ مباشرت کرنا مرد عورت اور
جنین کے حق میں مضر صحت بتلاتا ہے۔ اس قاعدہ کو ملحوظ خاطر رکھ کر اگر کسی شخص کا
نسب خاص میں نطفہ قرار پایا کرے تو اُس کو ایک سال کے اندر چار عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے
کی ضرورت محسوس ہو سکتی ہے۔ چوتھے نکاح کے تین ماہ بعد اول منکوحہ قابلِ استعمال ہو کر
پانچویں نکاح کی ضرورت کو زائل کر دیتی ہے اس وجہ سے چار بیبیوں کی موجودگی میں پانچویں
نکاح ناجائز سمجھا جاتا ہے۔ علاوہ اس کے میدان جنگ میں مجاہدین کی شہادت بیوہ عورتوں
کی ضروریات رفع کرنے کا بارگراں غیر مردوں پر ڈال کر اون کو ایک سے زیادہ نکاح کرنے پر
مجبور کرتی ہے جس کی وجہ سے مرد ایک وقت میں چار عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھ
سکتا ہے لیکن برعکس اس کے عورت شوہر کی موجودگی میں غیر مرد سے ہم بستر نہیں ہو سکتی
جس کے عقلی دلائل یہ بیان کرتے ہیں کہ عورت مرد کے مانند تا زیست اولاد پیدا کرنے اور
چار مردوں سے ہم بستر ہو کر چار حمل ٹھہرانے کی ایک وقت میں قابلیت نہیں رکھتی زیادہ تر
عورتیں پچاس برس کی عمر میں بچہ جننے کی قوت کو کھو دیتی ہیں علم طب حیض نفاس اور حمل کے
زمانہ میں عورتوں کو مجامعت سے پرہیز کرنے کا مشورہ دیتا ہے عموماً عورتیں نحیف الخلقت اور
ضعیف القویٰ ہونے نو مہینے کی تکالیف برداشت کرنے بچے جننے دودھ پلانے اور اولاد کی پرورش
کرنے میں مصروف رہنے کی وجہ سے اپنی قوت شہوانی کو قریب قریب کھو دیتی ہیں جس کی
وجہ سے اون کو مرد کی حاجت نہیں رہتی۔ علاوہ اس کے ہر دو کے اعضا جسمانی کی بناوٹ

ثابت کرتی ہے کہ مرد حاکم اور عورت محکوم ہے۔ اگر حاکم اور محکوم کے اختیارات مساوی کردیے جائیں تو نظام عالم قائم نہیں رہ سکتا۔ قدرت نے مرد کی طبیعت میں غیرت کا مادہ رکھا ہے جس کی وجہ سے ہر شخص علاوہ اُن لوگوں کے جو پردۂ حیا کو اُٹھا کر دیوث بن جاتے ہیں تمام رذیل سے رذیل اور ذلیل سے ذلیل لوگ بھی اپنی عورت کو غیر کے پہلو میں دیکھ کر مشتعل ہوجاتے ہیں جس کی آئے دن صدہا وارداتیں سنائی دیتی ہیں۔ انسانوں کے علاوہ حیوانات میں بھی غیرت کا مادہ موجود ہے مرغ جب تک مرغی کو اپنے تصرف میں رکھتا ہے کسی دوسرے مرغ کو اُس کے پاس پھٹکنے نہیں دیتا۔

زنا کے جرم سے محفوظ رہنے اور امن وامان قائم رکھنے کی غرض سے عورتوں کو مکان کے اندر محبوس رکھتے ہیں۔ مرد کفالت کر کے اون کو کسبِ معاش سے آزاد کرتے ہیں علاوہ نان نفقہ کے مہر بھی ادا کرتے ہیں تاکہ بیوہ اور مطلقہ عورتیں تا نکاح ثانی اُس رقم سے بسر اوقات کریں۔ ناکح اور منکوح بروقت نکاح مصمم ارادہ کرتے ہیں کہ ہم دونوں تمام عمر متفق رہیں گے۔ لیکن بلحاظ بشریت ایک دوسرے کی طبیعت خصلت اور صحت کا صحیح صحیح اندازہ نہ کرنے کی وجہ سے۔ اگر کسی قسم کی غلطی واقع ہو جاتی ہے جس کا بعد نکاح علم ہونے بجز اس کے کہ ہر دو میں تفریق کرادی جاوے اور کسی طرح پر دفعیہ نہیں ہوسکتا۔ ایسی صورت میں زوجین میں جدائی کرادی جاتی ہے۔ چونکہ یہ قدرتی قانون ہے کہ گندم سے گندم جو سے جو پیدا ہوتا ہے گندم خواہ کیسی ہی اچھی سے اچھی یا بُرے سے بُرے کھیت میں بو یا جاوے جو نہیں پیدا کر سکتا اسی بنا پر جو مولود جس کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے وہ اوسی کی اولاد کہلاتا ہے زید کی اولاد بکر کے نام سے منسوب نہیں کیجاتی زنا کے ذریعہ سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اُس کو صحیح النسب نہونے کی وجہ سے ولدالزنا یا حرامی کہکر ماں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ نسب کا صحیح صحیح اندازہ کرنے کی غرض سے بیوہ اور مطلقہ عورتوں کے واسطے عدت کی مدت مقرر ہے جس کے ختم ہونے پر وہ اگر

ضرورت سمجھیں اپنا نکاح ثانی کرنیکا مجاز رکھتی ہیں۔ چونکہ قریب کے رشتہ داروں میں ایک دوسرے کی طبیعت خصلت اور صحت کا صحیح صحیح اندازہ کرنے میں کسی قسم کی غلطی واقع ہونیکا احتمال بہت کم ہوتا ہے ایک دوسرے کے راز مخفی پوشیدہ نہیں رہتے ماسوا اس کے صرف اعزا و اقربا ایک دوسرے کی ملکیت کے وارث قرار پاتے ہیں ان وجوہات سے چچیرے بھائی بہن ایک دوسرے کے حقدار سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن عذر شرعی کے حائل ہونے پر یہہ حق زائل ہو جاتا ہے۔

حدث اکبر کے واقع ہونے پر غسل کرنا اور حدث اصغر کے واقع ہونے پر وضو کرنا عبادت کرنیکے واسطے فرض سمجھتے ہیں جس کے عقلی دلائل یہہ بیان کرتے ہیں کہ ایام حیض اور نفاس میں عورتوں کا خون فاسد خارج ہونا احتلام اور مجامعت کے وقت مذکر و مونث ہر دو کی حرارت عزیزی کا ہیجان جسم میں تغیر پیدا کرتا مسامات کے راہ سے زہریلا مواد نکالتا ہے جس کی وجہ سے بدن اور پسینہ میں بو پیدا ہو جاتی ہے اس وجہ سے حیض و نفاس اور احتلام و مجامعت کے بعد فرض سمجھ کر ہفتہ میں ایک مرتبہ جمعہ کے دن سنت سمجھ کر غسل کرتے ہیں علم طب غسل کو حرارت عزیزی کا محفوظ کرنیوالا۔ جسم کو تمام آلائشوں سے جن کی آلودگی جلدی امراض پیدا کرتی ہے پاک کرنیوالا اور ہر دو کے جسم اور روح کو راحت پہونچانے والا ثابت کرتا ہے۔ نماز پڑھنے والے صرف اون اعضا جسمانی کو جو عموماً کھلے رہنے کی وجہ سے ہر وقت ہوا کے زہریلے مادوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ پانچ مرتبہ دھوتے ہیں جس کے ذریعہ سے تمام زہریلا مادہ جو جلدی امراض پیدا کرتا ہے دن میں پانچ مرتبہ دھل جاتا ہے ان اعضا جسمانی کو دھونے کے وقت مسواک استعمال کرتے ہیں جو دہن کی رطوبت کو دور کرکے منہ کو پاک صاف کرتی دانتوں کی زردی کو دور کرکے جڑوں کو مضبوط کرتی بلغم کو نکالتی صفرا کو دباتی۔ آنکھوں کی روشنی کو بڑھاتی اور گندہ دہنی کو دفع کرتی ہے۔

خروج بول و براز وغیرہ کو نواقض وضو کہتے ہیں جن کے واقع ہونے پر فوراً وضو کرنا مستحب

ہو عبادت کا وقت آنے تک تاخیر کرنا جائز سمجھا جاتا ہے۔ پاخانہ پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد اوّل ڈھیلے سے بعدہ پانی سے طہارت کرتے ہیں تاکہ بالکل نجاست سے آلودہ نہوں جب پانی عدم دستیاب یا مضر صحت ثابت ہوتا ہے مٹی سے تیمم کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ عمل محض جسم اور جان کی حفاظت کی غرض سے نہیں بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کی تعمیل کرنے کے واسطے کیا جاتا ہے۔ عبادت کرنے سے قبل مکان جسم اور لباس کا پاک کرنا فرض سمجھتے ہیں جس کے عقلی دلائل یہہ بیان کرتے ہیں کہ نجاست کے ذریعہ سے قسم قسم کے جسمانی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ روح پر بھی اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ جب جسم یا لباس کا کوئی حصہ ناپاک ہوجاتا ہے اس کو دھوکر پاک کرتے ہیں اور جسم سے تمام اون چیزوں کو جو باعث نجاست اور مضر صحت ہوتی ہیں دور کرتے ہیں یعنی مونچھیں کتراتے ناخن کٹاتے بغل اور شرمگاہ کے بال دور کرتے ختنہ کراتے ہیں۔ داڑھی رکھاتے ہیں اس وجہ سے کہ داڑھی کا رکھانا بصارت کیواسطے مفید ہے۔ زمانۂ حال کے انگریزی ڈاکٹروں نے تجربہ کرکے یقین کرلیا کہ بڑی بڑی مونچھوں سے جو زہر نکلتا ہے وہ روزمرہ آہستہ آہستہ کھانے پینے کی چیزوں میں شامل ہوکر ایک شخص کی ہلاکت کے واسطے معدہ میں کافی فراہم ہوجاتا ہے۔ ختنہ حشفہ کو میل اور پیشاب کے قطروں سے پاک رکھتا ہے ناک بغل اور شرمگاہ کے بال گندگی پیدا کرکے عفونت کا باعث ہوتے ہیں۔ ناخن کی درازی انگلیوں میں میل اور سمیت پیدا کرتی ہے حال سے انگریزی ڈاکٹروں نے داڑھی منڈے نوجوان تعلیم یافتہ اشخاص کو زیادہ تر عینک کا محتاج پاکر یقین کرلیا کہ داڑھی کا رکھانا جو شعار اسلام ہے مفید بصارت ہے۔

چونکہ نجاست کا اثر جو مضر صحت ہے پانی میں بہت جلد اور زیادہ سرایت کرتا ہے اس وجہ سے قلیل پانی میں خفیف سی نجاست شامل ہو جاتی ہے اُس کو ناپاک سمجھ کر استعمال نہیں کرتے۔ کنوئیں میں اگر کوئی ایسا جانور جس کا بہتا ہوا خون ہوتا ہے مرکر پھول جاتا یا پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے یا کوئی دوسری خفیف سے خفیف نجاست گرپڑتی ہے تو اُس کا کل

پانی نکال ڈالتی ہیں۔ کثیر اور جاری پانی کے اُس حصے کو جس میں مزہ رنگ اور بو کے ذریعہ سے نجاست کا اظہار ہوتا ہے ناپاک سمجھتے ہیں کھانے پینے کی ہر چیز میں اس قسم کا خیال رکھتے ہیں یعنی ایسی ہر چیز کے کھانے سے گریز کرتے ہیں جس کا صحت اخلاق اور روح پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ جملہ اشیا نشی اور زہریلی گانجہ بھنگ افیون شراب دھتورہ حنظل سنکھیا وغیرہ مردار نجاست خوار شکاری درندہ زمین کے اندر رہنے والا جانور کوا چیل سور گدھا ہاتھی خچر نیولا سانپ بچھو وغیرہ۔ انسان۔ مرا ہوا اور غیر ذبیحہ جانور وغیرہ وغیرہ کا گوشت کھانا حرام سمجھتے ہیں علاوہ ان کے جملہ اشیا خوردنی کا شرعی ضرورت سے زیادہ کھانا حرام سمجھتے ہیں یعنے صرف اس قدر کھانا جو زندگی اور عبادت کرنے کی قوت کو قائم رکھے فرض نیم شکم شکست اور شکم سیر کھانا مباح سمجھتے ہیں۔ ہر شخص کا پکا ہوا کھانا بشرطیکہ طہارت کے قواعد کا لحاظ رکھ کر پکایا گیا ہو پاک سمجھتے ہیں۔ ایک پیالہ میں ایک دوسرے کے ساتھ کھاتے ہیں دو کھانیوالوں کے درمیان میں اگر تیسرا شخص آجاتا ہے تو اُس کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔ لطف یہ کہ وہی خوراک تینوں کھانیوالوں کو کفایت کرجاتی ہے۔ تمام مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ کھانا کھاتے اور اُٹھتے بیٹھتے بلا کسی قومی تخصیص کے نور اً بروقت ملاقات ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دیتے محبت اور یگانگیت کا اظہار کرنے کی غرض سے مصافحہ کرتے مسجدوں میں برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے خوشبو دار چیزوں کا استعمال کرنا سنت سمجھتے ہیں جس سے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور جسم خراب ہوا کے ضرر سے محفوظ رہتا ہے۔

تمام مسلمان عقیدہ رکھتے ہیں کہ حیوانات نباتات جمادات الغرض جملہ موجودات معبود حقیقی کی اپنے اپنے لہجوں میں روح رواں سے تسبیح وعبادت کرتی ہے۔ چونکہ رب العالمین نے انسان کو ذی شعور بنا کر تمام مخلوقات پر شرف بخشا ہے اس وجہ سے بنی آدم کا طریق عبادت جملہ موجودات کے طریق عبادت کا مجموعہ اور سب سے افضل بنایا ہے ہر مخلوق فرداً فرداً عبادت کرتی ہے لیکن اہل اسلام فرداً فرداً بھی اور

ادر مجتمع ہوکر بھی عبادت کرتے ہیں۔ جملہ مخلوقات صرف روح رواں سے عبادت کرتی ہیں لیکن اہل اسلام جملہ اعضائے جسمانی اور ہر رگ و ریشہ اور روح رواں کو عبادت میں مصروف کرتے ہیں۔ اس طریقہ سے عبادت کرنے کا نام صلواۃ ہے۔ جب اس عبادت کو ادا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں جسم لباس اور مکان کو ظاہری نجاستوں اور روح کو باطنی نجاستوں سے پاک صاف کرکے قبلے کی طرف رخ کرتے ہیں اور نباتات کی شکل میں کھڑے ہوکر منشاء دلی کا زبان سے اظہار کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ فعل اتفاقیہ نہیں جس کے سزا و جزا کا کوئی فاعل مستحق نہیں ہوتا دنیا و مافیہا سے دست بردار ہوکر ہاتھ کانوں پر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ کر معبود اُس کی پاکی اور بزرگی کو بیان کرکے گمراہ کرنے والے کے شر سے محفوظ رہنے کی استدعا کرتے ہیں اور اللہ رحمٰن اور رحیم کا نام لیکر سورۂ فاتحہ اور قرآن شریف کی دیگر آیتوں کو جو بخوبی یاد ہوتی ہیں تلاوت کرتے ہیں۔ چونکہ سورۂ فاتحہ حمد الٰہی کرنا اور بندہ کو دعا مانگنا سکھلاتی ہے اس وجہ سے اس سورہ کو بالتخصیص پڑھتے ہیں تلاوت کے بعد اللہ تعالیٰ کی بڑائیاں بیان کرتے ہوئے دیگر حیوانات کے مانند سرنگوں ہوکر اُس کی عظمت کا ذکر کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ کی سماعت کا اقرار اور اُس کی تعریف اور بڑائی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے جسم کے بہترین اعضا، سر اور منہ کو نہایت بتذلل صورت میں جمادات کے مانند زمین پر رکھ کر اُس کی برتری کا بیان کرتے ہیں پھر بیٹھ کر اپنے معبود سے مغفرت رحمت عافیت اور ہدایت کے خواستگار ہوکر عاجزانہ حیثیت سے سر اور منہ کے بل گر پڑتے ہیں اور اُس کی برتری کا ذکر کرتے ہیں اسی طرح دوبارہ نہایت خشوع اور خضوع سے موقعہ محل پر قیام رکوع اور سجدہ کرتے ہیں ہر رکن کو اپنے اپنے موقع محل پر بلا تاخیر اور بلا تغیر و تبدل ادا کرکے ثابت کرتے ہیں کہ اسلامی طریقہ کے عابد اپنے معبود کی عبادت کرنے میں مستعد ہیں غافل نہیں کاہل نہیں سست نہیں اگر صرف دو رکعتیں ادا کرنا مقصود ہوتی

ہیں تو سجدہ سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھ کر کہتے ہیں کہ سب قسم کی مالی اور بدنی دعائیں اللہ کے واسطے ہیں۔ پھر وہ سلامتی کا کلمہ جو اللہ عزوجل نے اپنے رسول محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرمایا اور اُس کلمہ میں وہ کلمہ جو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت اور جملہ صالحین بندوں کے بابت شامل فرمایا پڑھتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا اور کوئی دوسرا معبود نہیں۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کے بندے اور رسولؐ ہیں پھر اپنے ہادی برحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کی آل پر اسی طرح کی رحمت اور برکت نازل ہونے کی جس طرح پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اون کی آل پر نازل ہوئی استدعا کرتے ہیں پھر اپنے نفس والدین اور جمیع انسانوں کی مغفرت کے واسطے صرف ایسی دعا مانگتے ہیں جن کا سوال کرنا صرف اللہ تعالےٰ سے جائز ہے پھر دائیں بائیں کے حاضرین کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں اور صلوٰۃ ختم کرتے ہیں۔ جو شخص عذر سے کھڑا ہوکر نہیں پڑھ سکتا وہ بیٹھ کر اور جو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا وہ لیٹ کر ارکان رکوع اور سجود اشارہ سے کرتا ہے۔ چونکہ بلا وقت مقرر کیے کوئی کام انجام نہیں پاتا اس وجہ سے اس فرض کو ادا کرنے کی غرض سے دن رات میں پانچ مرتبہ بلند آواز سے آذان دیتے ہیں تاکہ جو لوگ دنیاوی مشاغل کی کثرت سے بھول گئے ہوں وقت مقررہ کی آمد سے خبردار ہوجائیں۔ اذان میں وہی الفاظ استعمال کرتے ہیں جو غیر اللہ کی نفی ہادی برحق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت اور صلوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب دینے کے واسطے موزوں ہیں جن کو سن کر نابالغ۔ مریض۔ مسافر مجنون اور مستورات کے علاوہ جملہ مسلمان اپنا کاروبار چھوڑ کر ہر روز پانچ مرتبہ اور ہفتے میں ایک مرتبہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اور عید کے دن عیدگاہ میں سال میں دو مرتبہ اطراف وجوانب کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور ہر سال روے زمین کے مسلمان

زمانہ مخصوص میں خانہ کعبہ کا طواف اور عرفات پر وقوف کرتے ہیں جس کو حج کرنا کہتے ہیں۔
ہر آزاد بالغ تندرست مسلمان اپنی ساری عمر میں حج کرنا ایک مرتبہ فرض سمجھتا ہے مگر
اُس وقت جب اُس کے پاس عیال کے نفقے سے اس قدر زائد ہو جو اُس کے آمد و رفت
رفت کے اخراجات کو کافی ہو نیز یہ کہ راستہ میں کسی قسم کا خطرہ نہو اس طرح پر محلہ شہر
اور روئے زمین کے لوگ ایک دوسرے سے مل کر ان کے اخلاق اور خصلت پر عمدہ
اثر اور غیر مذہب کے لوگوں پر اپنی اجتماعی قوت کا رعب ڈالتے ہیں ارکان عبادت کی
ادا کرنے میں جو لوگ خطا کرتے ہیں اُن کی اصلاح اور ضرورت مند اشخاص کی ضروریت سے
واقف ہو کر ان کی ضرورت کو رفع کرتے ہیں۔

حیض و نفاس والی عورت مجنون مریض شیخ فانی نابالغ اور مسافر کے علاوہ ہر شخص خواہ
شاہ ہو یا گدا امیر ہو یا فقیر ماہ رمضان میں ایک ماہ کامل فرض ہر مہینے میں تین دن
سنت اور ہمیشہ ایک دن ناغہ دیکر دوسرے دن مستحب روزہ رکھنا سمجھتا ہے۔ بغیر افطار
کئی دن بھوکے پیاسے رہنے اور روز مرہ نہ رکھنے سے وہ فوائد جو روزہ رکھنے سے مترتب
ہوتے ہیں فوت ہو جاتے ہیں اس وجہ سے تمام مسلمان بغیر افطار بے در پے کئی دن
اور روزانہ تمام سال کا روزانہ رکھنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ روزہ دل کو
غیر اللہ کے خطرات سے محفوظ رکھتا۔ جملہ خواہشوں اور گناہوں سے باز رکھتا معدہ کو زیادتی
غذا کی گرانباری سے نجات دیتا ہاضمہ کو درست رطوبات بلغمیہ کو خشک اور حافظہ کو تیز کرتا ہے
جس سے روح کو نورانیت اور جسم کو تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ صائم کو مسہل اور خفیف ہلکی
غذاؤں کے ذریعہ سے سالانہ معدہ کی اصلاح کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

جملہ مسلمان چونکہ زندگی قائم رکھنے کی غرض سے کھانا کھانا فرض سمجھتے ہیں اس وجہ سے
فرض عبادت کرنے کے بعد تلاش معاش کرنا فرض سمجھتے ہیں جو کچھ کماتے ہیں اُس
میں سے خرچ کرنے کے بعد سال کے اختتام پر اگر ساڑھے باون تولہ چاندی یا

یا ساڑھے سات تولہ سونا باقی رہتا ہے تو اس کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی روپیہ سیکڑہ زکوٰۃ دینا فرض سمجھتے ہیں جس کے ذریعہ سے اپنے قریب سے قریب کی رشتہ داروں ہمسایوں ہموطنوں۔ یتیموں مسافروں اور غیر شہر کے حاجتمندوں کی حاجت روائی کرتے ہیں زکواۃ دینے والا مال زکواۃ میں سے اپنی زوجہ اور اصل و فرع یعنی ماں باپ لڑکا لڑکی وغیرہ مسلسل کو کچھ نہیں دے سکتا۔ اس وجہ سے کہ ان لوگوں کے دینے میں دینے والے کی خود منفعت منترک ہوتی ہے۔ اہلِ نصاب کو اس میں سے لینا جائز نہیں سمجھا جاتا۔ اس وجہ سے کہ وہ خود مالدار ہے اور صاحب شریعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نیز بنی ہاشم یعنی حضرت علیؓ۔ عباسؓ۔ جعفرؓ۔ عقیلؓ۔ حارثؓ رضی اللہ عنہم وغیرہ کی اولاد اور اُن کے آزاد غلاموں کو بھی اس رقم سے دینا درست نہیں سمجھا جاتا جس سے صاف ظاہر ہے کہ ہادیٔ برحق محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنے اہلِ بیت کے فائدہ کی غرض سے نہیں بلکہ تمام بنی آدم کی بہبودی کے واسطے زکواۃ دینے کی تعلیم فرمائی۔ زکواۃ دینے کے علاوہ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کا دستور جو عرب میں مروج ہے اوس کی نظیر روئے زمین کی کسی قوم میں نہیں مل سکتی ۱۹۰۸ء کے بعد کا واقعہ ہے کہ ایک ہندوستانی حاجی کے پاس سو گنیاں قیمتی ڈیڑھ ہزار روپیہ تھیں اس نے ان گنیوں کو اپنی لکڑی کی چھڑی میں جس کو گپتی کہتے ہیں پوشیدہ طور پر رکھ لیں۔ اس گپتی کو لیکر فقیرانہ لباس میں بلا کسی ساز و سامان کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوا شام کے وقت ایک نابینا بدوی کے مسکن پر جو اونٹ کے کرایہ پر بسر اوقات کرتا تھا پہونچا۔ کئی دن سے بدوی کے عیال و اطفال کرایہ نہ ملنے کی وجہ سے فاقہ پر فاقہ کر رہے تھے۔ اس فاقہ کشی کے زمانہ میں بدوی نے

اپنی بی بی سے کہا کہ مدت دراز کے بعد اللہ کے فضل وکرم سے آج ایک مہمان آیا کر
دوہ مکان میں بجز اونٹ کوئی دوسری چیز نہیں مناسب ہے کہ اونٹ کو ذبح کر کے
مہمان کو کھلا دو بی بی نے کہا کہ اونٹ صرف ہمارا ذریعہ معاش ہے اگر ذبح کر دیا گیا
تو گھا ہوا روزینہ مہمان کے نذر ہو جائیگا ہاں بچے فاقے کرتے کرتے مرجائیں گے۔ بدوی
نے کہا کہ مہمان کی خاطرداری کرنا سنت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
احکام کی تعمیل کرنے میں پس وپیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ بی بی نے شوہر کا
حکم پاکر اونٹ کو ذبح کیا اور مہمان کو کھلا دیا۔ مہمان صاحب سرری گفتگو سنتے رہے
لیکن ٹس سے مس نہوئے کھانے کے وقت مرغوب طبع ہو نیکی وجہ سے بیدھڑک
ضرورت سے زیادہ کھا گئے۔ پاخانہ پھرنے کی حاجت ہوئی عجلت میں اس لکتی کو
جس میں سونے کی گنیاں بھری ہوئی تھیں میزبان کے قریب اُسی جگہہ جہاں کھڑی
تھی رکھی ہوئی چھوڑکر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں کتے چھچڑے کھانے کے واسطے
جمع ہو کر بھونکنے لگے بدوی نے کئی مرتبہ اُن کو دو دکارا مگر جب ان کا بھونکنا
موقوف نہوا۔ اُس نے اِدھر اُدھر ہاتھ سے ٹٹولا اتفاقاً وہی کپتی جس میں گنیاں
بھری ہوئی تھیں ہاتھ لگ گئی بدوی نے اس کپتی کو زور سے پھینک کر کتوں کو
مارا کتے بھاگ گئے۔ کپتی ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تمام گنیاں کھر کھرا کر گر پڑیں
لڑکے کھنکھناہٹ کی آواز سنکر دوڑے اور اُٹھانے لگے مہمان صاحب نے
دور سے سارا واقعہ دیکھا پاخانہ پھرنا بھول گئے۔ میری گنیاں میری گنیاں کہتے
ازار بند باندھتے دوڑے۔ مگر قبل اس کے کہ وہ منزل مقصود پر پہنچیں لڑکے گنیاں
لیکر چلے گئے۔ مہمان صاحب میزبان بدوی سے شاکی ہوئے جس نے کہا کہ اگر
تمہارے پاس سوگنیاں تھیں تو تم نے فقیر کا اونٹ ذبح ہونا جو ذریعہ معاش تھا کیوں
جائز رکھا۔ مہمان صاحب لاجواب ہوکر خاموش ہوگئے اور سمجھ گئے کہ زکوٰۃ نہ ادا کرنے

اور فقرا کا مال ہضم کرنے کی وجہ کو سزا اور نابینا بدی کے عیال و اطفال کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کرنے کی جزا ملی ہے۔ زکوٰۃ دینا فرض مہمانوں کی مہمان نوازی کرنا اور اپنے اہل وعیال کے واسطے ایک سال کا وجہ کفاف جمع کرنا تمام مسلمان سنت خیال کرتے ہیں گویا ایک معتدل طریقہ پر عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے کل مال خیرات کرکے اپنے اہل وعیال کو مفلس قلاش نہیں بنا دیتے اور ضرورت کے موافق حاجت مند ہم قوم کو اپنے مال سے حصہ دیکر اُس کی حاجت روائی کرتے ہیں جملہ مسلمان ستر ڈھانکنا اور گرمی سردی کو جو ہلاکت کا باعث ہوتی ہیں دفع کرنے کی غرض سے فرض اور اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنے اور زینت کی غرض سے لباس پہننا مستحب خیال کرتے ہیں۔ مردوں کو عورتوں کی اور عورتوں کو مردوں کی شکل وصورت بنانا حرام سمجھتے ہیں۔

جس طرح سے زندگی کے زمانہ میں آسائش کی غرض سے رہنے کے واسطے مکان بناتے ہیں اسی طرح سے جملہ مسلمان مُردوں کے واسطے بھی مکان بناتے ہیں چونکہ زندگی کے زمانہ میں ہوا اور روشنی کی خاص ضرورت لاحق ہوتی ہے اس وجہ سے زندگی کے زمانہ کے واسطے جو مکان بناتے ہیں وہ ہوادار اور وسیع بناتے ہیں مرنے کے بعد متوفی کو ہوا اور روشنی کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے مردہ کے واسطے تنگ وتاریک مکان بناتے ہیں جس کو قبر کہتے ہیں۔ جس طرح سے زندگی کے زمانہ میں غسل کرتے ہیں کپڑے پہنتے ہیں خوشبو استعمال کرتے ہیں اسی طرح سے مردہ کو غسل دیکر عمدہ لباس اور خوشبو سے آراستہ پیراستہ کرکے جس قدر جلد ممکن ہوتا ہے اُسکے مکان میں پہونچا دیتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر شخص کے سزا و جزا کا زمانہ شروع ہو گیا۔ جس کو ہر عقلمند بلا حجت تسلیم کرتا ہے اس وجہ سے کہ روزانہ صدہا نظیریں ایسی ملتی ہیں جن کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتکبان جرم کو سزا نہیں ملی اگر وہ لوگ مرنے کے بعد

بھی اپنے افعال بد کی سزا نہ پائیں تو یہ ہرگز انصاف نہیں۔ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بجز انبیا علیہم السلام کوئی متنفس معصوم نہیں۔ گناہوں کا سرزد ہونا بجز انبیا علیہم السلام ہر شخص سے اوسی طرح پر ممکن ہے جس طرح پر ایک نہایت محتاط شخص کا کسی جسمانی مرض میں میں مبتلا ہو جانا۔ جس طرح اللہ تعالےٰ نے امراض دور کرنے کیواسطے قسم قسم کی دواؤں میں شفا بخشی ہے اُسی طرح سے مسلمانوں کے گناہوں کا ازالہ کرنیکے واسطے توبہ استغفار۔ نیک اعمال۔ بلا ناگہانی۔ ضغطۂ قبر۔ قیامت کی سختی۔ مسلمانوں کی دعا۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کی طرف سے صدقہ دینا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور اپنی خاص رحمت یہہ دس بڑے اسباب پیدا کیئے ہیں۔ چونکہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مردہ مسلمانوں کی طرف سے صدقہ دینے اور اُن کے واسطے دُعا کرنے سے اللہ تعالیٰ اون کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے یا اُن کے عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے اور اگر وہ لوگ خود صالح بندے ہوتے ہیں تو اون کے درجات میں ترقی دیتا ہے۔ اس وجہ سے جب کوئی مسلمان مرتا ہے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں اس نماز میں ہر زندہ مردہ حاضر غائب چھوٹے بڑے مذکر و مونث کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ مردوں کے طرف سے صدقات دیتے ہیں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اور اس تلاوت کا ثواب مردہ مسلمانوں کو بخشتے ہیں جب قبرستان کی طرف سے ہوکر نکلتے ہیں مردوں کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں اور اپنی موت کو یاد کرتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر شخص کو مرنے کے بعد جن دو عالم کی سیر کرنا پڑے گی اُس میں سے ایک کو عالم برزخ اور دوسرے کو عالم حشر کہتے ہیں ان ہر دو عالم کے دو طبقے ہیں۔ عالم برزخ کے طبقوں کا نام علیین اور سجین اور عالم حشر کے طبقوں کا نام جنت اور دوزخ ہے۔ زندگی کے زمانہ میں جس شخص نے اوامر کی تعمیل اور نواہی سے گریز کیا وہ علیین میں اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کی ہمیشہ مخالفت پر کمر بستہ رہا وہ سجین میں حشر تک رہے گا۔ عالم موجودہ کے خراب ہونے کے بعد

مردے زندہ ہوکر حساب کتاب دیں گے جس کے بعد مسلمان جنت میں اور کافر دوزخ میں بھیجے جاویں گے۔ اہل جنت ہر قسم کے لذات سے محظوظ اور اہل دوزخ ہر قسم کے عذاب میں معذب ہونگے۔ جس طرح سے لوہا میل دور کرنے کی غرض سے آگ میں ڈالا جاتا ہے اُسی طرح سے گنہگار اپنے گناہوں کے موافق تزکیہ کے واسطے سزا پاویں گے۔ جب سزا بھگت لیں گے جنت میں چلے جاویں گے۔ لیکن ایسے لوگ جن کی سرکشی اور بغاوت نے روح میں ایمان کا ذرہ برابر جوہر باقی نہیں رکھا شرک و کفر میں مبتلا رہے وہ ابدالآباد تک دوزخ میں رہیں گے جسطرح سے دنیا کا بادشاہ باغی کو گرفتار ہونے پر ایک لحظہ کی خطا پر تمام عمر کے واسطے سزا یعنی پھانسی دیتا ہے اُسی طرح واحد قہار ان لوگوں کو جنہوں نے کفر و شرک کیا اُس کے رسولوں کو جھٹلایا اون کو ہمیشہ آگ میں جلنے کی سزا دیگا جس سے چھٹکارا پانے کی کوئی شکل نہیں۔

تواریخ کے دیکھنے سے مجھ کو معلوم ہوا کہ تمام انسان ایک برگزیدہ نبی ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کے نطفہ اور ام البشر حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئی حضرت آدم علیہ السلام کے ایک فرزند دلبند حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کی تعلیم کو تلقین فرماکر اور دوسرے ناخلف بیٹے قابیل نے انحرافی اور آتش پرستی وغیرہ شیطانی حرکات کی بنیاد ڈال کر بنی آدم کو دو متضاد طریقوں کی پیروی کرنیکی طرف متوجہ کر دیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے فرزندان متوشلخ وغیرہ نے ابنائے جنس کو دینی و دنیاوی منفعت سے مالا مال عامہ خلائق کے سر سے بنی قابیل کا شر دفع کرکے ملک میں امن و امان قائم اور خلق اللہ کو مرہون منت بنا لیا جس کی وجہ سے عام طور پر بندگان الٰہی کے دلوں میں ان بزرگان دین کی عظمت اور نظروں میں وقعت پیدا ہوگئی ان کی رحلت کے بعد منظر عام پر ان کی یادگار قائم کرنے کی غرض سے پتھر کی مورتیں نصب کی گئیں جن کا فرط محبت سے بوسہ لیا جانے لگا یہہ محبت کا بوسہ

رفتہ رفتہ عبادت سجدہ اور طواف سے مبدل ہوگیا۔ جس کو بعض لوگ احسن طریقہ خیال کرکے اپنا دین اور ایمان سمجھنے لگے اور بعض لوگ اس قبیح رسم کے مانع ہوئے۔ چونکہ انسانی عقلیں نامعلوم چیز کا ادراک چند معلومات کو ترتیب دیکر کیا کرتی ہیں۔ جس میں اکثر وہم دخل در معقولات بیکر غلطیاں پیدا کر دیتا ہے۔ ایک عاقل کبھی اپنے رائے کے موافق اور کبھی مخالف ہوتا ہے واقعات کو دیکھکر کبھی صحیح نتیجہ نکالتا ہے اور کبھی اسی صحیح نتیجہ کو غلط قرار دیتا ہے۔ کبھی ایک عاقل دوسرے عاقل کا مخالف ہوتا ہے حکیم بطلیموس بدلائل عقلی ثابت کرتا ہے کہ سات آسمان عرش کرسی جن کو افلاک الافلاک کہتے ہیں بترتیب موجود ہیں۔ حکیم فیثاغورس بدلائل عقلی ان کی موجودیت کا انکار کرتا ہے۔ عموماً انسان آنکھ سے دیکھ کر کان سے سن کر زبان سے چکھ کر ناک سے سونگھ کر ہاتھ سے ٹٹول کر جسمانی اور مادی اشیا کی حقیقت معلوم کرتا ہے لیکن بسا اوقات اس کو انھیں حواس خمسہ کے ذریعہ سے اصلیت معلوم کرنے میں مغالطہ ہوتا ہے کبھی کبھی بالکل عاجز ہوجاتا ہے۔ دو طبیب حاذق ایک مریض کو دیکھ کر مختلف مرض تشخیص کرتے ہیں اور اس کی دفعیہ کے واسطے بالکل متضاد دوائیں تجویز کرتے ہیں۔ ایک متکلم کے کلام کو سن کر سامعین مختلف نتیجے نکالتے ہیں۔ لڑکوں جوانوں اور بوڑھوں کے عقلوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ان مشکلات کی وجہ سے چونکہ انسان اپنے معبود کی رضامندی دریافت کرنے میں قاصر تھا لہذا اللہ تعالے نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے واسطے مختلف اوقات میں بہت سے نبی اور رسول بھیجے جن کو شناخت کی غرض سے ایسی توفیق عطا فرمائیں جو بجز ان کے جملہ انسانوں کی قدرت اور امکان سے باہر تھیں تاکہ عام طور پر اس اعجاز کو دیکھ کر مخلوق یقین کرلے کہ یہہ مقبول بندے ہماری ہدایت کے واسطے بھیجے گئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جب ایک نبی کی ہدایت کا چراغ جگمگا کر جھلملانے لگتا دوسرا نبی مبعوث ہوکر اس کو مشتعل

کی طرح روشن کر دیتا آخر زمانہ میں جب روئے زمین سے انبیائی تعلیم قریب قریب مفقود ہو گئی۔ منکرین رسالت حشر و نشر کا مضحکہ اُڑاتے موجودہ زندگی پر عیش و راحت کا خاتمہ سمجھتے۔ پتھروں کی مورتوں پر اپنی اولاد اور جانوروں کی قربانیاں کرتے راگ گانا باجہ بجانے۔ ناچ ناچنے شراب پینے جوا کھیلنے ننگ و ناداری کی وجہ سے لڑکیوں کو زندہ گاڑنے۔ چوری قتل ڈکیتی رہزنی زنا وغیرہ کرنے۔ مورتوں کو اپنا معبود اور حاجت روا جاننے۔ قحط سالیوں کی وجہ سے ہڈیاں اور مردار چیزیں کھانے لگے۔ رحمت الٰہی مقتضی ہوئی کہ ایک زبردست نبی کریم اور رسولِ عظیم کو مبعوث کرے جو اپنے ہادی برحق ہونے کے ثبوت میں قیامت تک قائم رہنے والے معجزات دکھلا کر آنیوالی زندگی کی صحیح صحیح خبریں دے۔ تمام بنی آدم کو مکارمِ اخلاق کی تعلیم دے اور عبادت الٰہی کے طریقہ سے آگاہ کرے تمام بلاؤں اور مصیبتوں سے نجات دلوائے اس ضرورت کو رفع کرنے کے واسطے جزیرۂ عرب کے خاص شہر مکۂ مکرمہ میں عبد اللہ بن عبد المطلب کے نطفہ اور آمنہ بنت وہب زہری کے بطن سے تقریباً سنہ ۵۷۰ء میں سیدنا و نبینا و شفیعنا محمدؐ مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ آفتاب سا تعلق جگا جس کے طفیل میں قحط سالی دور ہو گئی۔ مجوسیوں کے آتش کدہ کی آگ بجھ گئی شیاطین آسمان سے نیچے گرا دیئے گئے۔ شاہنشاہِ خسرو کے قصر کے چودہ کنگورے نہایت زور سے گرے۔ جن کی آواز دور تک گئی۔ گویا یہہ ایرانی سلطنت پر آنیوالی تباہی کا پیش خیمہ تھا۔ اس زمانہ میں مکۂ معظمہ کی مشہور شجاع قوم قریش بنی ہاشم اور بنی امیہ کی دو نسلوں میں منقسم ہو گئی تھی۔ ہاشم کے لڑکے عبد المطلب کے تیرہ لڑکے تھے۔ جن میں سے ابو طالب۔ ابو لہب۔ عباسؓ۔ حمزہ۔ عبد اللہ اور زبیر مشہور ہیں۔ عیسوی چھٹی صدی کی ابتدا میں ہاشم نے خانہ کعبہ کی خدمت اپنے ذمہ لیکر شہر مکہ پر اپنا پورا اقتدار قایم کر لیا۔ اور اس شہر کو تجارتی مرکز بنا دیا۔ جس کی وجہ سے

عموماً عرب کے لوگ تجارت پیشہ ہو گئے۔ چونکہ خانۂ کعبہ کو حضرت آدم علیہ السّلام نے قبلہ بنایا تھا جس کی حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے تجدید کی تھی اس وجہ سے دور دراز کے لوگ خانۂ کعبہ کا طواف کرنے کے واسطے ہر سال جمع ہوتے تھے حج کے زمانے میں شعرا اپنا عمدہ اور بے نظیر کلام خانۂ کعبہ کی دیوار پر آویزاں کرتے تھے تاکہ لوگ حسنِ کلام کی داد دیں اس زمانے میں شاعری کا بازار گرم تھا کوئی محفل کوئی مجلس شعرا سے خالی نہ ہوتی تھی کوئی رسم خواہ خوشی کی ہو یا غم کی ایسی نہ ہوتی تھی جس میں شعر نہ پڑھے جاتے ہوں یہ مشغلہ صرف مردوں کی مجلس کی اندر محدود نہ تھا بلکہ عام طور پر عورتوں میں بھی جاری تھا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جب دو شخص امراءالقیس کو قتل کرنے پر آمادہ ہوئے اس نے کہا کہ میں نے ابھی ایک مصرعہ موزوں کیا ہے ؎ یابنتا امراءالقیس اِنّ آباکما (جس کا مطلب یہ ہے کہ اے بیٹیو تمہارا باپ) میرے قتل کرنے کے بعد اس مصرعہ کو میری لڑکیوں کو سنا دینا۔ ہر دو قاتل قتل کرنے کے بعد امراءالقیس کی لڑکیوں کے پاس گئے اور کہا ؎ یابنتا امراءالقیس اِنّ آباکما۔ لڑکیوں نے اس مصرعہ کو سن کر برجستہ دوسرا مصرعہ موزوں کیا ؎ قد قتل وقاتلاہٗ لدا لکما (تحقیق قتل کیا گیا اور قاتل تمہارے پاس ہیں) قاتل دوسرے مصرعہ کو سن کر متحیر ہوئے لڑکیوں نے فوراً دونوں کو پکڑ لیا اور کہا کہ ضرور تم لوگوں نے ہمارے باپ کو قتل کیا ہے اس وجہ سے کہ تمہارے بیان کیئے ہوئے مصرعہ پر کوئی دوسرا مصرعہ موزوں نہیں ہوتا نزاع بڑھی معاملہ حکومت تک گیا تفتیش سے وہی دونوں قاتل نکلے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے قبل حضور پُر نور کے والد ماجد عبد اللہ کا اور چھ برس کی عمر میں والدہ ماجدہ آمنہ کا اور نو برس کی عمر میں دادا عبد المطلب کا انتقال ہو جانے کی وجہ سے کوئی متنفس محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی ظاہری تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ نہ ہوا باوجود غیر تعلیم و غیر تربیت یافتہ ہونے کے بچپن میں سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑوں کی توقیر کی چھوٹوں پر شفقت فرمائی اپنے نفس کے معاملہ میں کسی سے بدلا نہ لیا اور نہ کسی پر

ناراضگی کا اظہار فرمایا راست بازی شیریں زبانی اور خندہ پیشانی سے ہر شخص سے بات چیت کی نا اہل سے سخت الفاظ پر یا تو سکوت اختیار فرمایا یا ایسا جواب عطا کیا جس سے وہ شرمندہ ہوگیا درد دل کی بات پر چشم مبارک سے آنسو بہائے۔ چونکہ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمام عادات خبیثہ اور خصائل رذیلہ سے پاک صاف تھے اس وجہ سے عموماً اہلِ عرب کہتے تھے کہ جس کو غیر تعلیم و غیر تربیت یافتہ جوان صالح دیکھنا ہو وہ ابنِ عبداللہ کو دیکھے۔

اول مرتبہ جب سیدنا و نبینا و شفیعنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم قافلہ کے ہمراہ تجارت کی غرض سے ملک شام کو روانہ ہوئے یہ قافلہ بحیرا راہب کے صومعہ کے قریب بصریٰ میں ٹھیرا راہب نے تمام اہل قافلہ کو مدعو کیا جب لوگ کھانا کھانے کے واسطے دستر خوان پر بیٹھے راہب نے دریافت کیا کہ کوئی شخص باقی تو نہیں ہے لوگوں نے کہا کہ صرف ایک لڑکا باقی ہے جو اونٹوں کو پانی پلانے گیا ہے اسی گفت و شنید میں محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سایہ دار جگہ نہ ملنے کی وجہ سے دھوپ میں رونق افروز ہوئے درخت نے فوراً اپنا رُخ بدل دیا اس واقعہ کو دیکھکر راہب نے ابوطالب سے کہا کہ صحف آسمانی کی بشارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا بھتیجہ نبی آخر الزماں ہوگا بہتر ہے کہ آپ اپنے بھتیجے کو واپس مسکن کردیں اس وجہ سے کہ اگر یہود کو خبر ہوگئی تو وہ درپئے آزار ہونگے۔ ابوطالب نے راہب کے کہنے پر رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ واپس کیا۔ کچھ زمانے کے بعد قریشی خاندان کی ایک بیوہ بی بی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت اور اُن کے غلام میسرہ کو ہمراہ لیکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تجارت کی غرض سے شام کی طرف روانہ ہوئے بہت جلد کُل مال فروخت کرکے واپس تشریف لائے راس المال اور نیز منافع نہایت دیانت داری سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کردیا اس واقعہ کا شہرہ ہوگیا اہلِ مکہ نے حضرت کو امین کا خطاب عطا کیا اس سفر کے زمانے میں میسرہ غلام نے

جو ہمراہ رکاب تھا دیکھا کہ دھوپ کے وقت ایک ابر کا ٹکڑا سر اقدس پر سایہ کر لیتا ہے جب سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف پینتیس سال کا ہوا اہل مکہ نے خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنا شروع کیا جب حجر اسود کے نصب کرنے کا وقت آیا تمام قبائل میں پھوٹ پڑ گئی اس پتھر کو ہر شخص نے اپنے ہاتھ سے نصب کرنا چاہا آخر کار یہ رائے قرار پائی کہ کل فجر کے وقت جو سب سے پہلے حرم میں داخل ہو وہ اس امر متنازعہ کا فیصلہ کرے علی الصباح سب سے پہلے سید الکریم رسول العظیم صلی اللہ علیہ وسلم حرم شریف میں داخل ہوئے بہ اتفاق رائے حکم قرار دی گئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو چادر میں رکھ کر سرداران قریش سے فرمایا کہ چادر کے کنارے پکڑ لو تاکہ ہر سردار قبیلہ اس پتھر کے نصب کرنے میں شامل ہو جائے سب حجر اسود نصب کرنے والی جگہ کے نزدیک پہنچا۔ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر اصلی جگہ پر رکھ دیا تمام سردار اس فیصلہ سے راضی ہو گئے اور فتنہ عظیم جو برپا ہونے والا تھا دب گیا۔ قبل نبوت تمام اہالیان مکہ سیدنا و نبینا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و اکرام کرتے تھے جب سن شریف چالیس سال کا ہوا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی علامت سے اظہار کیا آنے والے زمانہ کی صحیح صحیح خبریں دینے توحید خالص اور صداقت باری تعالیٰ کے بیان کرنے بت پرستی اور رسومات قبیحہ کی برائیاں بیان کرنے میں مصروف ہوئے جاہل اشخاص کو جن کے دلوں میں نسل در نسل متوارث ہونے کے باعث خیالات فاسدہ نے اپنا گھر بنا لیا تھا تبلیغ رسالت سخت ناگوار گزری جس کی وجہ سے یہ لوگ جان کے دشمن ہو گئے ان کے برعکس وہ نیک اشخاص جن کے دلوں میں روحانیت کا جوہر باقی تھا کلام معجز نظام کو سن کر حلقہ بگوش ہو گئے۔ اس زمانے میں چونکہ فصاحت و بلاغت کا ستارہ عروج پر تھا ہر شخص اپنا نادر کلام فخریہ پڑھتا اور خانہ کعبہ پر آویزاں کرتا تھا۔ اسی زمانے میں کسی صحابی نے فصحاء عرب کو شرمندہ کرنے کی غرض سے انا اعطینٰک الکوثر کی سورۃ جو صرف تین آیت کی ہے ایک بڑے کاغذ پر لکھی اور اس کے

پیچھے بہت سی جگہ چھوڑ کر خانۂ کعبہ کے دروازے پر آویزاں کردی تاکہ نامی گرامی شعرا اس کلام معجز نظام کے مقابل جو کچھ طبع آزمائی کریں اُس کو لکھدیں تمام شعرا اس کلام کو دیکھکر جو لفظی معنوی صنایع و بدایع سے مملو تھا متحیر ہوئے اور ہر شخص نے اپنے اپنے قصاید کو خانہ کعبہ کے دروازے سے اُتار لیئے ایک شاعر نے جو تمام شعرا میں مشہور تھا لکھدیا ؎

ما ھذا کلام البشر - انما ھو شان خالق القوی و القدر -

ایک اُمّی کی زبان سے ایسا بے نظیر کلام سُنکر راستی پسند اشخاص نے فرداً فرداً دائرۂ اسلام میں قدم رکھنا شروع کیا خود پسند جاہ و عزت طلب اشخاص نے عوام کو صراط مستقیم سے پھیرنا بنی آدم کی بہتری کا ذریعہ خیال کرکے بے خوف و خطر ایمان لانے والے پر جور و ستم کا بازار گرم کردیا جو اُن کے ہاتھ لگا وہی مورد عتاب بنا کوئی جلتی ہوئی ریگ میں لٹاکر بھاری پتھر سے دبایا گیا کوئی زنجیر آہنی سے جکڑا گیا کوئی رسیاں باندھکر گلی کوچوں میں گھسیٹا گیا کوئی قید کیا گیا کوئی ضربات شدید سے زخمی کیا گیا الغرض جب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یقین ہوگیا کہ اہلِ قریش اپنی جہالت پر اڑے اور دینِ اسلام کے مٹانے پر تلے ہیں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لیکر مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے مشرکین مکہ نے تعاقب کرکے اعلان کیا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو شخص گرفتار کرے گا اُس کو سَو اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے تمام لوگ تلاش کرتے پھرے مگر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی کو دستیاب نہ ہوئے - اتفاق سے سراقہ نے جو عربی گھوڑے پر سوار تھا دور سے دیکھا اور اپنا گھوڑا دوڑایا قریب تھا کہ منزلِ مقصود پہ پہنچ جائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زمین کو اشارہ کیا فوراً گھوڑا اسکم تک زمین میں دھنس گیا مجبوراً امان کا خواستگار ہوا سیدنا و نبینا و شفیعنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسرا اشارہ کیا گھوڑا زمین سے نکل آیا سراقہ خوش ہوکر واپس ہوا راستہ میں اُس کو جس قدر کفار تلاش کرتے ہوئے ملے سب کو اُس نے واپس کردیا - سنہ ۶۲۲ء میں سید الکریم

رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم بخیریت تمام مدینہ منورہ میں اُس وقت رونق افروز ہوئے
جب اہالیانِ مدینہ عبد اللہ بن ابی سلول ایک دولت مند با اثر شخص کے مدینہ کی عنانِ
حکومت سپرد کرنے والے تھے سلطان الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے لوگ
اپنے ارادے سے باز رہے جس کی وجہ سے عبد اللہ کی تمام امیدوں کا خاتمہ ہوگیا یہ شخص
مصلحت سمجھکر بظاہر مسلمان ہوگیا لیکن درپردہ تخریب اسلام کا کوشاں ہوا اس کے علاوہ مدینہ
منورہ میں یہودیوں کی جماعت کو نبوت کا بنی اسمٰعیل میں منتقل ہونا ناگوار گذرا۔ یہ لوگ رات دن
تخریب اسلام کی نکتہ چینیاں کرتے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھکر تمام مسلمانوں
کے دل دکھاتے آپس میں نفاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے اور کفار عرب بالخصوص
قریش مکہ کو جنگ پر آمادہ کرتے تھے۔ ایک عرصہ کے بعد جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
کے عفو و پند کا کفاروں پر کچھ اثر نہ ہوا ازلی بدبختوں کو جرأت دیکھکر بھی ایمان لانا نصیب
نہ ہوا روز بروز دشمنانِ دین کا ٹڈی دل گروہ اُمنڈتا چلا گیا اب اسلام کو بجز اس کے کہ اپنا
وجود ہستی قایم رکھنے کے واسطے مسلمانوں کو اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت دی اور
کوئی شکل باقی نہ رہی اس وجہ سے کہ صرف فاتح قوم کے خیالات عقائد رسم ورواج اور عادات
کا مفتوحہ قوم پر اثر پڑتا ہے جہاد کا حکم دیا گیا یہ حکم اندھا دھند ہر کس وناکس چھوٹے چھوٹے بچوں
بوڑھوں عورتوں اور عزلت گزینوں کے قتل کرنے لوگوں کے ناک کان کاٹنے باغوں اور کھیتوں
کے اجاڑنے مکانوں کے گرانے درختوں کے کاٹنے کے واسطے نہ تھا بلکہ صرف بلا وجہ لڑنے
والوں حرام اور حلال کا امتیاز نہ کرنے والوں نیز دینداری سے گریز کرنے والوں اللہ تعالے
کی وحدانیت سے انکار کرنے والوں سے صرف اُس وقت تک لڑنے کا حکم تھا جبتک دشمنانِ
دین اسلام مسلمانوں کے ستانے اور حق پرستی کی مزاحمت کرنے سے باز نہ آئیں جس وقت مطیع
ہوکر جزیہ دینا قبول کریں فوراً اُن کے جان ومال کی حفاظت اور اُن کو اپنے فرائض مذہبی کے
انجام دینے کی اجازت دی جائے اس حکم کا نافذ ہونا تھا کہ اسلامی جماعت سرفروشی کے

واسطے شمشیر برہنہ نکل کھڑی ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ متواتر غزوات اور سریہ کی تاب نہ لاکر کفار، تیغ اُٹھے اور صلح کرنے پر آمادہ ہوگئے۔

چونکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دیگر انبیاء علیہم السلام کے مانند کسی خاص قوم کے واسطے مخصوص نہ تھے بلکہ روئے زمین کے تمام انسانوں اور جنوں کی ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے تھے اس وجہ سے سیدنا ونبینا وشفیعنا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے والیان ملک یمامہ بحرین۔ عمان۔ اسکندریہ دمشق، حبش۔ روم۔ فارس وغیرہ کو بذریعہ مکاتبات تبلیغ رسالت فرمائی۔ حضرت سلیط بن عمر عامری رضی اللہ عنہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان لیکر والی یمامہ کے دربار میں تشریف لے گئے نامہ گرامی ہوذہ بن علی رئیس یمامہ نے ان کی عظمت کی خلعت فاخرہ اور ہجر کی بیش قیمت مصنوعات کا حلہ اور جواب نامہ گرامی دیکر رخصت کیا جواب کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ میں آپ کی اتباع کروں گا اگر آپ [illegible] کچھ حصہ مجھ کو بانٹ دیں گے اور مخصوص اختیارات [illegible] گے [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جواب کو سن کر [illegible] یمامہ میں ایک جھوٹا مدعی [illegible] بعد قتل [illegible] ہوا۔ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ [illegible] محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان لیکر تشریف لے گئے [illegible] بن ساوی رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے ان کی رعایا جو یہودیت، مجوسیت کا مذہب رکھتی تھی کچھ مسلمان ہوئی اور کچھ اپنے مذہب پر قائم رہی۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سلطان الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان شاہ عمان (جیفر بن جلندی اور عبد بن جلندی) کے دربار میں لے گئے یہ دونوں حقیقی بھائی مسلمان ہوگئے۔

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نامہ گرامی کو

مقوقس والیٔ مصر و اسکندریہ کے دربار میں پہنچایا جس کو پڑھکر مقوقس نے کہا کہ درحقیقت دعویدار نبوت نہ تو جادوگر ہے اور نہ کاہن ہے غیب کی باتوں سے مطلع کرنا نبوت صادقہ کی شہادت دیتا ہے جو ایک معجزہ ہے مدعی نبوت کے اوامر قابل عمل اور نواہی قابل گریز ہیں لیکن بحالت موجودہ مجھکو اُن کی اتباع کرنا اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا ہے یہ بادشاہ خطرہ جان کے خوف سے ایمان نہ لایا حاطب رضی اللہ عنہ کو ماریہ و سیرین دو لونڈیاں مصری لباس اور دلدل خچر جس کو دُلدُل کہتے ہیں ہدیۃً دیکر واپس کیا۔ حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ اور مہاجر بن اُمیہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان لیکر دمشق اور یمن کے بادشاہوں کے دربار میں پہنچانے کو روانہ ہوئے۔

حضرت عمر بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ نامۂ گرامی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم لیکر نجاشی والیٔ حبشہ کے دربار میں پہنچانے کو روانہ ہوئے یہ نجاشی وہ نجاشی نہیں ہے جس کے زمانے میں ہجرت حبشہ واقع ہوئی جس نے مسلمانوں کو اپنے ملک میں پناہ دی اور جس کے جنازہ پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے غائبانہ نماز پڑھی بلکہ یہ دوسرا بادشاہ ہی جو اُس کے بعد ملک حبش کا والی ہوا اس کے ایمان کے متعلق کچھ تحقیق نہیں۔

حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ نبی کریم رسول عظیم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان لیکر قیصر روم ہرقل کے پاس عین اُس وقت پہنچے جب ہرقل روم بیت المقدس میں موجود تھا۔ یعنی صوبہ دار نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ہرقل کو دیا ہرقل نے یہ دریافت کرکے کہ عرب مختون قوم ہے بلند آواز سے کہا کہ اے باشندگان روم کہانت کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری سلطنت کا وقت قریب الاختتام پہنچا وہ لوگ پیدا ہوگئے جو اس ملک کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیں گے یہ کہکر اُس نے حکم دیا کہ کوئی عربی شخص ایسا لاؤ جو مدعی نبوت کے حالات بیان کرسکے۔ تلاش کرنے پر قریشی قافلہ جو تجارت کی غرض سے وہاں مقیم تھا دستیاب ہوا۔ قافلہ ... ... کے ... لایا گیا اس قافلہ میں سب سے معزز

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے جو اُس وقت تک ایمان نہ لائے تھے ہرقل نے ترجمان
کی وساطت سے سلطان الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات ابوسفیان رضی اللہ
عنہ سے دریافت کیئے اور بقیہ لوگوں سے یہ کہا کہ اگر یہ شخص کوئی بات خلاف واقعہ بیان
کرے تو مطلع کرنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے تحقیر آمیز حالات بیان کرنا شروع کیئے جن کو سُن کر
قیصر روم نے کچھ التفات نہ کیا اور سوال کیا کہ دعویدار نبوّت کا نسب کیسا ہے - دعوی
نبوت سے پہلے وہ راست بازی یا دروغ گوئی میں مشہور تھے - اُن کے خاندان میں کسی
شخص نے کبھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے - اُن کے پاس کسی قسم کی حکومت تھی یا کوئی ملک تھا
جس کو تم لوگوں نے چھین لیا ہو - اُن کے مطیع کس قسم کے آدمی ہیں - اُن کی جماعت ترقی
یا تنزلی کر رہی ہے - جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن میں سے کوئی برگشتہ ہوتا ہے یا نہیں - تمہارے
اور اُن کے درمیان کس قسم کی لڑائیاں ہوتی ہیں - کبھی اُن سے بدعہدی یا وعدہ خلافی سرزد
ہوتی ہے یا نہیں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے اور
اسلام کے دشمن تھے شاہی دربار میں بے عزت ہونے کے خوف سے ذرّہ برابر جھوٹ
نہ بول سکے بالکل صیح صیح جواب دیا کہ دعویدار نبوت کا نسب اچھا ہے عرب میں کوئی خاندان
اُن کے خاندان سے بہتر نہیں - اُن کی راست بازی مشہور اور ضرب المثل ہے - اُن کے
خاندان میں کسی شخص نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا اُن کے پاس کوئی ملک نہ تھا اور نہ
کسی قسم کی حکومت تھی جس کو کسی نے چھین لیا ہو اُن کے مطیع کمزور غریب اور نو عمر لوگ
ہیں - اُن کی جماعت روز افزوں ترقی پر ہے - جو اسلام قبول کرتا ہے وہ برگشتہ نہیں ہوتا -
لڑائیوں میں کبھی ہم اُن پر کبھی وہ ہم پر غالب آتے ہیں - اُن سے کبھی بدعہدی یا وعدہ خلافی
سرزد نہیں ہوئی - اِس جواب کو سُن کر تھوڑے عرصہ کے بعد قیصر روم نے کہا کہ دعویدار
نبوت کا دعوےٰ سچّا معلوم ہوتا ہے اب یہ بتلاؤ کہ وہ مطیع بنا کر لوگوں کو کیا تعلیم دیتے ہیں
حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ بتوں کو اپنا معبود سمجھنے اُن کے سامنے

سر جھکانے۔ ناجائز طور پر مال حاصل کرنے جھوٹ بولنے۔ زنا کرنے اور مال چرانے کی ممانعت
کرتے ہیں ہدایت کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرو پانچ وقت نماز پڑھو۔ زکوۃ دو۔
قیصر روم نے کہا کہ بلاشک انبیا ایسے ہی نسب اور صفت کے ہوتے ہیں اگر تم نے چاروں سوالوں کا
جواب صحیح صحیح دیا ہے تو یقیناً وہ کسی دن اس تخت قیصری پر غالب آ جائیں گے اگر میں اُن کی خدمت
میں موجود ہوتا تو قدم مبارک کو دھوتا۔ کفار قریش دربار قیصری سے کف افسوس ملتے ہوئے
نکلے اور کہنے لگے کہ سلاطین باوجود سلطنت کے ابن ابی کبشہ سے ڈرتے ہیں۔ ہرقل نے قلعہ
حمص میں بطارقہ روم کو جمع کیا اور دروازہ مقفل کرا لینے کے بعد کہا کہ میرے پاس ایک نبی کا
خط آیا ہے جو اسلامی دعوت دیتا ہے بیشک اُس کی نبوت کا کتب آسمانی میں ذکر موجود ہے
ہم کو اُس کی اتباع کرنا چاہیئے تاکہ دینی اور دنیاوی منفعت حاصل ہو بطارقہ روم یہ کلمات
سن کر چیخ اُٹھے اور بھاگے لیکن دروازہ مقفل پاکر باہر نہ نکل سکے قیصر روم نے بطارقہ روم کا رخ
پلٹا ہوا دیکھکر اپنا طرز کلام بدل دیا اور کہا کہ اے نصرانیو میں نے تم کو آزمایا تھا کہ دیکھوں تم کو اپنے
مذہب کا کس قدر پاس ہے تمھارے طرزِ عمل نے ثابت کر دیا کہ تم لوگ اپنے مذہب کے
شیدا ہو یہ الفاظ سُن کر بطارقہ روم ہرقل کا سجدہ کر کے رخصت ہوئے ہرقل نے دحیہ رضی اللہ
عنہ کو بُلا کر کہا کہ علماء نصاریٰ میں ظغاطر ایک باعظمت شخص ہے تم اُس کے پاس جاؤ اور تبلیغ
اسلام کرو اگر وہ مسلمان ہو گیا تو یقیناً تمام نصاریٰ مسلمان ہو جائیں گے دحیہ رضی اللہ عنہ اسقف
اعظم ظغاطر کے پاس گئے اور اسلام کی دعوت دی ظغاطر مسلمان ہو گیا اور کلیسہ میں جہاں علماء
نصاریٰ کا مجمع تھا گیا اور بلند آواز سے اُس نے کہا کہ میں عربی پیغمبر پر ایمان لایا شہادت
دیتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم وہی پیغمبر آخر الزماں ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے خبر دی اگر نجات کے خواہاں ہو تو اٹھو اور اسلام قبول کرو اسقف اعظم ظغاطر کے کلمات
سُن کر علماء نصاریٰ برافروختہ ہوئے اور اُن کو شہید کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔
ہرقل نے یہ خبر سُن کر اپنے اسلام کا اعلان نہ کیا۔

عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کمل کی کفنی جو ببول کے کانٹوں سے سی ہوئی تھی پہن کر اور کمر میں رسی کے ذریعہ سے تلوار لٹکا کر ننگے پاؤں سلطان الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان لیکر روانہ ہوئے خسرو پرویز شاہ فارس کے دربار میں پہنچے چوبداروں نے کہا کہ بادشاہ کا سجدہ کرو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہ کیا اور بیدھڑک خسرو پرویز کو نامہ گرامی پہنچا دیا خسرو پرویز نے سجدہ نہ کرنے کا جواب طلب کیا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غیر اللہ کا سجدہ کرنا شرعاً حرام ہے شاہ فارس نے غصہ ہو کر نامۂ گرامی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم چاک کر ڈالا قاصد کے ناک کان کٹوا کر دربار سے نکلوا دیا اور باذان حاکم یمن کے پاس فرمان بھیجا کہ حجازی مدعی نبوت کو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدو باذان حاکم یمن نے بانویہ اور خرخسرہ کو جو سلاطین کے دربار میں نامہ لیکر جایا کرتے تھے اس فرمان کی تعمیل کے واسطے مقرر کیا ہر دو اشخاص روانہ ہوئے مدینہ منورہ پہنچے دیکھا کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ تو کوئی فوج کا دستہ ہے اور نہ اسلحہ کا ذخیرہ ہے باوجود اس بے سروسامانی کے اُن کے چہرہ سے اس قدر حشمت و جلال نمایاں ہے جو سلاطین کو فراہمی فوج اور سامان حرب میں بھی میسر نہیں ہوتا ان دونوں پر رعب اس قدر غالب ہوا کہ کانپ اُٹھے تھر تھراتے ہوئے فرمان شاہی پہنچایا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کی بڑی بڑی مونچھیں اور ڈاڑھیاں منڈی ہوئی دیکھکر فرمایا کہ ایسی بُری صورت بنانے کا تم کو کس نے حکم دیا دونوں نے جواب دیا ہمارے رب خسرو پرویز نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے رب نے ڈاڑھیاں بڑھانے اور مونچھیں کترنے کا حکم دیا ہے ٹھیرو کل نامہ کا جواب دیا جائے گا وحی نازل ہوئی کہ شیرویہ نے اپنے باپ خسرو پرویز شاہ فارس کو فلاں دن فلاں مہینے میں رات کے وقت قتل کر ڈالا دوسرے دن جب بانویہ اور خرخسرہ حاضر ہوئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ باذان کو مطلع کرو کہ شیرویہ نے اپنے باپ خسرو پرویز کو قتل کر ڈالا میری حکومت اور میرا مذہب تمام عالم میں پھیلنے والا ہے میرا غلبہ وہاں تک ہوگا

جہاں کہیں کسریٰ کا سکہ چل رہا ہے باذان اگر اسلام لائے گا تو اُس کو اُس چیز پر جس پر وہ متصرف ہے بحال رکھکر قوم کی سرداری عطا کروں گا ہر دو قاصد واپس ہوئے حاکم یمن کو پیغام پہنچایا تھوڑے عرصہ میں شیرویہ کا فرمان پہنچا کہ میں نے اپنے باپ کسریٰ کو قتل کر ڈالا تم جیسی شاہان فارس کی اطاعت کیا کرتے تھے ویسی ہی میری کرو اور اُس شخص سے جس کی گرفتاری کا کسریٰ نے حکم دیا تھا اور حکم ثانی کچھ تعرض نہ کرنا ملک باذان حاکم یمن نے شیرویہ کا فرمان دیکھتے ہی اسلام قبول کیا جس کے ذریعہ سے یمن میں اسلام پھیل گیا۔

جملہ اہلِ اسلام بالاتفاق بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہدایت کے واسطے قرآن شریف کو بتدریج ۲۳ برس کی مدت میں نازل فرمایا کلام پاک کی ہدایت کو عالم غیب کی مقررہ ترتیب کے موافق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم لکھنے کا ارشاد فرماتے کاتبانِ وحی حسب ہدایت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم ہر آیت کو اُس کے سورہ کے موقع محل پر لکھتے جس کو حفاظ اپنے سینوں میں محفوظ اور زبانوں پر رواں کرتے تھے چونکہ سید الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کلام الٰہی کو سات مختلف لہجوں میں تلاوت فرماتے تھے اس وجہ سے اس اختلاف قرارت کو سبعہ قراءت کہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کلام الٰہی سلیس اور بلیغ تھا جس کا مدعا سلاست کی وجہ سے ہر زباں داں کے سمجھ میں خواہ عالم ہو یا جاہل اُس کی استعداد کے موافق بخوبی آجاتا تھا لیکن چونکہ بلیغ ہونے کی وجہ سے اُس کے وسیع مطالب کو جو بلا سمجھائے سمجھ میں نہ آسکتے تھے سمجھانے کی ضرورت تھی لہذا خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر آیت کی بخوبی توضیح فرمائی جس کو بعض صحابہ کرام نے معرض تحریر میں لانا شروع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تفسیر کلام الٰہی میں مخلوط ہونے لگی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے کلام الٰہی کو محفوظ رکھنے کی غرض سے تفسیر کا لکھنا موقوف کر دیا اور جس قدر کلام مخلوط ہو گیا تھا اُس کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے صحت کر کے منسوخ التلاوہ قرار دیا تقریباً سنہ ۶۳۲ء میں جب دینِ اسلام مکمل ہو گیا سیدنا و نبینا و شفیعنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ

علیہ وسلم نے رحلت فرمائی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔
زمانے کا دستور ہے کہ سچ بولنے والوں کے مقابلہ میں جھوٹ بولنے والے کھڑے ہو جاتے ہیں سچے دعویداران نبوت اپنے دعوے کے ثبوت میں معجزات دکھلا کر منکرین رسالت کو اپنی نبوت کا یقین دلاتے ہیں اور جھوٹے دعویداران مخلوق الٰہی کو گمراہ کرتے ہیں یہ لوگ معاذ اللہ ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہوتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو انتظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جھوٹے مدعیانِ نبوت نے مسلمانوں کی کثیر تعداد کو ورغلا کر اپنی جماعت میں شامل کر لیا اور دین اسلام میں ہر قسم کی رخنہ اندازیاں شروع کر دیں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اول جانشین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی سرکوبی کے واسطے مجاہدین کی جماعت روانہ فرمائی جس کو یہ ہدایت کی کہ خبردار ہر ملنے والے سے اُس کے حفظ مراتب کا خیال رکھنا لوگوں کو نرمی سے اسلام کی دعوت دینا جو مخالفت کرے اُس کو بے دریغ قتل کرنا اللہ کا نام لیکر کھانا کھانا اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی بلا افراط تفریط پوری پوری تعمیل کرنا خیانت نہ کرنا جھوٹ نہ بولنا۔ بد عہدی نہ کرنا۔ لڑکوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا نہ کھدوانا نہ جلانا بکری اور اونٹ وغیرہ کو کھانے کے علاوہ اور کسی کام کے واسطے ذبح نہ کرنا جاؤ اللہ کی راہ میں کفار سے لڑو مجاہدین نے خلیفہ اول کا حکم پاکر جہاد شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ جملہ کاذب مدعیانِ نبوّت تہِ تیغ کیے گئے۔ مسیلمہ کذاب کی سرکوبی میں حفاظ کی بہت بڑی تعداد شہید ہو گئی۔ کلام الٰہی کو محفوظ رکھنے کی غرض سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں یہ تجویز پیش کی کہ کلام الٰہی کے تمام اجزا ایک جلد میں مجتمع کئے جاویں اگرچہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کلام الٰہی کا ایک جگہ جمع نہ ہونے کی وجہ سے یہ فعل بدعت تھا لیکن بالاتفاق کلام الٰہی کا ایک جلد میں جمع کرنا احسن طریقہ خیال کیا گیا اور اس کام کے انجام دینے کے واسطے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ

وسلم کے عہد مبارک میں کاتبِ وحی تھے منتظم قرار دیئے گئے جنھوں نے کوشش کرکے کلام پاک کے تمام اجزا کو ایک جگہ جمع کیا اور جملہ حفاظ کو جو اس وقت موجود تھے دکھلا کر ایک نسخہ مرتب کرایا یہ نسخہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوا اسی زمانے میں عام طور پر لوگوں نے احادیث کی روایت کرنا شروع کردی اور یہ خیال نہ رکھا کہ بعینہ وہی الفاظ بلا افراط و تفریط جو سیدنا ونبینا وشفیعنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے نکلتے تھے ادا کریں بلکہ عموماً کلام کے مطالب کو جو لوگوں کے فہم میں آتے تھے بیان کرنے لگے اکثر محدثین جو فن حدیث میں مشہور ہیں اقرار کرتے ہیں کہ ہم ایک حدیث بھی ایسی نہیں بیان کرسکتے جس میں وہی الفاظ بیان کریں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے تھے چونکہ اس قسم سے حدیث روایت کرنے میں امت کے گمراہ ہونے کا احتمال اور غلط روایت کرنے کا بھاری بوجھ راوی کی گردن پر پڑتا تھا اس وجہ سے خلیفہ وقت نے امت کو گمراہی سے محفوظ رکھنے اور راوی کو غلط روایت کرنے کا بھاری بوجھ اٹھانے کی مصیبت سے بچانے کے واسطے تمام راویوں کو جمع کرکے فرمایا کہ روایت حدیث میں بہت احتیاط سے کام لو اس وجہ سے کہ تمہارے بیان میں اختلاف ہوگا اور جو تم سے روایت کریگا اس کے بیان میں اور زیادہ اختلاف ہوگا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم خلیفہ وقت رضی اللہ عنہ کی رائے مبارک سے متفق ہوگئے روایت حدیث کرنا وعظ کہنا فیصلہ کرنا خلیفہ وقت رضی اللہ عنہ کی اجازت پر منحصر ہوا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں نہایت کوشش اور احتیاط سے پانچسو حدیثیں جمع فرمائیں تھیں جن کو رحلت کے وقت اس خیال سے جلوادیا کہ شاید اس میں کوئی حدیث ایسی ہو جو اُن کے نزدیک معتبر لیکن درحقیقت غیر معتبر ہو - چونکہ ہر شخص قرآن شریف سے عملی مسائل اخذ کرنے کی قابلیت نہ رکھتا تھا اس وجہ سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو مجلسیں مقرر کی تھیں تاکہ وہ لوگوں کی اس ضرورت کو پورا کریں ایک مجلس کے حضرت عمر فاروق - زید بن ثابت -

ابن مسعود اور دوسری مجلس کے حضرت علی کرم اللہ وجہ - ابی بن کعب اللہ ابو موسیٰ اشعری اراکین مقرر ہوئے ہر دو مجالس کا حسب ضرورت علیحدہ علیحدہ اجلاس ہوتا تھا اور ہر مجلس کے اراکین باہم بحث مباحثہ اور غور و فکر کرنے کے بعد ہر مسئلہ کا جواب دیتے تھے یہ چھ صحابہؓ رضوان اللہ علیہم قاضی تھے ان میں سے صرف ابن مسعود اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کا علم اُن کے شاگردوں اور راویوں کی کثرت روایت کی وجہ سے زیادہ مشہور ہوا جس کو ابن مسعود - علقمہ - ابراہیم - حماد اور ابوحنیفہ رضوان اللہ علیہم نے یکے بعد دیگرے محفوظ کیا جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علمی خزانہ کو شیعہ اور روافض کی دست برد نے غارت کر دیا لیکن کسی قدر جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے ہاتھ لگا وہ محفوظ ہو گیا -

قرآن شریف سے عملی مسائل انتخاب کرنے کو علم الفقہ کہتے ہیں جو ایک بڑا وسیع علم امت کے ہاتھوں میں موجود ہے اس وسیع علم کی حنفی - مالکی - شافعی اور حنبلی چار شاخیں ہیں جو اپنے ائمہ مجتہدین کے اسم سے موسوم ہیں جملہ ائمہ اصول میں متفق صرف استنباط احکام اور جزئیات مسائل کے انتخاب کرنے میں قدرے قلیلے مختلف الآراء ہیں یہ اختلاف رحمت کہلاتا ہے - جملہ ائمہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کے قایل ہیں امام مالک بن انس مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مناظرہ میں ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) اس ستون کو نصف سونے کا ثابت کرنا چاہتے تو ثابت کر دیتے امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہ میں تمام لوگ ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے عیال ہیں جس کو فقہ میں تبحر حاصل کرنے کا شوق ہو وہ اُن کے تلامذہ سے سیکھے امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھکو امام محمدؒ (رحمۃ اللہ علیہ) کی کتابوں سے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہیں فقہ میں کمال حاصل ہوا امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کل محدثین ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں ہیں - جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ گر ہوئے وہی قرآن شریف جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ

عنہ کے عہدِ خلافت میں مجتمع کیا گیا تھا حضرت کے دستِ مبارک میں آیا جملہ مسلمان خلیفۂ وقت کے مذہب اور رائے سے متفق رہتے تھے کوئی امیرِ لشکر بلا اجازت خلیفہ کوئی جدید حکم نافذ کرنے کی جرات نہ کرتا تھا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا اہالیانِ مصر نے امیرِ لشکر سے عرض کی کہ اگر دریائے نیل میں پانی کی کثرت ہو تو ہم کاشتکاری نہیں کر سکتے دریائے نیل میں پانی کی کثرت اس وقت ہوتی ہے جب ہم ہاندرات کی گیارھویں تاریخ کو ایک جوان باکرہ لڑکی کو جس کے ماں باپ زندہ ہوتے ہیں دلہن بنا کر بہترین زیور اور لباس پہنا کر دریا میں غرق کرتے ہیں امیرِ لشکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسلام ایسی لغویات ہی کو مٹانے کے واسطے آیا ہے میں اس ظلم کو ہرگز روا نہیں رکھ سکتا اسلامی سلطنت مفتوحہ قوم کے ہر متنفس کے جان و مال کی حفاظت کرنے کی ذمہ دار ہے امیرِ لشکر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی مخالفت پر اس رسمِ قبیحہ کا ادا کرنا ملتوی ہو گیا اور حسب عادت سابقہ دریائے نیل میں قابل کاشت پانی کی کثرت نہ ہوئی اہالیانِ مصر وطن چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ امیرِ لشکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت رضی اللہ عنہ کو صورت حال سے اطلاع دی خلیفہ وقت رضی اللہ عنہ نے دریائے نیل کے نام فرمان لکھا کہ اللہ کے بندے امیر المومنین کی طرف سے نیل مصر کو معلوم ہو کہ اگر تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر تجھے اللہ تعالیٰ جاری کرتا ہے تو میں اللہ واحد قہار سے دعا کرتا ہوں کہ تجھے جاری کر دے۔ امیرِ لشکر کے حسن خدمت کی داد دیکر ارشاد فرمایا کہ یہ فرمان جو دریائے نیل کے نام لکھا گیا ہے دریائے نیل میں ڈال دیا جائے۔ حسب الحکم فرمان دریائے نیل میں ڈال دیا گیا دوسرے روز معمول سے زیادہ ۱۶ گز پانی چڑھ آیا اور ہر سال مظلوم لڑکیوں کا دریا میں غرق کرنا موقوف ہو گیا۔ اہالیان مصر نے یوم مقررہ پر جوان باکرہ لڑکی کے بجائے مٹی کی مورت کا عروس نام رکھکر اور اس کو بہترین زیور اور لباس سے آراستہ کر کے دریا میں غرق کرنا شروع کیا جو مصر میں آج تک مروج ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب اسلام عراق - مصر - شام - یمن - وغیرہ وغیرہ

دور دراز ملکوں میں پھیل گیا ہر مقام پر قرا کی جماعت پہنچنے سے قاصر ہوئی عراق میں قرآن شریف
کی تلاوت کرنے میں اختلاف پیدا ہوا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت رضی اللہ
عنہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے امیر المومنین امت کی خبر لیجیے اور اس وقت کو دور کیجیے
امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورے سے یہ مناسب تصور فرمایا کہ فرقان مجید
کے چند نسخے نقل کرا کر اطراف وجوانب کے مقامات میں بھیج دیے جاویں تاکہ اختلاف واقع ہونے
کا احتمال نہ رہے اس کام کو انجام دینے کی غرض سے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ جنہوں
نے پیشتر قرآن شریف کو ترتیب دیا تھا مامور ہوئے عبد اللہ بن زبیر سعید بن عاص اور
عبد اللہ بن حارث رضوان اللہ تعالے علیہم وغیرہ جو قریشی زبان کے ماہر تھے نیز جملہ حفاظ
قرآن ان کی امداد میں متعین ہوئے ان لوگوں نے قرآن شریف کے اجزا جس قدر لوگوں کے
پاس موجود تھے فراہم کیے اور وہ نسخہ جو پیشتر لکھا گیا تھا اس کو بھی سامنے رکھ کر نہایت احتیاط
سے چھ سات نسخے نقل کیے جو عراق مصر شام وغیرہ وغیرہ میں بھیج دیے گئے ان چھ سات نسخوں
سے صدہا ہزارہا نسخے نقل ہو گئے اس مبارک کام کے انجام ہونے پر قوم نے خلیفہ وقت رضی اللہ
عنہ کو جامع القرآن کا خطاب عطا کیا - چونکہ ایک فقرے کو دوسرے فقرے سے بے موقع بے
محل وصل یا قطع کرنے سے اور زبر کو زیر یا پیش پڑھنے سے مطلب میں بہت بڑا اختلاف
واقع ہوتا ہے اس وجہ سے صحابہ کرام کے آخری گروہ نے تمام کلام مجید میں اعراب لگائے
اوقاف مقرر کیے ضروری جائز ناجائز مواقع بتلانے کے واسطے نشانات قائم کیے کھینچ کر
پڑھنے کے واسطے مدات لگائے اور ایک بڑا وسیع علم رسم الخط کا مدون فرمایا جو آج امت
کے زیر نظر ہے اور اس جد وجہد کی وجہ سے قرآن شریف اسی حیثیت سے جیساکہ نازل ہوا
تھا بلا افراط وتفریط موجود ہے - قرآن شریف دعوے کرتا ہے کہ میرا محافظ خود اللہ
تعالے ہے اس دعوے کا ثبوت ہندوستان میں یہ ملتا ہے کہ ہندو دھرم کے بڑے
دھرماتما منشی نولکشور کا پریس قرآن شریف کو حتی الامکان صحیح صحیح طبع کرتا ہے جس کو ان کے

دھرم کے لوگ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں اور اپنے دھرم سے دست بردار ہو جاتے ہیں بجز
قرآن شریف بجز کسی کتاب کو حاصل نہیں کوئی دھرم والا اپنے دھرم کی پستک کو اس قدر
کثیر تعداد میں طبع نہیں کرتا جس قدر قرآن شریف شائع کرتا ہے۔ حفاظ نے کلام الٰہی کے
حفظ کرنے میں حروف کے مخارج اخفا اظہار غنہ مد قصر تفخیم اشمام امالہ وغیرہ کا خیال رکھا اور
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آواز لب و لہجہ کا احاطہ کرنے کی غرض سے ان تمام امورات
کا لحاظ رکھ کر ایک بڑا علم تجوید مدون فرمایا جو آج قرا کی زبان پر موجود ہے۔ عثمانی
دور خلافت میں خلیفہ وقت سے غلط روایت کرنے والا کوئی شخص نہ تھا لیکن سیدنا
عثمان رضی اللہ عنہ خود حدیث روایت کرنے میں خوف کھاتے تھے جو لوگ غلط روایت
کی نسبت کیا کرتے تھے ان کی روایت کو قبول نہ فرماتے اور کوئی سزا نہ دیتے تھے سیدنا علی
رضی اللہ عنہ روایت کرنے والوں سے حلف رکھتے تھے جو حلف اٹھاتا اس کی روایت
قبول فرماتے غلط روایت کرنے والوں کی کوئی سزا مقرر نہ ہونے کی وجہ سے روایت
حدیث میں آزادی اور رسم پیدا ہو گئی بلکہ ہزاروں کی جھوٹی سچی حدیثیں بیان کی جانے لگیں جس
کی وجہ سے روایت کرنے والوں کے حالات معلوم کرنے کی ضرورت درپیش آئی تاکہ اس کے
ذریعہ سے حدیثوں کے جھوٹ سچ میں امتیاز ہو سکے اس ضرورت کو پورا کرنے کی غرض
سے ایک علمی دفتر تیار کیا گیا جس کو اسماء الرجال کہتے ہیں اس میں تقریباً تیرہ ہزار اشخاص
کے نام و ان کی مکمل سوانح عمریاں مرتب ہیں کہ جس کے ذریعہ سے اہل اسلام اپنے ہادی برحق
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے پینے چلنے پھرنے سونے جاگنے کے طریق طرز انداز
اٹھنا بیٹھنا شکل و شباہت وضع قطع لباس ہر لحظہ ہر لمحہ کے صحیح صحیح حالات معلوم کرتے ہیں
دنیا میں بجز خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی پیغمبر کے صحیح صحیح حالات معلوم کرنے
کی غرض سے تیرہ ہزار اشخاص کی مکمل سوانح عمریاں مرتب نہیں ہوئیں یہ شرف صرف رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال

معلوم کرنے کی غرض سے ایک علیحدہ علم مدون کیا گیا جو علم حدیث کہلاتا ہے اس علم میں اگرچہ صحاح ستہ کی کتابیں مشہور ہیں لیکن سیدنا عمر فاروق امیر مرتضیٰ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی بیان کی ہوئی حدیثوں کا مجموعہ اور اُن کا فتاویٰ فقہ کی کتابوں میں ہے جو فقہ حنفی کے نام سے مشہور ہے علم حدیث مرتب ہونے کے بعد علمار کرام کا ایک گروہ اُٹھا جس نے قرآن حدیث اجماع امت اور قیاس سے بحث کرکے عملی مسائل اخذ کرنے کا طریقہ بتلایا یہ علم علیحدہ مدون ہوا جس کا نام اصول فقہ رکھا گیا۔ قرآن شریف سے زہد و تقویٰ کی آیتوں کو انتخاب کرکے علمار کرام کے ایک گروہ نے ایک علم علیحدہ مدون کیا جس کا نام تصوّف رکھا اس کے ذریعہ سے ہر کوشش کرنے والا فیض باطنی حاصل کر سکتا ہے لیکن شیخ کامل کی توجہ بلندی کو ایک لحظہ میں وہ فائدہ پہنچاتی ہے جو برسوں ریاضت کرنے پر نہیں حاصل ہو سکتی ہندوستان کے لوگ عموماً قادریہ چشتیہ نقشبندیہ خاندان کے شیوخ سے فیض باطنی حاصل کرتے ہیں بعض لوگ سہروردیہ خاندان کے بھی پائے جاتے ہیں۔ قرآن شریف میں علاوہ اُن احکام کے جن میں عمل کرنے کی حاجت ہوتی ہے ایسے بھی احکام ہیں جن پر عمل کرنے کی حاجت ہوتی ہے ایسے بھی احکام ہیں جن پر عمل کرنے کی حاجت نہیں صرف اُن کا تسلیم کرنا کافی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کو واحد جاننا سمیع علیم بصیر ماننا قیامت جنت دوزخ وغیرہ کو برحق سمجھنا اس قسم کے احکام کو عقائد کہتے ہیں علمار کرام کے ایک گروہ نے اس قسم کے احکام کو علیحدہ منتخب کیا جس کا نام علم العقائد رکھا اس علم میں ابو منصور ماتریدی جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بلا واسطہ شاگرد ہیں اور ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ امام ہیں یہ ہر دو امام ہر مسئلہ میں باہم متفق مگر خفیف جزئیات میں مختلف الآرا ہیں جن جزی مسائل میں ان کے درمیان میں اختلاف ہے اُن میں حنفی امام ماتریدی کے اور شافعی امام اشعری کے تابع ہیں۔ خلفار عباسیہ کے زمانہ میں جب یونانی فلسفہ کا عروج ہوا یہ علم عقلی دلائل سے مدلل کیا گیا جس کا نام علم کلام

رکھا گیا اسی زمانہ میں صرف نحو عروض قافیہ فصاحت بلاغت وغیرہ وغیرہ کے قواعد مرتب کیئے گئے لغات تصنیف کی گئیں جن کے ذریعہ سے ہر شخص دین کے ہر رکن کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

۱۹۰۵ء میں جب مجھکو اہلِ اسلام کے طرز عمل اور تاریخی واقعات سے اس قدر واقفیت حاصل ہوئی جو میں نے رسالہ ہذا میں تحریر کی اور سلطان ظفر توحید ہادی ست ہمراہ مجید مولانا و مقتدانا حاجی نور محمد شاہ صاحب قدس سرہ کے فیضان باطنی کا وہ اثر میرے قلب پر پڑا جس کو الفاظ نہ ہونے کی وجہ سے معرض تحریر میں نہیں لا سکتا۔ میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اسلام قبول کرنے کا اعلان کروں تاکہ اسلامیہ ارکان ادا کرنے میں کوئی امر مانع نہو اتفاقاً اسی اثنا میں بلیا سے فیض آباد کا (جہاں اہلِ ہنود کا اجودھیا ایسا تیرتھ گاہ خاص واقع ہے) میرا تبادلہ ہو گیا یہاں پہنچ کر میں نے افسران متعلقہ کے روبرو اپنا مذہب تبدیل کرنے کی درخواست پیش کی تاکہ دفاتر سرکاری میں میرا مذہب بجائے ہندو کے اسلام تحریر کر دیا جاوے۔ اس درخواست کا دینا تھا کہ تمام شہر میں شہرہ ہو گیا ہر کس و ناکس مباحثہ کرنے کے واسطے کھڑا ہو گیا سناتن دھرمی ہو یا آریہ سماجی مجبوراً ہر شخص کے سوالات کا مدلل جواب دینا اور اس کے دھرم پر معقول اعتراض کرکے اس کو لاجواب کرنا پڑا الغرض بحث مباحثہ کو دیکھکر جب میرے اعزا و اقربا نے دیکھا کہ عقلی دلائل سے معقول کرکے میرے خیالات کا اسلام کی جانب سے پھیرنا ممکن نہیں اُن لوگوں نے بطور نصیحت فرمایا کہ کیا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا آب زر سے لکھکر موتیوں میں تولنے کے قابل مصرعہ سے

کہ تعجیل کار ے شیاطین بود۔ تمھارے کانوں تک نہیں پہنچا بالفرض اس کلام معجز نظام سے اگر تمھارے گوش آشنا نہیں ہوئے تو اب کان دھر کر سُن لو خوب غور سے سمجھ لو کہ جس کام میں عجلت کی جاتی ہے عموماً شرمندگی اُٹھانا پڑتی ہے مذہب تبدیل کرنے میں ایسی عجلت کرنے کی جیسی آج کر رہے ہو تمکو کیا خاص ضرورت درپیش آئی کیا کسی حسین نازنین

مہ جبین پری کے ملک حسن پر قبضہ یا کسی زرخیز اراضی کا تمھارے نام ہبہ نامہ ہونے والا ہو
جس کے رونمائی میں تم کو آج دھرم پیش کرنے کی فوراً اشد ضرورت ہے اگر در اصل
ان دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک صورت بھی پیش نظر نہیں تو ہم بلند آواز
سے کہنے کو تیار ہیں کہ ہر شخص کو ایسی جماعت سے جس میں پیدا ہوا پرورش پائی بلا سوچے
سمجھے نکلنا عقلمندی سے بعید ہے قبل اس کے کہ کوئی شخص بیدھرمی کا ارادہ کرے اُس کو
مناسب ہے کہ دھرم کے سچے اصولوں کو اچھی طرح سمجھ جانچ لے گمراہ کرنے والی منزلوں
کے ہر پیچ و خم سے بخوبی واقفیت کرلے زمانہ کے ہر نشیب و فراز کو خوب غور
سے دیکھ لے سوچ لے سمجھ لے اس کے بعد جو طریقہ مناسب سمجھے اختیار کرے خواہ ہندو
دھرم میں رہے یا بے دھرم ہوکر اپنے واسطے کوئی دوسرا مذہب انتخاب کرے۔

اگر در اصل تم نے تمام مراحل طے کرکے مذہب کا تبدیل کرنا کا عزم بالجزم کرلیا ہے تو مسیحی مذہب
قبول کرو تاکہ تمھارے جاہ و مناصب میں نمایاں ترقی ہو اس وجہ سے کہ یہ مذہب بادشاہ
وقت کا مذہب ہے اس تقریر نے مجھکو مسیحی علماء و فضلا کی تعلیم و تلقین کی طرف متوجہ
کردیا چنانچہ ڈاکٹر گستاولی بان فرانسیسی محقق کی تاریخ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ اسلام
ایک صدی کے اندر دریائے سندھ سے لیکر اندلس تک پہنچ گیا جس شہر میں اسلامی
پرچم جلوہ افگن ہوا اُس میں حیرت انگیز ترقی نمایاں ہوئی اس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ
اسلام نے اعتقادی مسائل کو جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اخلاق کو نرم کرو انصاف کو ہاتھ سے
نہ دو دیگر مذاہب کی رواداری کو روا رکھو پورا پورا علوم طبیعی سے توافق ہے پیغمبر
اسلام (صلے اللہ علیہ وسلم) نے جس وقت رحلت فرمائی اُس وقت مسلمانوں کی ہر چہار
طرف مشکلات کا انبار لگا تھا وہ لوگ انواع اقسام کے خطروں سے گھرے ہوئے تھے
یہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہ) کی خوش تدبیری تھی جو اُنھوں نے خلافت کے واسطے
ایک ایسے شخص کو انتخاب کیا جس کی ساری غرض صرف اشاعت دین اسلام پر مبنی

تھی۔ در حقیقت پیروان اسلام کسی خلیفہ وقت کی اطاعت نہ کرتے تھے بلکہ وہ لوگ اُس قانون کی اطاعت کرتے تھے جو اُن کے واسطے آسمان سے آیا تھا۔ خلفائے راشدین نے ملکی اقوام کے مقابل میں دین کو بزور شمشیر پھیلانے کی کوشش نہیں کی بلکہ وہ لوگ بالعوض جبر کے مفتوحہ اقوام کو مذاہب، رسوم و اوضاع کی پوری پوری آزادی دیتے تھے اور اس آزادی کے معاوضہ میں اُن سے نہایت خفیف خراج وصول کرتے تھے جس کو جزیہ کہتے تھے چونکہ جزیہ کی رقم قدیم محاصل سے جن کو پہلے حکام وصول کرتے تھے بہت کم تھی اس وجہ سے مفتوحہ قومیں نہایت خوشی سے اس کو ادا کر دیتی تھیں جس وقت حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے بیت المقدس فتح کیا انھوں نے ایسی خوش اخلاقی سے کام لیا جس سے ثابت ہو گیا کہ ملکداران اسلام مفتوحہ اقوام کے ساتھ نہایت نرم برتاؤ کرتے ہیں یقیناً یہی وجہ تھی کہ تمام قومیں جو شاہان قسطنطنیہ کے وقت سے عیسائی چلی آتی تھیں دعوت اسلام ہونے پر فوراً مسلمان ہو گئیں برعکس اس کے کسی مسلمان قوم نے خواہ وہ فاتح ہو یا مفتوح عیسوی مذہب نہیں قبول کیا جس وقت عیسائیوں نے اندلس فتح کیا وہاں کے مسلمانوں نے بجائے اس کے کہ اپنا مذہب تبدیل کریں جان دینا قبول کیا۔ روئے زمین پر بہت سے تمدن پیدا ہوئے بلوغ کو پہنچے اور فنا ہو گئے لیکن مذہب اسلام کے اعتقادات کو زمانہ نہ مٹا سکا ان کا آج بھی وہی پُرزور اثر باقی ہے جیسا پہلے تھا پُرانے مذاہب کی حکومتیں دلوں سے اُٹھ گئیں لیکن قانون اسلام کی وہی پہلی حکومت اب تک قائم ہے۔

جملہ مسلمانوں کا مذہبی ملکی اور معاشرتی دستورالعمل قرآن شریف ہے جس کی عبارت فی الواقع حیرت انگیز اور ایسے اعلیٰ درجہ کی فصاحت و بلاغت کا زور رکھتی ہے جو کسی دوسری مذہبی کتاب میں نہیں پایا جاتا اس کا اخلاق انجیل کے اخلاق سے برتر ہے کسی مذہبی کتاب کے فوائد عامہ کا اندازہ کرنے کے واسطے فلسفی خیالات کو جو عموماً بہت کمزور ہوتے ہیں نہ

دیکھنا چاہیے بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ اُس کے دینی اعتقادات کی تعلیم کا بنی آدم پر کیا اثر پڑا جو شخص اس نظر سے جملہ مذاہب کی کتابوں کو دیکھے گا اُس کو یقین ہو جائیگا کہ درحقیقت قرآن شریف صرف ایک ایسی کتاب ہے جس کی تعلیم لوگوں کے دلوں سے جملہ شکوک اور شبہات کو نکال کر ایک زندہ اور پُرزور ایمان پیدا کردیتی ہے - اسلام کے اصلی اعتقادات بتلاتے ہیں کہ یہ وہ عیسائی مذہب ہے جس سے مشکلات اور پیچیدگیاں دور کردی گئی ہیں یہ باری تعالےٰ کی خالص پاک وحدانیت کی تعلیم دیتا ہے جو اُس کی سادگی شان نوت اور مضبوطی کا باعث ہے در اصل یہ فخر صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اُس نے دنیا میں خالص وحدانیت کی اشاعت کی یہ مذہب دیگر مذاہب کے مانند متضاد عقائد کی تعلیم نہیں دیتا اور نہ کسی قسم کا بھید اور معمار رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ نیکی انصاف اعبادت وحدانیت وغیرہ کے مسائل کو ایسی سادگی اور وضاحت سے بیان کرتا ہے جو ہر شخص کی سمجھ میں بخوبی آسانی سے آجاتے ہیں اس مذہب کے اوامر کی جزا بہشت اور نواہی کی سزا دوزخ ہے اس سے زیادہ صاف سادہ اور غیر مبہم کونسا مذہب ہو سکتا ہے ہر شخص خواہ کسی فرقہ کا کیوں نہ مسلمان ہونے پر اپنے مذہبی اعتقادات سے بہت جلد بخوبی واقف ہو جاتا ہے جن کو چند لفظوں میں صراحت کے ساتھ بیان کرسکتا ہے برعکس اس کے کوئی عیسائی مسئلہ تثلیث یا تبدیل جنس کے مضمون کو جب تک علم کلام سے ماہر اور منطق کی باریکیوں سے بخوبی واقف نہ ہو ہرگز نہیں بتلا سکتا۔

عیسائی مسئلہ تبدیل جنس کی روایت یہ بیان کرتے ہیں کہ مصلوب ہونے کی رات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کے ساتھ شام کا کھانا کھایا - کھانا کھانے کے بعد ہر ایک کو ایک ٹکڑا روٹی اور تھوڑا سا انگور دے کر فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص جب روٹی کھائے گا اور جام پیئے گا وہ اپنے مالک کی یادگار قائم کرے گا ایام معینہ میں

کل عیسائی اس یادگار کو قائم کرنے کی غرض سے روٹی توڑتے شراب پیتے اور اپنے عہد
کو مضبوط کرتے ہیں اس عمل کو سکرامنٹ کہتے ہیں۔ رومن کیتھولک کا عقیدہ ہے کہ اس
عمل کے وقت روٹی اور شراب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گوشت اور خون سے مبدل
ہو جاتی ہے عیسائیوں نے اس عقیدہ سے منکر ہونے والے ہزاروں انسانوں کو جلا دیا
چیمبرس سائیکلوپیڈیا کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ اہل عرب علمی ترقی اور فن خود ایجاد
کرنے میں نہایت تیز رفتار تھے ۷۵۴ء سے ... تک خلفاء عباسیہ نے جغرافیہ
تاریخ۔ صرف۔ نحو۔ عروض۔ قافیہ۔ طب۔ طبیعیات۔ ریاضی ... لغت وغیرہ
وغیرہ علوم فنون کی کتابیں نہایت فیاضی سے تصنیف کرائیں جن میں سے اکثر
ایسی ہیں جن سے لوگ اس وقت تک سبق لیتے رہیں گے جب تک تعلیم حاصل
کرنے کے واسطے نسلیں پیدا ہوتی رہیں گی۔ علم ادب اگر اسلامی مدرسوں میں پناہ
نہ لیتا تو ہمیشہ کے واسطے مفقود ہو جاتا۔ یورپ میں علوم و فنون کی ترقی کا ذریعہ صرف
اہل اسلام ہیں۔ عربی فلسفہ کو قرآن شریف سے وہی نسبت ہے جو وسط زمانہ کے
معقولات کو عیسائیوں کے کتب مقدسہ سے تھی۔ عربوں نے ارسطاطالیس کی کتابیں
اسپین میں شائع کیں جن کا عربی سے لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا۔ عربی تصنیفات کے
تراجم نے اہل عرب کے اخلاق و عادات ظاہر کیے جن کے ذریعہ سے عیسائیوں کو عہد
عتیق کے ان مضامین کا مطلب جن کا عبرانی زبان متروک ہونے کی وجہ سے سمجھنا
دشوار ہو گیا تھا بالکل آسان ہو گیا۔ ممالک فرنگستان کے رہنے والے مسلمانوں کے
علم سے بہرہ یاب ہوئے اور اسلام کی علمی فیض بخشی دور دراز ملکوں میں پہنچی۔

جس زمانہ میں قرب و جوار کے ممالک میں ظلم و ستم کی آگ جل رہی تھی اس وقت اسلام
نے اولاد کشی کا انسداد کیا اگرچہ عیسائی مذہب نے بھی اس کام میں حصہ لیا مگر اس کو
اسلام کے برابر کامیابی میسر نہ ہوئی۔ اسلام نے سود کھانا۔ زنا کرنا۔ خواہش کا پلا

بحکم عدالت بدلہ لینا - امور مذہبی انجام دینے کے واسطے معتقدان مذہب اور غیر مذ
کے لوگوں سے جبراً چندہ وصول کرنا بالکل بند کر دیا تجارت کو تمام محصولات و رمز احتول
سے قطعاً آزاد کیا سلطنت کے محاصل کو گھٹا کر دسواں حصہ قائم کیا مفتوحہ اقوام میں سے
جس شخص نے اسلام قبول کیا اس کو فتحمند فرقہ کے تمام حقوق عطا کیے - مفتوحہ قوم کے
ہر شخص کی جان و مال کی حفاظت کی اُن کو صفائی اور پرہیزگاری سکھائی - ظلم - کذب -
غرور - انتقام - غیبت - استہزا - اسراف - عیاشی - بے اعتباری - بدگمانی وغیرہ بل
ملامت بتلا کر عدل - صدق - عجز - تحمل - فیاضی - حیا - صبر - بردباری - کفایت شعاری -
ادب - صلح - محبت - وحدانیت اور توکل وغیرہ وغیرہ کی تعلیم دی - ملکی حقوق تمام بنی آدم
کے واسطے برابر کر دیئے - ہر ذی روح کے ساتھ خواہ وہ انسان ہو یا حیوان نیکی کرنے
کی ترغیب دی - خیرات کرنے میں اسلام سے زیادہ کوئی دوسرا مذہب سرگرم نہیں اہل اسلام
خیرات کرنے کو بہت بڑا کار ثواب سمجھتے ہیں - بہت سے مسلمان مثل حسن بن علی رضی اللہ
عنہ وغیرہ کے خیرات کرنے میں ضرب المثل ہیں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فرماتے
تھے کہ نماز آدھی منزل تک روزہ عرش کے دروازہ تک اور خیرات خاص بارگاہ الٰہی تک
پہنچاتی ہے -

جس زمانہ میں عیسائیوں کو توریت شریف کی صحت پر کامل اعتقاد تھا یہودی اُس کے
بڑے بڑے نقائص پر نوحہ سرائی کرتے تھے اور اُس کے تمام عیوب کو دور کرنے کی کوشش
کرتے تھے - سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں مسیحیوں کی بھی اس طرف توجہ مبذول ہوئی
واندرہوف کو ۱۶۲۸ء کے مطبوعہ نسخوں سے مقابلہ کرنے پر بارہ ہزار اختلافات ملے -
جرمنی محققین نے عہد جدید کے نسخوں کی جانچ کرنے میں جانفشانیاں کیں - ڈاکٹر مبل
نے تیس ہزار اور جیمس و نیطبین نے ڈیڑھ لاکھ اختلافات شمار کیے -
قدیم روم کی سلطنت کے مشہور مورخ مسٹر ایڈورڈ گبن کی تاریخ کے ذریعہ سے معلوم ہوا

کو درحقیقت اسلام کا مذہب شک وشبہ سے پاک ہے صاف صاف قرآن شریف ذات واحد
کی وحدانیت کی عمدہ شہادت دیتا ہے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے بتوں - انسانوں -
ستاروں اور سیاروں وغیرہ کی پرستش کرنا اس معقول دلیل سے رد کیا کہ جو شے طلوع
ہوتی ہے غروب ہوتی ہے جو حادث ہے وہ فانی ہے کائنات کے بانی کا ایسا وجود
ہے جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا وہ کسی شے میں محدود نہیں اس کا کوئی ثانی نہیں - کسی
شے سے اس کو مشابہت نہیں - وہ بغیر اسباب کے موجود ہے اور وہ ہمارے نہایت
خفیہ ارادوں سے واقفیت رکھتا ہے - آیات کے بڑے بڑے حقائق کو مفسرین قرآن
نے دلائل عقلیہ سے ثابت کیا جن کو پیروان اسلام نے نہایت استقلال سے قبول کیا -
ایک بڑا حکیم جو اللہ تعالے کی ذات صفات کا معتقد ہو کہہ سکتا ہے کہ اسلامی عقائد ہمارے
ادراک فہم اور عقل سے بہت بڑھکر ہیں اس لیئے کہ جب ہم نے اس لامعدوم شے کو زمان
مکان مادہ حس اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو ہمارے خیال کرنے اور سمجھنے کے
واسطے کیا چیز باقی رہ گئی - جن اصل الاصول کی بنا عقل اور وحی پر منحصر ہے وہ رسول
اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے استحکام کو پہنچی - نہایت متعصب عیسائی یہودی
اور وہ لوگ جو اسلام کے سخت دشمن ہیں اگرچہ یہ کہیں گے کہ صرف ہمارا مذہب اچھا ہے
لیکن اس بات کو ضرور تسلیم کریں گے کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے رسالت کا دعوی
نہایت مفید مسئلہ کی تلقین کے واسطے کیا انھوں نے اسلام کی بنیاد کو یہودیوں اور عیسائیوں
کی کتب سماویہ کی سچائی پاکیزگی اور اگلے پیغمبروں کے معجزوں پر قائم کی عرب کے تمام
بتوں کو رب العالمین کے تخت کے روبرو توڑا انسانوں کے خون کا بہانا جو بتوں پر چڑھایا جاتا
تھا نماز روزہ اور خیرات سے بدل دیا نیکی اور محبت کی روح پھونکی - ہر شخص کے ساتھ
بھلائی کرنے کی ہدایت کی بیواؤں اور یتیموں پر ظلم وستم روا رکھنے اور ایک دوسرے
سے بدلا لینے کی ممانعت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب کے تمام قبائل اعتقادات اور

فرمانبرداری میں منہمک ہوکر اپنی اس بلند ہمتی کو جس کو خانگی جھگڑوں میں صرف کرتے تھے نہایت
مستعدی سے غیر ملک کے دشمنوں کے مقابلہ میں صرف کرنے لگے۔

اپالوجی فار محمد اینڈ محمڈنزم مصنفہ مسٹر جان ڈیون پورٹ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ
درحقیقت جن لوگوں نے عیسوی اور اسلامی خوبیوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ کیا انھوں
نے تسلیم کر لیا کہ اسلام کے احکام بہت عمدہ اور مفید مطلب ہیں جن کے ذریعہ سے انسانوں
کو نہ فائدہ پہنچا ہوگا ہر طرح کی شہادت سے ثابت ہے کہ علوم فنون اور فلسفہ کو سب سے
پہلے زندہ کرنے والے خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ کے عہد سلطنت کے بلاشبہ ایشیائی مسلمان
اور اندلس کے مورخ تھے یورپ میں ایشیائی علوم کا دوبارہ رواج اہل اسلام کی دانشمندی
سے ہوا تمام علوم طبیعات ہیئت فلسفہ ریاضی وغیرہ علماء عرب سے حاصل کیے گئے۔
کاغذ جو یورپ کے موجد اندلس کے مسلمان سمجھے جاتے ہیں۔ جس زمانہ میں یورپ
میں علم ادب نیست نابود ہو گیا تھا جہالت پھیل گئی تھی اس سے چھ سو برس پہلے عرب
میں علوم و فنون مروج تھے۔ یورپ اسلام کا اس وجہ سے زیادہ ممنون ہے کہ اس نے
فیوڈل انتظام کی سختیاں اور امیروں کی خود مختاریاں معدوم کر دیں جس کی وجہ سے آزادی
کی بنیاد عالیشان عمارت تعمیر ہو گئی۔ علوم فنون ریاضی اور یونانی حکما کی کتابیں انھیں
کی کوششوں سے شائع ہوئیں جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرا ہیں وہ بلا تامل تسلیم
کر لیں گے کہ اسلامی مذہب مشرقی دنیا کے واسطے حقیقی برکت کا باعث تھا اس وجہ سے
کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو ان خونریز زبردستیوں کو عمل میں لانے کی ضرورت
نہ ہوئی جن کو حضرت موسی علیہ السلام نے بت پرستی کو نیست و نابود کرنے میں استعمال
کیا تھا اس اعلی وسیلہ کی جس کو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات اور عقل پر
مدت دراز تک اثر ڈالنے کے واسطے پیدا کیا چاہا تو مذمت کرنا اور اس کے روبرو
سنگ دل خاندان پیش آنا لغو فعل اور بیہودہ کام ہے اور اس کا نتیجہ ولی [illegible] جس کی تو اراتنے

لئے ملقین کی یہ خیال کرنا کہ تلوار کے ذریعہ سے اشاعت ہوئی خام خیالی ہے۔
ٹامس کارلیل کے لکچرز ان ہیروز کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ عرب میں ابتدائے آفرینش
سے ایک قوم گلہ بانوں کی رہتی تھی جو جنگل میدانوں میں پھرا کرتی تھی کوئی شخص اس قوم
سے واقف نہ تھا اور نہ کسی شخص کو اس قوم کی مطلق پرواہ تھی اللہ تعالےٰ نے اس قوم میں
ایک اولوالعزم پیغمبر بھیجا جس کے ذریعہ سے یہ گمنام قوم تمام دنیا میں مشہور و معروف ہوگئی اور
ایک چھوٹی چیز بہت بڑی چیز بن گئی۔ جیسا بعضوں میں پرفن اور منطرق اشخاص کی ایجاد
کی ہوئی بات کہ اسلام دیوانگی اور خام خیالی کا تودہ ہے پھیلی ہوئی ہے۔ مذہبی سرگرمی
رکھنے والوں دوراندیشوں کا لگایا ہوا یہ الزام ہماری روسیاہی کا باعث ہے اس وجہ
سے کہ جو احکام پیغمبر اسلام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے صادر فرمائے اُن پر اٹھارہ
کروڑ انسان بارہ سو برس سے عمل کرتے ہیں۔ ان اٹھارہ کروڑ انسانوں کو رب العالمین
نے اسی طرح سے پیدا کیا جس طرح ہم کو پیدا کیا۔ زمانۂ موجودہ کے جس قدر انسان محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وسلم کے کلام پر اعتقاد رکھتے ہیں اُس سے زیادہ کسی کلام پر اعتقاد نہیں
رکھتے۔ میں ہرگز نہیں خیال کرسکتا کہ جس کلام پر قادر مطلق کی اس قدر مخلوق زندگی
بسر کرگئی وہ ایک بازیگر کا جھوٹا کھیل ہے۔ اگر دنیا میں جھوٹ اور فریب اس قدر
مروج ہو جاوے اور زور پکڑلے تو اس دنیا کی نسبت کوئی کیا خیال کریگا۔ اس قسم کے
خیالات قابلِ افسوس ہیں۔ اگر ہم کو اللہ تعالےٰ کی سچی مخلوقات کا کچھ علم حاصل کرنا
منظور ہے تو ہم کو ایسی باتوں پر ہرگز یقین نہ کرنا چاہیئے جو اُس زمانہ میں اندبانت زد
خلائق ہوئیں جب تو ہمات کا جہت بڑا اثر تھا لوگ خیال کرتے تھے کہ انسان کی
روحیں خرابی میں پڑی ہیں جو ان کی ہلاکت کا باعث ہیں میرے نزدیک دنیا میں
اس سے زیادہ بُرا خیال کوئی نہیں کہ ایک جھوٹے آدمی نے مذہب قائم کیا یہ کیونکر
ممکن ہے کہ جو شخص چونہ اینٹ اور مصالحہ کی حقیقت کو نہیں جانتا وہ پختہ مکان بناسکے

ایسے شخص کا بنایا ہوا مکان پختہ نہ ہوگا بلکہ خاک کا تودہ ہوگا جو چودہ برس تک قائم نہیں رہ سکتا اور نہ اس میں اٹھارہ کروڑ آدمی رہ سکتے ہیں اسلامی مکان اگر پختہ مکان نہ ہوتا تو کب کا مسمار ہو گیا ہوتا جو شخص اپنے طریقوں کو قانون قدرت کے موافق نہیں بناتا اور قدرتی سامانوں کی حقیقت کو نہیں سمجھتا اور نہ ان پر عمل کرتا ہے اس کو قدرت کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ نہیں نہیں ہرگز ایسا نہیں جو قاعدے قانون خاص ہیں وہ خاص رہتے ہیں عام نہیں ہوسکتے افسوس کہ کاگ لسٹرو کے مانند بہت سے سربر آوردہ لوگ اپنی فطرت سے کامیاب ہو جاتے ہیں مگر شکر ہے کہ ان کی کامیابی جعلی ہنڈی کے مانند ہوتی ہے جس کو وہ اپنے نالائق ہاتوں سے جاری کرتے ہیں اور خود الگ تھلگ رہ کر مخلوق الٰہی کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس ہنڈی کو قدرت کی آگ جلا کر خاک کر دیتی ہے جس سے اُن کی جعلی ہونے کا کافی ثبوت مل جاتا ہے۔ قرآن شریف کے تمام مضامین میں سچائی کا جوہر موجود ہے میرے نزدیک وہ ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہے اور ہر وصف اُس پر مبنی ہے۔

دیباچہ ترجمہ قرآن شریف مترجمہ مسٹر راوڈویل کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ملک کو جہالت اور بت پرستی کی ذلت سے چھڑانے کے واسطے کُل کام نیک نیتی سے کرتے تھے وہ امر حق کو جو اُن کی روح پر بدرجہ غائت مستولی تھا مشتہر کرنے کے واسطے بہت بڑے خواہشمند تھے اُن کی سیرت اُس قوت وحیات کا ایک عجیب نمونہ ہے جو ایسے شخص میں ہوتی ہے جس کو خدا اور قیامت پر کامل اعتقاد ہوتا ہے اُن کی ذات کریم اور سیرت صداقت مشحون کی وجہ سے اُن کو اُن لوگوں میں تصور کرنا چاہیے جن کو ایمان اخلاق اور ابنا رجنس کی تمام حیات پر کامل اختیار اور پورا اقتدار حاصل ہوتا ہے جو درحقیقت بجز اولوالعزم پیغمبر کے اور کسی کو میسر نہیں ہوتا۔

لنڈن کے سہ ماہی رسالہ کوارٹرلی ریویو کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ نامی گرامی مورخین نے

بجز کیا ہے کہ مذہب اسلام ایک شگفتہ اور تر و تازہ باغ ہے جو ہزاروں ثمر دار درختوں سے بھرا ہوا ہے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی سنہری کتاب میں جگہ حاصل کی انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیا علیہم السلام کے مانند ہجرت فرمائی تاکہ دوسرے مقام پر جاکر وعظ کہیں اُن کے معتقدوں نے اُن کی اطاعت کی جس طرح سے عیسیٰ علیہ السلام نے بارہ حواری منتخب فرمائے اُسی طرح سے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے بارہ صحابی منتخب فرمائے اور اپنی عمر کے آخر زمانہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مانند چالیس ہزار مسلمان لیکر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور کوہ عرفات پر لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ کمزوروں مفلسوں عورتوں کو پناہ دو سود خواری سے پرہیز کرو۔ آخر وقت عام لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ جس کا جو کچھ میرے ذمہ واجب الادا ہو وہ مجھ سے وصول کرلے۔ قرآن شریف میں بہت بڑی خوبصورتی یہ ہے کہ اُس کے تبدیلات مضامین برق کے مانند تیز و طرار ہیں جس قدر ہم اُن پر زیادہ غور کرتے ہیں اُسی قدر وہ ہم کو اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں بتدریج ہم اُن پر فریفتہ ہو کر متعجب ہوتے ہیں اور آخر کار فرحت آمیز تحیر میں پڑ جاتے ہیں۔ عربوں نے اس کتاب کی اعانت سے سکندر اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور روم کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت حاصل کرلی۔ اہل روم کو جس قدر زمانہ فتوحات حاصل کرنے میں صرف کرنا پڑا اُس کا دسواں حصہ بھی عربوں کا صرف نہ ہوا۔ یورپ میں جہاں اہل فینشیا تاجروں کی اور یہودی پناہ گیروں کی یا قیدیوں کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے وہاں اہل عرب انسانیت کی روشنی دکھلانے یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کرنے اہل مشرق و اہل مغرب کو فلسفہ طب۔ ہیئت۔ نظم وغیرہ وغیرہ دلچسپ علوم و فنون سکھلانے کے واسطے سلاطین کی حیثیت سے رونق افروز ہوئے تھے سر ولیم میور کی لایف آف محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام ایک ایسی قوم پر مبعوث ہوئے تھے جو باہم متحد اور ایک

جابر بادشاہ کے پنجۂ غضب میں گرفتار تھی اُس قوم سے اپنی دلی آرزو اور اخلاص سے عیسیٰ علیہ السلام کو سردار بنا کر اپنا نجات دہندہ تسلیم کر لیا۔ یہ قوم باوجود اس کے کہ جابر بادشاہ کے پنجۂ غضب سے رہا ہو گئی لیکن شائستہ اور متحد نہ ہوئی۔ عرب میں جہاں قومیں بالکل متفرق اور ایک دوسرے سے قطعی بے نیاز تھیں جن میں مذہبی اصلاح اور قومی اتحاد قائم ہونے کی قطعی امید نہ تھی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہوتے ہی تمام اقوام عرب کو اُن کے ادیان کو باطل اور اُن کے بتوں کو بے کار محض بتلا کر اپنا دشمن بنا لیا ہر قبیلہ معاند اور مقابلہ پر کمر بستہ ہو گیا لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں لڑنے والوں میں سے ہزاروں لاکھوں ایمان لائے اپنے عزیزوں پیاروں سے ٹھکرا دیا اور رشتہ اور روز کے بچھڑوں کو چھوڑ بیٹھے تو ہمات باطلہ کو فراموش کر گئے۔ تمام اقوام عرب کا تفرقہ اور طبعی بغض و عناد مذہبی اصلاح اور ملی اتحاد سے مبدل ہو گیا۔ گویا اُن کی فطرت ہی بدل گئی اور جبلت ہی پلٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے عبد محمد کی رسالت کا مسئلہ لوگوں کے دلوں میں ایسا ہی زندہ اصول ہو گیا جیسا کہ خاص محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھا۔

درحقیقت اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ وہ پرہیزگاری کا ایک ایسا جوہر رکھتا ہے جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں پایا جاتا۔ معاشرت کے لحاظ سے بھی اس میں کچھ کم خوبیاں نہیں اس وجہ سے کہ وہ ہدایت کرتا ہے کہ جملہ مسلمانوں کو غلاموں کے ساتھ شفیقانہ یتیموں کے ساتھ رحیمانہ ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ برتاؤ رکھنا اور نشہ کی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیئے

مسٹر سیل کے اقوال سے معلوم ہوا کہ جس زمانہ میں عرب میں ہزاروں آدمی اپنے طرز تحریر اور عبارت آرائی میں مشہور و معروف تھے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہذب اور شریف ترین اقوام عرب کی زبان میں قرآن شریف کو پیش کر کے اعلان کیا کہ جس کو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز ہو وہ قرآن شریف کی چھوٹی سے چھوٹی سورہ کے

مقابلہ میں اپنا کلام پیش کرے۔ اُس زمانہ کے بیشمار لائق فائق لوگ جن کا بصیر ہونا مسلم
تھا کلام معجز نظام پر گرویدہ ہو گئے جس کی بے انتہا مثالوں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ
لبید ابن ربیعہ نے جو سب سے زیادہ زبان دان اور نامور شاعر تھا انا اعطیناک الکوثر
کو جو سورہ تھا کعبہ کے دروازہ پر آویزاں دیکھکر اپنے اُس قصیدہ کو جس کو اُس نے عرصہ دراز
سے خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزاں کر رکھا تھا اُتار لیا اور کہا کہ ایسے الفاظ صرف نبی
ہی کی زبان سے نکل سکتے ہیں۔ چونکہ قرآن شریف عربی زبان کا ایک ایسا نمونہ نکلا
جو بے نظیر پایا گیا اور اُس سے اکیلے ایک دعوے نے اُس کا کلام الٰہی ہونا ثابت کر دیا
لہذا یہ معجزہ مُردوں کے زندہ کرنے کے معجزوں سے بڑھکر ٹھہرا۔ دراصل قرآن شریف
کا طرز تحریر عموماً خوشنما رواں مشرقی ڈھنگ کے موافق پُر حیرت انگیز مقولوں سے مرصع اور پُر معنی
جملوں سے مزین ہے۔

بشپ مڈلٹن کے اقوال سے معلوم ہوا کہ یونانی توریت اور انجیل زبان کے جملہ عیوب سے
پُر ہیں ان کی عبارت سے جہالت اور وحشیانہ پن پایا جاتا ہے۔ ازروے فطرت ہم
یقین کرتے ہیں کہ الہامی زبان کو سلیس لطیف عمدہ پُر اثر اور عام کلام کی قوتوں و اثر سے
متجاوز ہونا چاہیئے اس وجہ سے کہ اللہ تعالےٰ نے پاکیزہ چیز ایسی نہیں ہو سکتی جس
میں کسی قسم کا نقص ہو خلاصہ یہ کہ ہمکو افلاطون کی سی لطافت اور سسرو کی مانند بلاغت
کا متوقع ہونا چاہیئے۔

مسٹر گاڈفری ہیگنس کی تحریر سے معلوم ہوا کہ قرآن شریف دولتمند اشخاص نے انسانی کی
مذمت کرتا ہے وہ انجیل کے مانند غریب آدمیوں کا دوست اور غمخوار ہے۔ محمد مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وسلم کے خلفاء راشدین اسلامی اقتدار قائم ہونے سے قبل مسلمان ہو کر صرف
آزاد بنے اور ثروت پانے پر مذہبی اخلاقی فرائض ادا کرتے ہمہ تن مصروف رہے
انھوں نے سرسبز سلطنتوں کو مسخر کرکے اپنی ریاست بلند اور نیا قسمت کی فوقیت کا

کافی ثبوت دیا۔ اُن کی سرگرمی اور ولدہی مخلصانہ تھی ہر ایک بسر کے اطوار یکساں اور ضرب المثل تھے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مسائل نے صحابہ کرام کے دلوں میں ایسا نشہ پیدا کر دیا جو عیسے علیہ السلام کے حواریوں میں نہ تھا۔ قابل غور ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر لٹکائے گئے تو یہودیوں کا نشہ اُتر گیا اور وہ لوگ اپنے پیغمبر کو موت کے پنجہ میں سپرد کر کے بھاگ گئے بالفرض اگر اُن کو حفاظت کرنے کی ممانعت تھی تو اُن کو تسلی دینے ایذا رسانوں کو دھمکانے اور استقلال کے ساتھ موجود رہنے کی تو اجازت تھی۔ حواریوں کے بالکل برعکس صحابہ کرام اپنے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے واسطے بروقت ضرورت جمع ہو گئے اور سبھوں نے اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر دشمنوں کو مغلوب کر لیا وہ لوگ پچاس برس کے عرصہ میں عالیشان اور سرسبز سلطنتوں پر غالب آ گئے اور اس سرعت سے اُنھوں نے اسلام کی اشاعت کی جس کی نظیر عیسائی مذہب میں دستیاب نہیں ہو سکتی۔

تمام انگریزی تاریخوں کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ہر چہار خلفاء راشدین دنیا کے سرسبز سلطنتوں پر قابض ہونے کے بعد فرائض مذہبی و اخلاقی کو اُسی طرح سرگرمی سے ادا کرتے تھے جس طرح سے پیشتر درویشانہ حالت میں انجام دیتے تھے۔ اپنے رہنے کے واسطے بجائے اس کے کہ قصر شاہی بنائیں بقدر ضرورت نہایت مختصر کھجور کی لکڑیوں کا پٹا ہوا مکان بناتے تھے جو عموماً معمولی بارش میں ٹپکتا اور کثرت باراں میں مخدوش ہو جاتا تھا۔ جہاں چاہتے تھے معمولی لوگوں کی طرح چلے جاتے تھے اور اپنی ضرورت کو خود انجام دیتے تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ جب لشکر اسلامی نے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا بطریق بیت المقدس نے دریافت کیا کہ امیر المومنین کون ہیں امیر لشکر نے جواب دیا کہ وہ مدینہ منورہ میں ہیں بطریق بیت المقدس نے کہا اُن کو بلاؤ ہم دیکھیں گے اگر اُن میں وہ علامتیں نمایاں ہوئیں جو کتب مقدسہ میں بطور پیشین گوئی درج ہیں تو ہم بلا مبالغہ شہر حوالہ کر دیں گے۔ امیر لشکر نے امیر المومنین کو اطلاع دی۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک غلام ہمراہ لیکر اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے

ساری مسافت بیت المقدس تک اسی طرح طے فرمائی کہ آقا اور غلام دونوں باری باری سے اونٹ پر سوار ہوتے۔ جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ سوار ہوتے تو غلام مہار تھام کر چلتا اور جب غلام سوار ہوتا تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ مہار تھام کر چلتے۔ ہر منزل پر جب قیام فرماتے باری باری سے آقا اور غلام دونوں ہر ضرورت کے کام کو انجام دیتے۔ اختتام سفر کے دن غلام اونٹ پر سوار تھا اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ پیوند لگا ہوا لباس پہنے اونٹ کی نکیل تھامے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے لشکرِ اسلام نے امیر المومنین کو دیکھ کر خیر مقدم کا نعرہ بلند کیا اہالیان شہر میں ہل چل مچ گئی امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے دیکھنے کے واسطے دوڑے دیکھا کہ غلام اونٹ پر سوار ہے اور امیر المومنین اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے ہیں ان کے جسم پر باوجودیکہ پیوند لگا ہوا لباس ہے لیکن چہرہ سے وہ ہیبت و جلال نمایاں ہے جو سلاطین کو فوجی ساز و سامان پر بھی میسر نہیں ہوتا بطریق بیت المقدس نے کہا دراصل امیر المومنین میں وہ علامتیں موجود ہیں جو کتب مقدسہ میں بطور پیشین گوئی درج ہیں مقابلہ کرنا بے سود ہے بطریق کے کہنے پر بیت المقدس امیر المومنین کے حوالہ کر دیا گیا امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے صلحنامہ تحریر فرمایا کہ میں عمر اللہ تعالیٰ کا بندہ اور مسلمانوں کا امیر بیت المقدس کے باشندوں کی جانوں اولاد و گرجاؤں اور صلیبوں کی اور جو کچھ ان کے ساتھ پیوستہ ہے کل کی حفاظت کرنا منظور کرتا ہوں۔ بیت المقدس میں جس قدر گرجے ہوں گے اُن کا مال نہ لیا جائیگا اور نہ وہ مسمار کیئے جاویں گے اور نہ کسی گرجے کی جائداد کو نہ اُس کے مرتبہ کو اور نہ اُس کے کسی چیز کو نقصان پہنچایا جائیگا۔ بیت المقدس کے باشندوں پر مذہب کی پیروی میں جبر نہ ہوگا اور نہ اُن میں سے کسی کو مضرت پہنچائی جاوے گی۔ دولتمندوں سے پانچ دینار متوسط الحال سے چار دینار اور کم استطاعت والوں سے تین دینار جزیہ لیا جاویگا۔

جزیہ کی رقم وصول کرنا حفاظت کرنے پر موقوف تھی امیرالمومنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حیرہ کے متصل شہروں کے باشندوں سے عہد کیا کہ اگر ہم تمہاری حفاظت کریں تو جزیہ تم پر واجب الادا ہوگا اور اگر حفاظت نہ کریں تو واجب الادا نہ ہوگا کچھ زمانہ کے بعد جب ہرقل قیصر روم نے عساکر اسلامیہ کا مقابلہ کرنے کے واسطے ایک جرار لشکر فراہم کیا امیر لشکر اسلام حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جملہ بلاد مفتوحہ کے حاکموں کے پاس فرمان بھیجا کہ جزیہ کی کمل رقمیں جو وصول کی گئی ہیں واپس کردی جاویں اور عیسائی رعایا کو اطلاع دی جاوے کہ یہ رقم ہم اس وجہ سے واپس کرتے ہیں کہ ہرقل قیصر روم ہم پر حملہ کرنے والا ہے جو ہم کو تمہاری حفاظت کرنے سے عاجز کردیگا چونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں یہ معاہدہ تھا کہ ہم تمہاری حفاظت کریں گے جس کی عوض میں تم سے جزیہ لیں گے اب تمہاری حفاظت کرنا ہمارے امکان سے باہر ہے اس لیئے ہم نے جو کچھ روپیہ تم سے وصول کیا تھا واپس کرتے ہیں لیکن اگر اللہ تعالےٰ نے ہم کو فتح یاب کیا تو ہم پھر اُنھیں قدیم شرائط کی پابندی کریں گے اس فرمان کے صادر ہوتے ہی بڑی بڑی رقمیں جو عیسائیوں سے وصول کی گئی تھیں بیت المال سے فوراً واپس کردی گیئں تمام عیسائیوں نے دعائیں دیں کہ اللہ تعالےٰ رومیوں پر مسلمانوں کو فتحیاب کرے اور ہم پر اسلامی حکومت قائم رکھے اگر آج خدانخواستہ رومی ہم پر حکمراں ہوتے تو جو کچھ ہمارے پاس ہوتا وہ سب جس طرح پر ممکن ہوتا ہم سے وصول کرلیتے۔

بیت المقدس فتح ہونے کے بعد جب امیرالمومنین کنیستہ القیامۃ میں پہنچے نماز کا وقت آگیا بطریق بیت المقدس نے کہا کہ نماز کنیسہ ہی میں ادا فرمایئے امیرالمومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں نے یہاں نماز ادا کی تو یہ گرجا گرجا نہ رہے گا بلکہ اسلامی معبد ہوجاویگا اس وجہ سے کہ اہل اسلام دعوے کریں گے کہ یہ اسلامی معبد ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت کا واقعہ ہے کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند حسن رضی اللہ عنہ اور غلام قنبر کے مواجہ میں ایک یہودی سے ذرہ معہ نقد قیمت ادا فرما کر زرہ خریدی یہودی نے دوسرے دن قاضی شریح رضی اللہ عنہ کی عدالت میں قیمت نہ پانے کا جھوٹا استغاثہ دائر کیا قاضی شریح رضی اللہ عنہ نے حسب ضابطہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تاریخ سماعت مقدمہ سے اطلاع دی امیر المومنین تاریخ مقررہ پر قاضی شریح رضی اللہ عنہ کی عدالت میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ زرہ نقد قیمت دیکر خرید کی گئی ہے قاضی شریح رضی اللہ عنہ نے شہادت طلب فرمائی امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند حسن رضی اللہ عنہ اور غلام قنبر کو جن کے مواجہ میں قیمت ادا کی تھی پیش کیا یہودی نے جرح کی کہ باپ کے حق میں بیٹے کی اور آقا کے حق میں غلام کی شہادت کیونکر معتبر ہوسکتی ہے قاضی شریح رضی اللہ عنہ نے جرح تسلیم فرما کر یہودی کی مرضی کے موافق فیصلہ نافذ فرمایا امیر المومنین نے دوبارہ قیمت ادا فرمائی یہودی نے اقرار کیا کہ میں نے اسلامی عدالت قاضی اور امیر المومنین کا امتحان کرنے کی غرض سے جھوٹا استغاثہ دائر کیا تھا در اصل قیمت پاچکا ہوں یہ یہودی اسلامی انصاف دیکھکر مسلمان ہوگیا۔

مسیحی علما و فضلا کے خیالات سے اس قدر واقفیت حاصل ہونے پر میں بہ نسبت پیشتر کے اور زیادہ راسخ الاعتقاد ہوگیا جس کا اظہار کرنے پر اُن لوگوں نے جنھوں نے مجھکو مذہب عیسوی کی طرف متوجہ کیا تھا کہا کہ مذہب اسلام محض بزور شمشیر پھیلا ہے اگر ذرہ برابر بھی اُس میں سچائی کا جوہر موجود ہوتا تو اُس کو تلوار اُٹھانے کی ضرورت نہ پڑتی۔ دیکھو جب ہندوستان پر اسلامی حملہ نہیں ہوا کوئی متنفس اسلام سے واقف نہ تھا جب مسلمانوں نے ہندوستان کو فتح کرلیا اور ہندوستانی اُن کا لوہا مان گئے مسلمان ہونے لگے اس تقریر نے مجھکو اسلام کا بذریعہ شمشیر یا بذریعہ تبلیغ اشاعت پانا جانچ کرنے پر

مصروف کردیا۔ اول اول قرآن شریف کی تعلیم پر متوجہ ہوا غور کرنے سے مجھکو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ دین میں جبر و سختی کو کام میں لانے کی ممانعت و عظا و نصیحت کے ذریعہ سے اسلامی دعوت دینے کی ہدایت فرماتا ہے۔ اس کے بعد آگرہ و دہلی کی آبادی کی طرف جو اسلامی سلطنت کے دو بڑے مرکز تھے متوجہ ہونے پر مجھکو معلوم ہوا کہ ان ہر دو مقامات میں اسلامی عہد حکومت سے لیکر اس وقت تک ہندو آبادی کی تعداد اسلامی آبادی کی تعداد سے بہت زیادہ ہے۔ ان ہر دو مقامات کی آبادی پر غور کرنے کے بعد مجھکو معلوم ہوا کہ ریاست حیدرآباد چھ سو برس سے اسلامی حکمرانوں کے قبضہ میں ہے لیکن اس خطہ زمین پر جس کثرت سے اہل ہنود آباد ہیں اس کی نظیر بجز مدراس برطانوی عملداری کے کسی دوسرے صوبہ میں نہیں پائی جاتی۔ اس کے بعد مجھکو معلوم ہوا کہ چین کا ملک ایک ایسا ملک ہے جس پر اس وقت تک کسی حملہ آور کا حملہ نہیں ہوا لیکن اس ملک میں دو کرور سے زیادہ مسلمان آباد ہیں جن کی چینی باشندے نہایت عظمت کرتے ہیں۔ تیر سان مشہور چینی مورخ کی تاریخ کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ۶۲۸ء میں وہاب ابن کبشہ رضی اللہ عنہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان لیکر دربار شاہی میں داخل ہوئے شاہنشاہ چین نے اُن کا بہت بڑا اعزاز کیا اور اُن کو کانٹن میں محض مسجد تعمیر کرنے کی اجازت ہی نہ دی بلکہ یہ بھی اجازت دی کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب کی اشاعت کریں اور جس کا جی چاہے وہ اسلامی قواعد کی پابندی کرے۔

۶۵۱ء میں شاہنشاہ چین نے امیر المومنین خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک سفیر بھیجا اس غرض سے کہ فیروز ابن یزدجرد شاہنشاہ ایران کے ساتھ کچھ رعایت کی جاوے امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے اس سفیر کی خاطر مدارات کی اور واپسی کے وقت اُس کے ساتھ ایک عرب سپہ سالار ہمراہ کردیا جس کا شاہنشاہ چین نے نہایت

اعزاز واکرام کیا ۔ ۷۵۷ء میں خلیفہ منصور رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بغداد اور چین کے مابین تجارتی تعلقات قائم ہوگئے جس کے ذریعہ سے مسلمان تاجروں کو تبلیغ اسلام کرنے کا اچھا موقعہ ہاتھ لگا ۔ ستسنگ شاہنشاہ چین کے عہد سلطنت میں جب بغاوت برپا ہوئی خلیفہ منصور رضی اللہ عنہ نے چار ہزار عرب شاہنشاہ چین کی اعانت کے واسطے روانہ فرمائے جب بغاوت فرو ہوگئی اس عربی سپاہ نے چینی عورتوں کے ساتھ نکاح کرلیا اور چین کے مختلف شہروں میں اقامت اختیار کی جن کی نسل تمام ملک میں پھیل گئی

ساتویں آٹھویں صدی کے اکثر چینی مورخین بیان کرتے ہیں کہ مختلف سلطنتوں سے لوگ ہمارے ملک میں آتے ہیں اور اپنے کتب مقدسہ کو شاہنشاہ کے سامنے پیش کرتے ہیں یہ کتابیں قبول کی جاتی ہیں اور محل کے خاص مکان میں جہاں کتب دینیہ کا ترجمہ ہوتا ہے محفوظ کیجاتی ہیں جب سے یہ اجنبی لوگ آنا شروع ہوئے ہمارے ملک میں مختلف ممالک کے مذاہب مروج ہوگئے ہیں جن کی علی الاشہاد پیروی کی جاتی ہے۔

اس قدر واقفیت ہونے پر میں نے خیال کیا کہ یہ قدیم زمانہ کے تاریخی واقعات ہیں زمانہ حال کی زندہ شہادتوں پر غور کرنا چاہیئے دل میں یہ خیال پیدا ہوتے ہی میری نظر ہندوستان کے اولیاء کرام کے مزارات پر پڑی جہاں ہزاروں ہندو روزانہ مرادیں مانگنے جاتے ہیں انھیں مرادیں مانگنے والوں میں سے سیکڑوں ہرسال علانیہ اسلام قبول کرتے ہیں کوئی جبر و سختی کسی مسلمان کی طرف سے عمل میں نہیں لائی جاتی ۔

اس کے بعد یورپ کے ایک معزز عیسائی مسٹر شومان سکنہ ہنوار کے خط کا مضمون جو اُنھوں نے ۱۸۹۸ء میں شیخ الاسلام قسطنطنیہ کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے واسطے ارسال کیا تھا اور اس کے جواب کا مضمون جو شیخ الاسلام نے تحریر فرمایا تھا میری نظر سے گذرا یہ مراسلات نیویارک کے انڈپنڈنٹ اخبار نیز دیگر فرانسیسی اور انگریزی

اخبارات میں لفظ بہ لفظ ترجمہ ہو کر شائع ہوئے شیخ الاسلام کے جواب کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

جناب من - آپ کا خط جس میں آپ نے اسلام قبول کرنے کی درخواست کی ہے ہمارے پاس پہنچا جس سے ہم کو مسرت ہوئی جو خیالات آپ نے خط میں ظاہر کیئے وہ قابل تعریف ہیں لیکن ہم آپ کو اطلاع دیتے ہیں کہ آپ کا مسلمان ہونا ہماری مرضی پر منحصر نہیں ہے اس وجہ سے کہ پادریوں کے مذہب کے مانند اسلام میں اللہ تعالےٰ اور اس کے بندوں کے درمیان کوئی ثالث نہیں - ہمارا فرض صرف یہ ہے کہ ہم مذہب کے حقائق لوگوں کو سکھائیں - مذہب اسلام میں اسلام قبول کرنے کے واسطے کوئی باضابطہ مذہبی کارروائی کرنے یا کسی کی منظوری حاصل کرنے کی جس کے بلا اجازت کوئی شخص مسلمان نہ ہوسکے کوئی ضرورت نہیں صرف اس قدر کافی ہے کہ انسان اسلام کا یقین کرے اور اپنے یقین کا اعلان کردے فی الحقیقت اسلام کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو واحد جانے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا یقین کرے یعنی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے جو شخص اس کلمہ کا اقرار کرتا ہے وہ بلا کسی شخص کی منظوری حاصل کیئے مسلمان ہوجاتا ہے - آپ اپنی تحریر کے موافق اگر اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ صرف ایک ہے اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں تو آپ مسلمان ہیں کسی کی منظوری حاصل کرنے کی آپکو کچھ ضرورت نہیں ہم آپ کو نہایت خوشی اور فخر سے مبارکباد دیکر دعا دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ پر رحمت نازل فرمائے اس دنیا میں ہم ظاہر کرتے ہیں اور آخرت میں گواہی دیں گے کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اس وجہ سے کہ سب مسلمان آپس میں بھائی ہوتے ہیں -

انسان نیستی سے ہستی میں اس واسطے لایا گیا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی عبادت

کرے جس کا دو جملوں میں بیان ہو سکتا ہے ایک یہ کہ احکم الحاکمین کے احکام کی تعظیم کرے دوسرے یہ کہ مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرے چونکہ انسان کی عقل کافی نہ تھی کہ وہ رب العالمین کے شایاں عبادت کا کوئی عمدہ طریقہ معلوم کر سکے اس واسطے اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت کاملہ سے خاص بندوں کو نبوت کی خلعت عطا فرما کر سچا مذہب ظاہر کرنے کے واسطے مبعوث فرمایا ہر گنہگار جب اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اُس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن ہمسایوں کے حقوق اس معافی سے مستثنیٰ ہیں اس وجہ سے کہ جس کو اس دنیا میں انصاف نہیں ملتا وہ قیامت کے دن رب العالمین سے انصاف کا طالب ہو گا رب العالمین جو عادل ہے ظالم کو مجبور کرے گا کہ وہ مظلوم کی تلافی کرے جو لوگ فی سبیل اللہ شہید ہوئے وہ بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں ہیں اس جوابدہی سے بری ہونے کے واسطے اپنے ہمسایہ سے جس کی تم نے حق تلفی کی ہو بریت حاصل کر لو کسی مذہبی پیشوا کو تمام صورتوں میں دخل دینے کی ضرورت نہیں۔

بیشک یہ باتیں مذہبی پادریوں کے محکوم رہنے والوں کو عجیب معلوم ہونگی اس واسطے کہ جب عیسائیوں کے بچہ پیدا ہوتا ہے اُس کو سوسائٹی میں شامل کرنے کے واسطے پادری بپتسمہ دیتا ہے جب جوان ہوتا ہے بلا پادری کے شادی نہیں کر سکتا جب گرجے میں جاتا ہے عبادت کرنے کے واسطے پادری تلاش کرتا ہے جب اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہتا ہے تو پادری کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے معافی مانگتا ہے جب مرتا ہے پادری کا محتاج ہوتا ہے کہ وہ اُس کو دفن کر دے۔

مسلمان عیسائیوں کے مانند پادریوں کے محتاج نہیں جب کسی مسلمان کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے اُس کا باپ یا اس کے گھر کا کوئی بڑا بوڑھا اُس کا نام رکھتا ہے۔ نکاح کی ضرورت لاحق ہونے پر مرد اور عورت یا اُن کے وکیل دو گواہوں کے سامنے معاہدہ

کرتے ہیں جس سے فریقین معاہدہ ہی کو تعلق ہوتا ہے کسی دوسرے شخص کو اس میں مداخلت کی ضرورت نہیں۔ ہر مسلمان جس پاک جگہ چاہے تنہا عبادت کرسکتا ہے اور اپنے گناہوں کے معافی کے واسطے براہ راست تواب الرحیم کے سامنے توبہ کرتا ہے وہ اپنے گناہوں کا اقرار دوسروں کے سامنے نہیں کرتا اور نہ اُس کو ایسا کرنا چاہیے۔ جب کوئی مسلمان مرتا ہے موجودہ مسلمان اُس کو دفن کر دیتے ہیں کوئی مُردہ کسی مذہبی پیشوا کی موجودگی کا محتاج نہیں ہوتا۔

مختصر یہ کہ تمام دینی کاموں میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے درمیان میں کسی ثالث کی ضرورت نہیں صرف اس قدر ضرورت ہے کہ ہر مسلمان احکم الحاکمین کے احکام کو جو محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ سے نازل ہوئے جانے اور اُن پر عمل کرے۔ جمعہ اور عیدین کی نماز کا انتظام خلیفہ کی مرضی پر موقوف ہے اس وجہ سے کہ مذہبی رسوم ادا کرنے کا انتظام کرنا خلیفہ کے فرائض مذہبی میں سے ہی تمام امور کا خلیفہ کے احکام کی تعمیل کرنا بہت بڑا مذہبی فرض ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم خلیفہ کی طرف سے جن مذہبی معاملات کو اُس نے ہمارے سپرد کیا اُن کا انتظام کریں۔

خصائل حمیدہ پیدا کرنا بڑوں کی تعظیم کرنا ضعیفوں پر رحم کرنا اور غرور، انانیت اور سختی وغیرہ سے اجتناب کرنا مذہب کے احکام ہیں جن پر ہر مسلمان کو سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔

مختلف اخبارات کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ قسطنطنیہ میں باب عالی ایسے ہر شخص کی جو اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے جانچ کرتی ہے اگر اُس کا مذہب تبدیل کرنا صداقت پر مبنی ہوتا ہے تو اُس کو سند عطا کرتی ہے۔

مسٹر ولیم ہنری کیولیم نے مراکو کے مسلمانوں کے ظاہری اخلاص اور ہمدردی کو دیکھکر اور اُن کو شراب خواری زناکاری وغیرہ سے مبرا پاکر اسلام قبول کیا اور تقریباً ۱۸۸۷ء میں

لیورپول میں اسلامی مشن جاری کیا۔ ۱۸۹۳ء میں امریکہ کے ایک معزز عیسائی نے اسلامی کتب کا مطالعہ کرکے اسلام قبول کیا اور اپنا نام محمد رسول ویب رکھا آپ کی وجہ سے امریکہ میں اسلامی مشن جاری ہوگیا انگلستان اور امریکہ میں یہ دو اسلامی تحریکیں انگریز مسلمانوں کے زمانہ حال کی کوششوں کا نتیجہ ہیں جن کے ذریعہ سے ہر دو ممالک میں اسلامی اشاعت جاری ہے۔

ان تمام واقعات پر نظر ڈالکر ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اسلام فطرتی مذہب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک ایسا جوش پیدا کر دیتا ہے جو اُن کو اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنے دیتا جبتک کہ وہ حقائقِ اسلام کو تقریراً یا تحریراً جس قدر دلکش اور دلچسپ پیرایہ میں ممکن ہو اُس سرزمین کے باشندوں پر جہاں کہیں موجود ہوں ظاہر نہ کردیں اور ارکان اسلام پر پورا پورا عمل کرکے لوگوں کو عمل کرنے کا طریقہ بتلا دیں صرف یہی ایک ذریعہ تھا جس نے لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرایا اور صرف یہی ایک سبب ہے جس کی وجہ سے لوگ اب تک دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ چونکہ صفحۂ ہستی پر یکساں قسم کے لوگ نہیں ہوتے جہاں بھلے ہوتے ہیں وہاں بُرے بھی اور جہاں پاک طبیعت کے لوگ ہوتے ہیں۔ ناپاک مزاج والے بھی ضرور ہوتے ہیں جن کی خباثت روحانیت کے جوہر کو بالکل مٹا دیتی ہے ان خبیث نفس والوں میں سے بعض مالکان ملک وسیاست صاحبِ لشکر و اسلحہ بھی ہوتے ہیں جو بجائے اس کے کہ سچے رہنماؤں کی رہبری پر قدم اُٹھائیں یا خاموش بیٹھے رہیں اپنے آبائی ننگ وناموس اور موجودہ جاہ وثروت عزت وعظمت کو قائم رکھنے کی غرض سے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ایسے رہنماؤں کا خاتمہ کردیا جاوے لیکن یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے اس وجہ سے کہ ساری خلقت حتیٰ کہ فرشتے آسمانوں میں مچھلیاں دریاؤں میں چیونٹیاں زمین کے سوراخوں میں ایسے لوگوں کو دعائیں دیتی ہیں جو خیر کی تعلیم کرتے ہیں اہل اسلام نے ان دشمنانِ دین کے

مقابلہ میں تلوار اٹھائی اور ان کو مغلوب کر لیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے حقائق روئے زمین پر نہایت آزادی سے مشتہر ہوئے جو لوگوں کے دل وجان میں اس قدر پیوستہ ہو گئے کہ کثرت سے لوگ خواہ کسی مذہب وملت کے ہوں بت پرستی زناکاری شراب خواری قمار بازی وغیرہ وغیرہ کو برا سمجھکر کہنے لگے کہ یہ باتیں ہمارے مذہب میں بھی ناجائز ہیں - الغرض اہل اسلام نے اسلام کے حقائق پیش کر کے دو نتیجے پیدا کیئے اول تو یہ کہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے دوسرے یہ کہ جو لوگ مسلمان نہ ہوئے وہ اپنے آبائی مذہب برگشتہ ہو گئے -

میرے ان خیالات سے واقفیت ہونے پر جب اُن لوگوں کے پاس جنہوں نے مجھے دائرہ اسلام سے برگشتہ کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا ورغلانے کے واسطے کوئی حیلہ باقی نہ رہا یہ آواز بلند پکار اٹھے جاؤ جاؤ جسقدر جلد ممکن ہو چلے جاؤ اپنا نام اور قومیت تبدیل کر و - ان لوگوں کے کہنے پر میں نے غور کیا کہ مجھکو اپنا نام اور قومیت تبدیل کرنا چاہیئے یا نہیں چنانچہ غور کرنے پر مجھکو معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو لوگ اسلام قبول کرتے تھے وہ اُسی نام سے پکارے جاتے تھے جس نام سے کہ کفر کے زمانہ میں مشہور تھے صرف وہی لوگ اپنا نام تبدیل کرتے تھے جن کے نام سے جھوٹے معبودوں کا بندہ ہونا ثابت ہوتا تھا مثلاً عبد العزیٰ اور عبد المنات وغیرہ - قریشی - بنی ہاشم - بنی امیہ - اوس - دوس وغیرہ وغیرہ قبائل کے لوگ جو مسلمان ہوئے اُن میں سے کسی نے بھی اپنے قبیلہ کا نام نہ بدلا تمام لوگ اُسی قبیلہ کے نام سے مشہور ہوئے جس سے کہ کفر کے زمانہ میں نامزد تھے چونکہ میرے نام سے کسی قسم کا کفر نہ پایا جاتا تھا اس بنا پر میں نے اپنا نام اور قومیت کا نہ تبدیل کرنا سنت خیال کیا اور وہی نام اور قومیت قائم رکھی جس سے کہ اس وقت تک موسوم کیا جاتا تھا لیکن بعض لوگوں کے اصرار پر اظہار اسلام کی غرض سے نیچے نام پر اپنے تخلصوں کا حسرت - شاہ - صوفی - اضافہ کر دیا جو دفاتر سرکاری میں لکھ لیا گیا - سنہ ۱۹۰۶ء میں جب مکہ مکرمہ حج کرنے کے واسطے گیا وہاں کے لوگوں نے مجھکو عزیز احمد کے نام سے یاد فرمایا -

اتفاقاً سنہ ۱۹۰۸ء میں فیض آباد سے میرا تبادلہ پیلی بھیت کا ہوا جہاں میں نے دیکھا کہ کچہری کے قریب کوئی مسجد نہیں شہر کچہری سے بہت فاصلہ پر واقع ہے ملازمان پولیس جو کچہری کے قریب پولیس لین میں رہتے ہیں فرداً فرداً بلا اذان نماز پڑھتے ہیں چونکہ بلا اذان نماز پڑھنا مکروہ تھا اس وجہ سے میں نے پولیس لین کے اندر نماز کے وقت اذان کہی خدا کے فضل و کرم سے نمازی مجتمع ہو گئے اور نماز جماعت سے ادا کی گئی چونکہ اہالیان ہنود کو اذان سننا اور مسلمانوں کو باجماعت نماز پڑھتے ہوئے پولیس لین کے اندر دیکھنا ناگوار گذرا اس وجہ سے اُن لوگوں نے افسران پولیس سے اس جدید امر کی شکایت کر کے پولیس لین کے اندر اذان کہنے اور نماز باجماعت پڑھنے کی ممانعت کا حکم حاصل کر لیا اس امتناعی حکم کے نافذ ہونے پر میں نے پولیس لین کی حد چھوڑ کر کچہری کی حد میں اذان کہنا اور باجماعت نماز پڑھنا شروع کیا اس مقام پر کسی شخص کو شکایت کرنے کا موقعہ نہ ملا چند سال تک نماز باجماعت ادا ہوتی رہی جس کی برکت کا یہ اثر مترتب ہوا کہ مسٹر ڈبلو اے۔ ایم۔ کیمبل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پیلی بھیت نے کمشنر روہیل کھنڈ کی منظوری سے مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دی اور فضل الٰہی سے ۱۱ مئی سنہ ۱۹۱۸ء کو ایک عالیشان شاندار مسجد تیار ہو گئی الحمد للہ رب العالمین۔

سنہ ۱۹۱۲ء میں میری بی بی کا جس نے میرے ساتھ اسلام قبول کیا تھا انتقال ہو گیا چونکہ مجھکو نابالغ بچوں کی پرورش کرنے کے واسطے نکاح کرنے کی اشد ضرورت لاحق ہوئی لہذا سید موسیٰ رضا صاحب ولد سید قطب شاہ صاحب ساکن پیلی بھیت نے اپنی دختر نیک اختر کا میرے ساتھ نکاح کر دیا۔ سنہ ۱۹۱۳ء میں پیلی بھیت سے میرا تبادلہ بریلی کا ہو گیا سنہ ۱۳۳۷ھ مطابق سنہ ۱۹۱۹ء میں یہاں یہ واقعہ درپیش آیا کہ مسجد بی بی جی میں چند مناظران آریہ سماج نے پہنچکر عین اُس وقت میں جب علماء دین حبل المتین وعظ فرما رہے تھے مسئلہ تناسخ چھیڑ دیا اور بحث کرنے پر آمادہ ہو گئے یہ کیونکر ممکن تھا کہ معترض کے اعتراض کا جواب نہ دیا جاتا

لہذا جواب دیا گیا اور مناظران آریہ سماج مکرر غور و فکر کرنے کے واسطے مہلت مانگنے پر مجبور ہوئے مناظران آریہ سماج کی اس کارروائی سے اہل ہنود کے طبقہ عوام الناس میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ ہندو دھرم ایک سچا دھرم ہے جس کے ثابت کرنے کے واسطے آریہ سماج کے پاس کافی دلائل موجود ہیں محض اس زعم باطل پر چند ہمدردان قوم نے داقعہ مذکرہ کا حوالہ دیکر میرے سامنے شدھی کا سوال بدایوں میں پیش کیا بدایوں میں یہ سوال پیش کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سنہ ۱۹۱۶ء میں میرا تبادلہ بریلی سے بدایوں کا ہو گیا تھا چونکہ یہ ایک ایسا سوال تھا جس کا جواب دینا اشد ضروری تھا لہذا میں نے رسالہ ہذا لکھا جس کا تاریخی نام تلقین مذہب رکھا تاکہ سماج کے ممبر اس مختصر رسالہ کو میزان عدل پر رکھکر تول لیں کہ کیا وزن رکھتا ہے انسانی ساختہ پرداختہ مذاہب کے تیر عقل کی کسوٹی پر کس کر دیکھ لیں کہ کس قدر آب دار ہیں اور تاجران علم و فن دین کے بازار میں رکھکر معلوم کر لیں کہ خریداران جنس ایمان اس کی کیا قیمت لگاتے ہیں ہادی مطلق اپنے رسول برحق کے طفیل میں اس رسالہ کو عام مقبولیت کا درجہ عطا فرمائے اور کفاران کو صراط مستقیم پر چلنے کا ذریعہ بنائے۔

آمین یا رب العالمین

فقط

اعلان